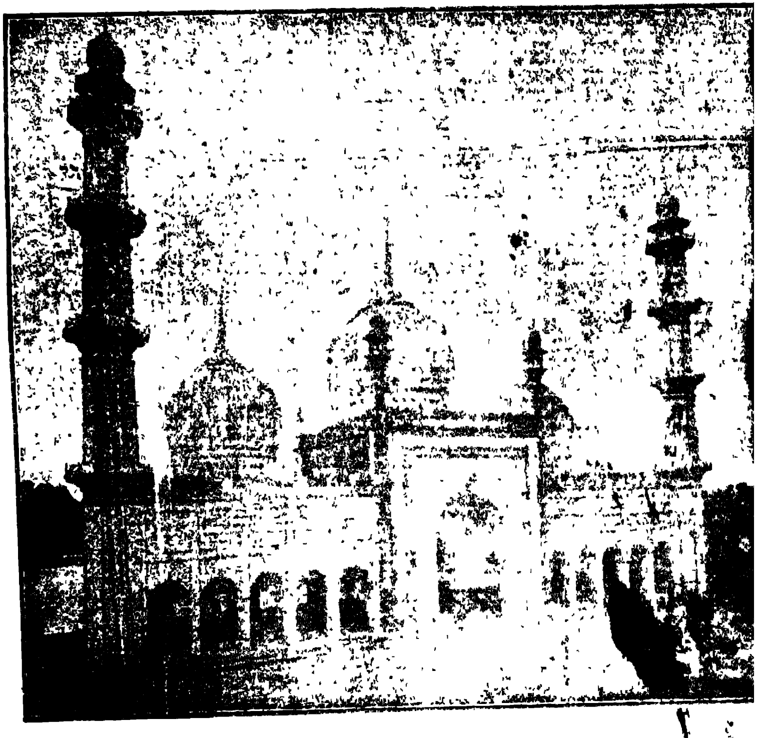


مسجد محمڈن کالج علی گڈھ

[illegible]

یسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلوا علیکم منه ذکرا

مر این نامه را از اتفاقِ صواب
شد آئینه ہائے سکندر خطاب

مثنوی

آئینۂ سکندری

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تصحیح و تنقید جناب مولانا محمد سعید احمد صاحب فاروقی

باہتمام محمد مقتدیٰ خان شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڈھ میں طبع ہوئی

۱۳۳۶ھ
۱۹۱۷ء



یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ہز ہائنس آصف جاہ

مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

نواب میر سر عثمان علی خاں بہادر

فتح جنگ جی سی ایس آئی، جی سی بی خلد اللہ

ملکہ و سلطانہ و ادام اقبالہ کے نام نامی و اسم

گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔



فہرستِ مضامین

صفحہ	مضمون
۶	نعت
۸	معراج
۱۱	مدحِ شیخ
۱۴	محمدۃِ سلطان
۱۷	خطاب بہ سلطانِ زماں
۲۰	ذکرِ نظمِ کتاب
۳۰	حکایتِ رندِ کژ اندیشہ
۳۲	پند بہ فرزند
۴۰	گفتار در ہنرطلبی و جوہر جوئی
۴۳	حکایتِ درویش
۴۴	آغاز داستانِ حملۂ سکندر بر خاقان
۵۷	گفتار اندریں معنی کہ عنانِ توسنِ فتح در دستِ فتاحِ مطلق ست
۶۰	حکایتِ پادشاہے
۶۱	کشاکشِ کنیزِ چینی و سکندر و گرفتاری ہریکے در خمِ کمندِ دیگر
۸۷	سخن در فضیلتِ فرو خوردنِ خارِ خشم

متن

مضمون	صفحہ

اِصطلاحات متعلّق اختلافِ نُسخ

ق:۔ نسخۂ قلمی کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن

م:۔ نسخۂ مطبوعۂ قیصریہ دہلی

س:۔ نسخۂ مملوکۂ آنریری سکرٹری صاحب مدرسۃ العلوم علی گڑھ

(آ) مصرعۂ اوّل (۲) مصرعۂ ثانی

نوٹ:۔ متن کے صفحہ ۳ سطر ۷ میں بجائے خاتم کے خاتمے صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں بخت یاراں کی جگہ بختیاراں صفحہ ۱۳ سطر ۱۳ و مابعد بجائے نحل کے نخل صفحہ ۱۶۵ سطر ۵ و مابعد بجائے ہیزبد کے ہیربد اور صفحہ ۲۰۷ سطر ۱۲ میں بجائے جبہ کے جبھہ پڑھنا چاہیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمہ

اَلحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین وَ الصّلوٰۃُ وَ السّلامُ علیٰ رسُولہٖ محمّدٍ وّ اٰلہٖ وَ اَصحابہٖ اَجمعین

کلیات خسرو کی ترتیب کے سلسلہ میں عالی جناب نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب نے مثنوی آئینۂ سکندری (تصحیح اور تنقید کے لئے) اس ذرّہ بے مقدار کو عنایت فرمائی۔ بہ تعمیل ارشاد میں نے اس مثنوی کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ ایک نسخہ مطبوعہ دہلی سے جو خود غلط چھپا ہوا ہے۔ دوسرے ایک قلمی نسخہ سے جو کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد سے مستعار آیا تھا۔ تیسرا نسخہ نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب کے کتب خانہ کا تھا۔ جو نسخہ احقر کو صحت کے لئے دیا گیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب شوکت کا صحیح کیا ہوا تھا۔ اس لئے اُس کی تصحیح میں کچھ زیادہ دقت نہیں اُٹھانی پڑی۔ مگر مولانا نے پہلے نسخوں سے مقابلہ کر کے ایک لفظ جو اُن کے نزدیک صحیح تھا قایم رکھا تھا دوسرے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ مگر میں نے اُس کو حاشیہ پر نسخہ کر کے لکھدیا ہے۔

اب تنقید شروع کرتا ہوں۔ مگر قبل اس کے کہ اس مثنوی پر کچھ لکھا جائے اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوا کہ خمسہ یعنی پانچ کتابوں کے ایک سٹ[1] کے تصنیف کرنے کا خیال کس جگہ سے لیا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ (جو ایک علمی خاندان کے شخص اور خود بھی نہایت عالم فاضل ہیں) انھوں نے کتب مقدسہ توریت و انجیل ملاحظہ کی ہونگی جن میں سب سے اوّل حضرت موسیٰ کی پانچ کتابیں (پیدایش، خروج، احبار، گنتی، استثناء) ہیں۔ چونکہ مسلمان تمام انبیا و رسل کو مانتے اور اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اُن کے طریقوں کو متبرک سمجھکر اختیار کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت ابراہیمی، سنت موسوی، سنت عیسوی

---

[1] مولوی ریاض حسن صاحب نے جن کو یہ تنقید معائنہ کے لیے بھیجی گئی تھی حسب ذیل ریمارک کیا ہے:۔
کسی تذکرہ یا خود حضرت نظامی کی کسی مثنوی سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ نظامی کو ابتدا ہی سے خمسہ لکھنے کا خیال تھا۔ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظامی نے ہر ایک مثنوی کسی بادشاہ کی فرمایش سے لکھی۔ یہ محض اتفاقی امر ہے کہ ان مثنویوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی۔ ان مثنویوں کے سٹ کو خمسہ کا لقب حضرت نظامی کے بعد دیا گیا۔ آتشکدۂ آذر میں لکھا ہے "فضلا و عرفا و شعرا ایں پنج کتاب را کہ امروز از خیالات شیخ درمیان است جمع نمودہ مسمیٰ بہ خمسہ نمودند" دولت شاہ اور بعض ارباب تذکرہ کا خیال ہے کہ مثنوی حکایت ویس و رامیں بھی شیخ کی تصنیف ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان کی مثنویوں کی تعداد چھ ہو جاتی ہے۔
محمد ریاض حسن دانش و خیال

اس کی نسبت خاکسار کی گزارش ہے کہ ہر مثنوی کا کسی بادشاہ کی فرمایش پر تصنیف ہونا اس کے منافی نہیں کہ یہ خیال دل میں موجود ہو۔ ممکن ہے کہ یہ منصوبہ اُن کے ذہن میں ہو اور اُس کے معلوم ہونے پر ایک ایک مثنوی موجودہ وقت اکابر کے نام سے معنون کی گئی ہو اور اس امر کو فرمایش سے تعبیر کیا گیا ہو۔ بہرحال یہ ایک قیاس ہے نہ کہ واقعہ جس کی تائید اُن اشعار سے ہوتی ہے جو درج کئے گئے۔ اور دوسرا استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ سید صاحب کو دولت شاہ اور دیگر غیر محتاط تذکرہ نویسوں کے غیر محقق اقوال سے دھوکا ہوا ہے۔ مثنوی ویس و رامیں مولانا نظامی گنجوی کی نہیں بلکہ نظامی عروضی سمرقندی کی ہے۔ اس لئے مولانا گنجوی کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہی رہتی ہے۔
سعید احمد فاروقی

کو بھی تقریباً اُسی نظر سے دیکھا جاتا ہی جیسا کہ سنت محمدؐی کو اور اُس کو اختیار کرنا اور اُس پر چلنا ایک مذہبی امر خیال کرتے ہیں اس لئے قرین قیاس ہی کہ خمسہ موسوی کو دیکھکر پانچ کتابیں (سکندر نامہ، مخزنِ اسرار، ہفت پیکر، شیریں خسرو، لیلیٰ مجنوں) تصنیف فرمائی ہوں۔ انکے مضامین میں بھی کچھ کچھ مناسبت باہمی ضرور ہی۔ اور جب سکندر نامہ کے خاتمہ کو دیکھتے اور اس میں مندرجۂ ذیل اشعار پڑھتے ہیں کہ

چو دریائے ثالث نمط شوئے خاک | ز ثالث ثلاثہ جہاں گشتہ پاک
به تربیع و تثلیث گوہر فشاں | مُربع نشین و مثلث نشاں
فرنگ و فلسطین و رہبان و روم | پذیرائے فرمانِ مہرش چو موم

تو یہ امر یقین کے درجہ تک ترقی کرجاتا ہی کہ مولانا کو ادیانِ سابقہ اور خصوصاً مذہب عیسوی سے ضرور سابقہ رہا ہی جس کی اصطلاحیں اُنھوں نے نظم فرمائی ہیں اور تبرکاً وتیمناً خمسہ موسوی کے اتباع میں یہ پانچوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچوں کتابوں نے شہرت عام اور بقائے دوام کا تمغہ حاصل کیا۔ قوم نے اُن کو نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہوں، امیروں، عالموں نے ہر زمانہ میں حد سے زیادہ پسند کیا۔ اور فارسی شعرا کے خیال میں تو آسمان سخن میں آفتاب ہو کر چمکیں اور تمام شعراء ہمعصر اور مابعد نے فارسی سخن طرازی کا منتہاء کمال سمجھکر اُن پر کتابیں لکھنی شروع کیں جس طرح شعراء عرب میں جس کو دعوائے سخن ہوتا تھا وہ اپنے قصائد دَرِ کعبہ پر آویزاں کرتا تھا، اسی طرح شعراء مابعد فارسی میں سے جس جس کو اپنی سخن طرازی کا دعویٰ ہوتا

تھا وہ خمسہ نظامی کے مقابلہ پر کتابیں لکھا تھا بعض نے پورے خمسے لکھے اور بعضے ایک ایک دو دو کتابیں لکھکر رہ گئے۔ منجملہ اُن کے حضرت امیر خسرو اور مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہا کے خمسے مشہور ہیں۔ امیر خسرو کی کتابیں اس وجہ سے کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں بلکہ ہندی نژاد ہیں اور پھر بھی اہل زبان کے بہترین شعرا کی صف میں نظر آتے ہیں نہایت قابل قدر ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ السنۂ جدیدہ کے باوجود ہزاروں اسکولوں، سیکڑوں کالجوں، متعدد یونیورسٹیوں اور لاکھوں پڑھنے والوں کے ایسے لوگ کس قدر پیدا ہوئے جو اہل زبان کے نزدیک وہی رتبہ رکھتے ہوں جو امیر خسرو کا ایران میں مانا جاتا ہے تو امیر خسرو کا رتبہ ہماری نظروں میں اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔ اہل ہند نے طوطی ہند کا خطاب اُن کی شیریں کلامی پر اُن کو دیا اور وہ اُن کو طوطی ہند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ عرفی لکھتے ہیں ؎

بروحِ خسرو ازیں پارسی شکر دادم

کہ کامِ طوطیِ ہندوستاں شود شیریں

اسی طرح شعرا اہل زبان نے بھی اس کو قبول کیا ہے اور سب ان کو اعلیٰ درجہ کا شاعر مانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ سلطان شہید نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے ہندوستان کے تشریف لانے کی خواہش کی تو سعدی نے تحریر فرمایا کہ خسرو غنیمت ہے اس کی تربیت کی جائے۔

امیر کے خمسہ کی نسبت تقریباً اس پر اتفاق ہی سا ہے کہ جتنے خمسہ نظامی کے جواب

یں لکھے گئے سب سے بہتر ہے۔ مگر دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ امیر بایسنغرامیرخسرو کے خمسہ کو نظامی کے خمسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر خاقان مغفور الغ بیگ نظامی کے معتقد تھے اور وہ اس ترجیح کو قبول نہیں کرتے تھے۔ بارہا ان دونوں بادشاہوں میں اس بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ اُس زمانہ کے اہلِ علم وفضل ترجیح کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ اُس کی عبارت بجنسہ درج کی جاتی ہے "امیرزادہ بایسنغر خمسۂ امیرخسرو را بر خمسہ نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ انار اللہ برہانہٗ قبول نہ کردے و معتقد نظامی بودے و درمیان این بادشاہ بکرات آں تعصب رو دادہ و خاطر جو ہر یانِ بازارِ فضلِ ایں روزگار کہ عمرشاں بخلود ابد پیوستہ باد راہ ترجیح منو دندے"۔ گویا ان بزرگوں کے نزدیک امیرخسرو علیہ الرحمۃ کا خمسہ نظامی کے خمسہ سے فایق تھا جو ہر ہندی نژاد کے لئے باعث افتخار رہے۔

مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں خمسہ نظامی کی ترجیح کے قایل ہیں۔ بہر حال اس میں شبہ نہیں ہے کہ خمسہ نظامی پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اُن میں سب سے بہتر خسرو کی پنج گنج ہے۔ یہ فخر ہندوستان کے لئے کچھ کم نہیں ہے کہ اُس کا ایک سپوت فرزند ایک غیر زبان کی شاعری میں اُس زبان کے بہترین شعرا کے ہم پلہ خیال کیا جاتا اور ان معدودے چند اساتذہ میں شمار ہوتا ہے جن کی تعداد ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔

اس خمسہ کی ایک کتاب آئینہ سکندری بھی ہے جو ترتیب تصنیف کے اعتبار سے چوتھی کتاب ہے جیسا کہ خود اسی کتاب کے سبب تالیف میں اُنھوں نے لکھا ہے ؎

چو در باز کردم نخست از قلم | زمطلع بر انوار دادم علم
وزاں انگبیں شربت انگیختم | بہ شیریں وخسرو فرو ریختم
وزاں جا فرس پیشتر تاختم | بہ مجنوں ولیلیٰ سرافراختم
کنوں بر سر پر سخن پروری | کنم جلوۂ ملک اسکندری

اس کتاب میں خسرو کے قول کے موافق جیسا کہ وہ آخر کتاب میں لکھتے ہیں چار ہزار چار سو پچاس شعر ہیں ؎

گر آری ہمہ بیتش اندر عدد
چہار الف وپنجہ شد وچار صد

مگر موجودہ کتاب میں ۴۱۱۱ شعر ہیں جس میں ۳۳۹ کی کمی ہے۔ ضرور ہے کہ کاتبوں کی غفلت سے اس قدر شعر متروک ومعدوم ہو گئے۔

کلام شستہ اور صاف ہے۔ استعارات اور تشبیہات کا بھی کہیں کہیں استعمال کیا گیا ہے اور جہاں کیا گیا ہے خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ متعدد جگہ اشعار کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ معراج کا آغاز، بادشاہ کی تعریف کیفوی چینی کا فخریہ وغیرہ سامنے رکھنے سے یہ خیال درجۂ یقین کو پہنچ جاتا ہے۔ اس میں لزوم مالا یلزم کے طور پر ایک التزام یہ بھی رکھا گیا ہے کہ جن قصوں کو مولانا نظامی نے نظم کیا ہے وہ ترک کر دیئے گئے ہیں جس سے میدان نہایت تنگ ہو گیا ہے۔ سکندر کے پُر اثر کارنامے جو دنیا میں بے نظیر مانے جاتے ہیں مثلاً زنگیوں کی لڑائی، دارا کی جنگ، چین، ہندوستان

روس وغیرہ کے واقعات وہ سب مولانا نظامی پہلے ہی ختم کر چکے ہیں حضرت امیر کی غیور طبیعت نے اُس کو دوبارہ لکھنا پسند نہیں کیا اور صرف وہی واقعات لکھے ہیں جو حضرت نظامی نے ناقابل التفات سمجھکر چھوڑ دیئے یا جو حضرت امیر نے اپنے زور قلم سے پیدا کر لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ؎

زدانا ہر آں دُر کہ نا سُفتہ ماند | فشانم بہ نوعے کہ دائم فشاند
ہنر پرور گنجہ گویائے پیش | کہ گنجِ ہنر داشت زاندازہ بیش
نظر چوں بریں جامِ صہبا گزاشت | ستد صافی و دُرد برما گزاشت
من ارچہ ازاں مے گراں تر شوم | کجا با حریفاں برابر شوم
خیالے کہ در شرحِ ایں داستاں | رقم داشت از سکّہ راستاں
چہ گویا خردمندِ آفاق بود | نخواند آں ورق کز خرد طاق بود
چو ایں مہرہ در عقدِ بازو نہاد | بسنجید و پس در تراز و نہاد
زرا زے برافگند سرپوش را | کہ ناگفتہ باور شود گوش را
سخن کز خرد برنیارد علم | مکش در قلم بلکہ درکش قلم
چو خواہی کہ گم گردد انگشت پیچ | باندیشہ گو میندیش ہیچ
طرازِ ہنر قصۂ خام را | نبشتن مبشک ست دشنام را
سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند | بخندیدنِ مردماں خو کنند
چو کردم بسنجیدن اندیشہ چُست | چہ نا باور افسانہ و چہ درست

چو گوہر ہمہ سُفت گوہر پذیر — من از مہرہ سفتن ندانم گزیر
ترا ہر چہ در روے نماید محال — گنہ بر کسے نہ کہ بست این خیال

مندرجہ بالا اشعار سے صاف اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ خود مصنف کو تسلیم ہے کہ جو صاف اور بہترین واقعات تھے وہ نظامی نے چُن لئے اور تلچھٹ اور نیچے کی گاد رہ گئی اُس سے ان کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسے واقعات لکھنے سے نہ لکھنا بہتر ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ موتی نظامی نے چُن لئے تو سوا خرمہرہ کے ترتیب دینے کے کوئی علاج نہیں۔ اگر جو کچھ میں نے لکھا ہے محال ناممکن معلوم ہو اور ناپسند ہو تو اُس کا وبال اُس شخص پر ہے جس نے یہ خیال کیا کہ سکندر نامہ کا جواب لکھا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طوعاً وکرہاً بطور تعمیل حکم کے مجبوراً لکھنی پڑی۔ آغاز داستان میں لکھتے ہیں ؎

دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخست — کنوں یک بیک گفت خواہم درست
وگرنہ لطافت ندارد بسے — کہ مر گفتہ را باز گوید کسے

یاجوج ماجوج کی جنگ کے بیان میں شروع ہی میں پھر اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں ؎

سخن گوے پیشینہ جادوے پیش — کہ جادوگری کرد زاندازہ بیش
بشر حیکہ بست ایں ورق را طراز — ازیں بیش بیروں نیفگند راز
چو زیں نکتہ راہ معانی کشاد — نم از چشمۂ زندگانی کشاد
چو نگذاشت او مے بشیشہ دروں — من ار شیشہ شویم چہ آید بروں

پو تاراج شد زلّہ بر خوانِ میر | من از ریزہ چینی ندارم گزیر
جو دہقاں کند خرمن از دانہ پاک | بود عاقبت قوتِ موراں بخاک
گل از بوستاں بادہ نوشاں برند | خس و خاک ہیزم فروشاں برند

خاتمۂ کتاب میں پھر بطور معذرت کے کچھ اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں ؎

وگر باز گیری تو پیوندِ خویش | مرا خود عزیز ست فرزندِ خویش
پسر گرچہ کور ست ازیں خانہ دور | بچشمِ پدر شب چراغ ست و لوز
ہنر گرچہ آوازِ خرخندہ را | بود ارغنوں گوشِ خربندہ را
برو باد بخشایشِ دادگر | کہ برمن بہ بخشش گمارد نظر
ہنر جوئے، در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش

ان پوری داستانوں کو پڑھنے کے بعد امیر کی انصاف پسندی اور عجز و انکسار کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سوائے ایک سخن گسترانہ تعلّی کے کہ "زلزلہ در گورِ نظامی فگند"، کبھی نظامی کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر جگہ عزت اور ادب سے ذکر کرتے ہیں بلکہ اُن کی اُستادی کا اقرار کرتے

زندہ است بہ معنی اوستادم

اور کسرِ نفسی سے لکھتے ہیں ع

کجا با حریفاں برابر شوم

کیا عجب کہ وہ تعلی کا شعر بھی الحاقی ہو۔ لیکن خاکسار کے نزدیک اس مثنوی میں سوائے

رزمیہ داستان کے جن میں امیر کے پاس کچھ مواد (میٹریل) باقی نہیں رہتا دوسرے اصناف میں کوئی خامی نظر نہیں آتی اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ کسی مستری کو گو وہ کیسا ہی ہنرمند اُستاد ہو سامان نہ دیا جاوے اور تاج گنج جیسی بے نظیر عمارت تعمیر کرنے کی فرمایش کی جائے اس لئے ہم کو اس تمام کتاب میں اُس کی ہر داستان پر نظر ڈالنا ہے تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ دولت شاہ سمرقندی اور دیگر اساتذہ سخن فہم نے جو رائے خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام کی نسبت قایم کی ہے وہ کہاں تک ٹھیک اُترتی ہے۔ اس کتاب کے مضامین مندرجۂ ذیل عنوانوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :-

حمد، نعت، معراج، مدح بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق و نصایح تصوّف و فلسفہ اور متفرقات -

پس اس تنقید میں ان ہی عنوان کے ذیل میں حضرت امیر خسرو اور مولانا نظامی کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جس سے ناظرین خود ہر ایک کے مرتبہ اور درجہ کا اندازہ کر سکیں گے

حمد باری عز اسمہٗ

حمد و نعت ایک ایسا عام مضمون ہے جس سے کسی مسلمان مصنف کی کتاب شاذ و نادر خالی ہوتی ہے۔ نثر میں ابتدا انھیں سے ہوتی ہے اور نظم میں بھی اکثر شعرا نے کچھ نہ کچھ حمد و نعت ضرور ہی لکھی ہے۔ اس عام توارد کی وجہ صرف اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جابجا ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کوئی

مہتم بالشان چیز جس کا خدا تعالیٰ کے نام سے آغاز نہ ہو وہ ابتر ہوتی ہی اس لئے تمام مصنفین
اسلام نے اس حدیث شریف کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی تصانیف
کو اسی سے شروع کیا ہی۔ گویا حمد و نعت ایک قومی شعار ہو گیا جسے ہر مصنّف نے تبرّکاً
و تیمناً اختیار کیا۔ اور علوم متعارفہ کی طرح یہ امر عام ہو گیا کہ اسلامی کوئی تصنیف اس سے
خالی نہ ہو۔ بزرگان سلف تو خطوط بھی اسی سے شروع کرتے تھے مگر زمانہ نے اس قومی
اور اسلامی خصوصیت کو بہت کم کر دیا ہی۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں
کو خدا تعالیٰ کی تعریف سے شروع کیا ہی۔ دونوں کے نیز فردوسی کے کچھ کچھ اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں

فردوسی

نیابد بدو نیز اندیشہ راہ
کہ او برتر از نام و از جایگاہ
سخن ہر چہ زیں گوہراں بگذرد
نیابد بدو راہ جان و خرد
ازیں پردہ برتر سخن گاہ نیست
بہ ہستیش اندیشہ را راہ نیست

خسرو

نہ چوں من بمقدار بیش و کمی
کہ گنجی در اندیشۂ آدمی
ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ
تصوّر بکامِ تو گم کردہ راہ
کمالت سخن را ورق سوختہ
کم و بیش را دیدہ بر دوختہ
فلک را تو بستی گرہ در جہات
تو راندی قلم بر خطِ کائنات
ز صنع تو کارے بہر کارگاہ
غلط را نہ در کارگاہِ تو راہ

نظامی

اساسے کہ در آسمان و زمی ست
نہ اندازۂ فکرتِ آدمی ست
شود فکرت اندازہ را رہنموں
سر از حدِّ اندازہ ناید بروں
چو پایاں ندارد حدِ کائنات
نماند در اندیشہ دیگر جہات
نیندیشد اندیشہ بیروں ازیں
کہ ہستی نہ بلکہ بیروں ازیں

خدا تعالیٰ کے جہان کو بدون کسی کی امداد کے پیدا کرنے کو دونوں حضرات نے اس طرح ظاہر کیا ہے:

خسرو

بصد زیور آراستی روزگار
کہ محتاج آلت نہ گشتی بکار
کنی جملہ ہستی بہ آئین و ساز
نیاید بہ نیروئے غیرت نیاز

نظامی

جہاں را بدیں خوبی آراستی
بروں زانکہ یاری گرے خواستی
ہر چہ آفریدی و بستی طراز
نیازت نہ اے از ہمہ بے نیاز

عالم کے بہترین صورت میں پیدا کرنے کے متعلق دونوں حضرات نے حسب ذیل لکھا ہے:

خسرو

ہر آں چہ آفریدی دریں جوی ژرف
نہفتی درو کیمیائے شگرف
زملکِ تو یک ذرہ بیکار نیست
خرد را دریں بارگہ بار نیست

نظامی

چناں برکشیدی و بستی نگار
کہ بہ زاں نیارد خرد در شمار
چناں بستی ایں طاقِ نیلوفری
کہ اندیشہ را نیست زو برتری

خدا قادر مطلق، منعم حقیقی اور حی لایموت ہے:

خسرو

سرے کز تو اُفتد کہ آرد ستاد
درے کش تو بندی کہ داند کشاد

نظامی

سرے کز تو گردد بلندی گرائے
بہ افگندنِ کس نیفتد ز پائے

خسرو

تنِ روشن و جانِ پنہاں ز تو
ہمہ کس ز جاں زندہ و جاں ز تو
ہمہ زود میرو تو جاوید پائے
کہ ہرگز نمرد و نمیرد خدائے

نظامی

کسے را کہ قہرِ تو از سر فگند
بپا مردیِ کس نگردد بلند
نبود آفرینش تو بودی خدائے
نماند ہمہ ہم تو مانی بجائے

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

مُسلمانوں میں عام عقیدہ ہے کہ تمام عالم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے پیدا ہوا ہے۔ اس مضمون کو دونوں حضرات نے بیان کیا ہے۔ ہر ایک بجائے خود قابلِ تحسین ہے:

خسرو

محمدؐ کہ شہِ لاجوردی سریر
کزو گشت ہستی عمارت پذیر
سپہرے کہ بینی چو رخشندہ باغ
ز نورِ رُخے افروخت چندیں چراغ

نظامی

محمدؐ کازل تا ابد ہرچہ ہست
بہ آرایشِ نامِ او نقش بست
چراغے کہ پروانۂ بینش بدوست
فروغِ ہمہ آفرینش بدوست

معجزۂ شق القمر کی طرف بھی دونوں بزرگوں نے اشارہ فرمایا ہے:-

خسرو

حمایت نشینِ چرخ در مشتِ او
مہ از داغدارانِ انگشتِ او

نظامی

ستون شد خرد مند از پشتِ او
مہ انگشت کش گشت ز انگشتِ او

خسرو

در چرخ را ماہ قفلِ زرست
کلیدِ وے انگشتِ پیغمبرست

معجزۂ شق القمر کی طرف حضرت امیر کا اشارہ نہایت لطیف ہے۔

معراج

معراج کا بیان بھی دونوں حضرات نے لکھا ہے۔ مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کے سامنے جملہ روایات کا میدان وسیع موجود تھا جن میں سے اُنھوں نے دلچسپ اور مناسب روایات لیکر دادِ سخن دی۔ لیکن خسرو کے اس التزام نے کہ جو امور نظامی لکھ چکے ہیں نہ لکھے جائیں میدان کو نہایت تنگ کر دیا اس لئے وہ اس امر سے کہ ایک نمونہ اُن کے سامنے موجود تھا کچھ زیادہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ تاہم بُراق اور سوار کی تعریف اور حضوری خاص کا موقع دونوں میں مشترک ہے جس سے دونوں کے کلام کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے

۱۔ اس بیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقابلہ پر لکھا گیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر ہے:

شبے کاسماں مجلس افروز کرد
شب از روشنی دعوی روز کرد

اس میں یہ دقت پیش آئی کہ مجلس افروز کردن اگر مصدر مرکب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروز کرد کو علٰحدہ کیا جاوے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں

یان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں اس لئے خسرو نے اسی شعر کو
ماف کر کے اپنا بیان اُس سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

فلک ماہ را چوں شب افروز کرد
شبِ تیرہ پیرایۂ روز کرد

شعر صاف ہو گیا، گنجلک جاتی رہی۔

صفتِ بُراق

خسرو	نظامی
بُراقے زفکرت سبک گام تر	بُراقے شتابندہ زیرش چو برق
ز خورشید و مہ روشن اندام تر	ستامش چو خورشید در نور غرق
سوئے دولتِ بے حسابش کشید	سہیلے براوجِ عرب تافتہ
رکابی شدو در رکابش کشید	ادیم مین رنگ ازو یافتہ
	بریشم تنے بلکہ لولو سمے
	روندہ چو لولو برابریشمے
	ازاں خوش عناں ترکہ آید گماں
	ازاں تیز رو ترکہ تیر از کماں
	شتابندہ تر وہمِ علوی خرام
	ازو باز پس ماندہ ہفتاد گام

نظامی

بعالم کشائی فرشتہ وشے

معالم کشائے کہ عالم کشے

نظامی نے براق کو مرکبِ مجسم فرض کرکے اُس کی مناسبات نہایت خوبی سے چسپاں کی ہیں۔ مگر کلام سے براق کا مجردات میں سے ہونا عیاں ہے۔

صفت سوار

خسرو	نظامی
سوارِ سبکرو بعزمِ درست	پیمبر براں ختلی رہ نورد
تنابندگی را کمر کرد چست	برآورد ازیں آبِ گردندہ گرد
براں رخشِ رخشندہ برشد چناں	ہم اوراہ داں۔ ہم فرس راہوار
کہ درلامکاں برکشیدش عناں	زہی شاہ مرکب۔ زہے شہسوار
	چو زیں جائگہ عزم دروازہ کرد
	بدستش فلک خرقہ را تازہ کرد

ستاروں سیاروں اور آسمانوں سے گزر کر جو حالت پیش آتی ہے اُس کو دونوں نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

خسرو	نظامی
سوئے عالمے شد کہ عالم نماند	ز دیواں گہِ عرشیاں در گزشت
دوم درمیاں سایۂ ہم نماند	بدرج آمد و درج را در نوشت

خسرو	نظامی
ہمائے شد و اوجِ عزت پرید	جہت را ولایت بہ پایاں رسید
ہمائے کہ کس سایۂ او ندید	قطیعت بہ پرکارِ دوراں رسید
چناں کرد بر شاخِ قرب آشیاں	زمیں زادہ بر آسماں تاختہ
کہ خود ہم نگنجید اندر میاں	زمین و زماں را پس انداختہ
چو از ہستیِ خویش نامید گشت	مجرد روی را بجائے رساند
دراں نیستی ہستِ جاوید گشت	کہ از بودِ او ہیچ با وے نماند
بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش	چو شد در رہِ نیستی چرخ زن
زہ از قابِ قوسین آمد بہ گوش	بروں آمد از ہستیِ خویشتن
حجابِ خیال از میاں برگرفت	دراں دائرہ گردشِ راہِ او
نظارہ بنورِ نہاں برگرفت	نمود از سرِ او قدم گاہِ او
بروں آمد از پردۂ بودِ خویش	رہی رفت بے زیر و بالا دلیر
نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش	کہ در دائرہ نیست بالا و زیر
بمنزل خراماں شد از بارگاہ	حجابِ سیاست برانداختند
بپایش درم ریز خورشید و ماہ	ز بیگانگاں حجرہ پرداختند
فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور	کلامے کہ بے آلہ آمد شنید
ملائک چو پروانہ بر گردِ نور	لقائے کہ آں دیدنی بود دید

نظامی	خسرو
چناں دید کز حضرتِ ذوالجلال	عروسانِ فردوس در انتظار
نہ زاں سو جہت بد نہ زیں سو خیال	کہ رو بند از پائے نازک غبار

یہ فیصلہ کرنا مجھ جیسے ہیچمدان کا کام نہیں کہ دونوں میں کس کا کلام فایق ہے البتہ یہ عرض کیا جاتا ہے کہ خسرو کے کلام میں فنافی الذات کی جھلک زیادہ پائی جاتی ہے۔

ثبوت معراج

معراج کے متعلق شبہات رفع کرنے کے لئے مولانا نظامی نے صرف ایک شعر لکھا ہے

تن او کہ صافی تر از جانِ ماست
اگر شد بیک لحظہ آمد رواست

یعنی حضور کا تنِ مبارک ہماری روح سے بھی زیادہ صاف تھا اگر ایک دم میں گیا اور واپس آیا تو کوئی بیجا نہیں۔ مگر خسرو نے ذیل کی ایک پوری حکایت لکھی ہے۔

شنیدم کہ رندے کژ اندیشۂ
ہمیں زد بہ پائے خرد تیشۂ

ازانجا کہ در دل کژی پیشہ داشت
بمعراجِ پیغمبر اندیشہ داشت

کزاں رہ کہ فکرت سر انداز گشت
دمے چوں تواں رفتن و باز گشت

دریں وہم ناپختگاں صبح و شام
جگر پختہ کردے بسودائے خام

مگر جاے شست گاہ ز پہنائے دشت
تماشا کناں سوئے آبے گزشت

بہ تن شوئے جامہ ز تن دور کرد
شبِ تیرہ در چشمۂ نور کرد

چو در آب زد غوطہ آمد بروں | زنے دید خود را بہ شہرے درول
یکے آمد و کار پرداختش | بکد بانوی جفتِ خود ساختش
براں گونہ در عقدِ فرخ جمال | شدش ہفت فرزند در ہفت سال
یکے روز ہم بر قرارِ نخست | ہمے بر لبِ جوئے اندام شست
چو باز از تہِ آب سر بر گرفت | تماشا بہر جانبے بر گرفت
چہ بیند ہماں اوّلیں غسل گاہ | کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ
سلاح و سلب ہمچناں در کنار | زماں را ہماں جاشتگہ بر قرار
خجل گشت از اندیشۂ خامِ خویش | ز سر ساخت برگِ سر انجامِ خویش
بشرع اندر آویخت زیں پالغز | بروں کرد ماخولیا را ز مغز

نا نظامی کے الفاظ "تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست" اور خسرو کی اس حکایت
یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ دونوں حضرات معراج جسدی کے قایل ہیں۔

مدح پادشاہ

دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے سلاطین کی تعریف لکھی ہی۔ ممدیذ
ورصفات کچھ کچھ نقل کی جاتی ہیں تمہید سے معلوم ہوتا ہی کہ نظامی کی مدح کو سامنے
رہ بہ اُتارنے کی کوشش کی گئی ہی اور جہاں تک ممکن ہوا ہی اُس کو نباہا ہی۔ سخن شناس
خود اس کا اندازہ لگاویں کہ کہاں تک اس میں ان کو کامیابی ہوئی اور کس کس موقعہ

صفت اسپ

خسرو

جنیبت چو در زیر راں آورند
تزلزل بہفت آسماں آورند
سمندش چو برابر جولاں زند
ہمہ تیر بر پشتِ مرغاں زند

نظامی

کجا گام زد خنگِ پدرامِ او
زمیں یافت سرسبزی از گامِ او
بہر دائرہ کو زدے ترک و تاز
زپرکارِ خطش گرہ کرد باز
بداں بقعہ کو بارگی تاختہ
زمیں گنجِ قاروں برانداختہ

رزم

آئینۂ سکندری ایک رزمیہ مثنوی ہی جس کا اصل موضوع رزمیہ داستان ہونا چاہیے
مگر خسرو کی غیرتِ طبع بلند آواز سے کہتی ہی کہ

وگرنہ لطافت ندارد لبے
کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

اس لئے اُن تمام داستانوں کو (جو بجائے خود تعجب خیز و عبرت انگیز ہیں) ترک کرکے
صرف اُن ناقابلِ التفات واقعات کو لے کر چمکانا پڑا جن کو نظامی نے سلکِ سخن
میں منسلک کرنا بھی عار سمجھا تھا۔ مثلاً سکندر و دارا کی لڑائی ایک نہایت عظیم الشان
واقعہ ہی کہ دنیا کی اُس زمانہ کی سلطنت کا سب سے بڑا تاجدار (جس کی پُرعظمت

داستانیں دنیائے اسلام کے ہر بچّہ بچّہ کی زبان پر تھیں اور جسے فردوسی کی سحر بیانی نے رفعت وبلندی کے بلند ترین درجہ پر پہنچا دیا تھا) چند گھنٹے کے اندر اپنے ہی ماتحت صوبہ کے سردار کے سامنے اُس کے رحم کے بھروسہ پر چند منٹ کی مُہلت مانگتا ہے کہ چند منٹ توقف کر اور جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت سر یا تاج جو چاہے لے لینا۔ یہ واقعہ بذاتہٖ ایسا دردناک نظارہ پیش کرتا ہے کہ معمولی طور پر بھی بیان کر دیا جائے تو بڑے سے بڑے سنگدل انسانوں کو بھی رقّت ہو سکتی ہے پھر اُس کو نظامی جیسے خدائے سخن کا بیان کرنا جس نے حقیقت میں اس خوبی سے بیان کیا کہ اس کی نظیر فارسی شاعری نہیں لا سکتی۔ اس کے مقابلہ پر اُن واقعات سے جن سے نظامی نے اپنے قلم کو آلودہ کرنا پسند نہیں کیا ایسی نظم کا متمنّی ہونا جو سکندر و دارا کے بیان کے سامنے پسند آسکے ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ کسی ماہر سے ماہر انجینیر سے یہ توقع کرنا کہ وہ معمولی بھٹّہ کی اینٹوں سے تاج گنج کے مقابلہ کی عظیم الشان عمارت علی گڑھ میں تیار کر دے گا۔

اس کے علاوہ مولانا نظامی نے یہ مثنوی اپنے دلی شوق سے پوری اُمنگ کے ساتھ کافی وقت میں تصنیف فرمائی۔ اُن کو سوائے شعر و شاعری کے اور کوئی بھی شغل نہیں تھا۔ اور امیر کو بہت بڑا وقت ہندوستانی درباروں کے کارہائے منصبی میں صرف کرنا ہوتا تھا اور یہ مثنوی یعنی آئینۂ سکندری اپنی دلی خواہش سے نہیں بلکہ کسی امیر یا بادشاہ کی فرمایش سے نہایت کم زمانہ میں بطور تعمیل ارشاد کے تصنیف فرمائی۔

نیز نظامی اہل زبان ہیں اور اہل زبان میں بھی ایسے بلند پایہ کہ اُن کو خدائے سخن تسلیم کیا گیا اور امیر ہندی نژاد اور ترکی الاصل ہیں لہذا اصل اور نسل دونوں اعتبار سے غیر ایرانی ہیں۔

نیز باوجود خدائے سخن ہونے کے نظامی پارسی معبود یزدان و اہرمن کی طرح صرف ایک صنف سخن (یعنی مثنوی) کے مالک ہیں۔ برخلاف اس کے امیر خسرو تمام اصناف سخن (مثلاً قصیدہ، غزل، مثنوی، نصائح اور تصوف) میں ہر صنف کے اساتذہ کے ہم پلّہ مانے گئے ہیں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے اس قدر یقینی ہے کہ پراثر واقعات نہ ملنے کے سبب خسرو اگر کوئی رزمیہ داستان اس زور کی نہیں لکھ سکے جیسے کہ نظامی کی مثنوی میں موجود ہیں تو وہ معذوری کے قابل ہیں کہ "شمشیر نیک زآہن بد چوں کند کسے" اس کو امیر خود لکھتے ہیں ؎

چو نگذاشت او مے بشیشہ دروں
من از شیشہ شویم چہ آید بروں

تاہم جس جگہ گنجایش ملتی ہے وہاں وہ بھی دوسروں سے کم نہیں رہتے۔ ذیل میں مختلف قسم کے مضامین متقابل لکھے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر کس پایہ کے شاعر ہیں۔

۱۔ تمہیدات ۔ نظامی علیہ الرحمۃ کی تمہیدات اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہیں۔ حضرت

امیر نے بھی بعض جگہ جنگ کے آغاز سے پہلے تمہیدیں لکھی ہیں اس لئے دونوں کے کلام سے ایک ایک تمہید پوری نقل کی جاتی ہے اور اُس کے متعلق بعض خصوصیات جو ذہنِ ناقص میں آئیں عرض کی جاتی ہیں:

نظامی	خسرو
رسیدند لشکر بجائے مصاف	بگردوں شد از نائے زرّیں خروش
دو پرکار بستند چوں کوہِ قاف	بدریائے لشکر در افتاد جوش
خسک برگذرگاہِ کیں ریختند	ہزاہز در آمد بہر دو سپاہ
نقیباں خروشیدن انگیختند	ردا رو برآمد بخورشید و ماہ
یزک بر یزک سو بسو در شتاب	علم سر ز عیوق برترکشید
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب	سناں چشمِ سیّارہ را برکشید
ز بسیاریِ لشکر از ہر دو جائے	زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں
فرو بستہ کوشندہ را دست و پائے	در اندامِ گاو آرد گشت استخواں
دو رویہ ستادند در جائے جنگ	غبارِ زمیں کلّہ بر ماہ بست
نمودند رپشید ستی درنگ	نفس را درونِ گلو راہ بست
مگر درمیاں صلحے آید پدید	چناں گشت روئے ہوا گردناک
کہ شمشیر شاں بر نیاید کشید	کہ سیارہ گم کرد خود را بخاک
چو بود از جوانے و گردن کشے	ز موجِ سلاح و ز گردِ زمیں
ہماں جانب آبے ہماں آتشے	گلیں آسماں شد۔ زمیں آہنیں

خسرو

بداں بند بربست برآبِ تیغ
کہ بے بند عالم نگیرد چو میغ

رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر
ہماں آب بدخواہ را تا بسر

سپہ از زرہ موج میزد بہ اوج
چو دریا کہ بادش درآرد بہ موج

بدریائے آہن جہاں گشت غرق
ہوا پر ز میغ و زمین پر ز برق

ز ژوپین و پیکانِ سبز و سفید
جہاں گشت پر سوسن و برگِ بید

زبانگ ہیونانِ گیتی نورد
شدہ پر صدا گنبدِ لاجورد

خرامیدنِ بادپایاں بہ گشت
تزلزل در افگند در کوہ و دشت

عرق کردنِ توسناں در شتاب
ز طوفانِ آتش رواں کرد آب

نظامی

پدید آمد از بُرد باری ستیز
دلِ کینہ ور گشت بر کینہ تیز

ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند
سر از جستنِ مہر برتافتند

درآمد بغرّیدن آوازِ کوس
فلک بر دہانِ دُہل داد بوس

شغب ہائے آئینۂ پیل مست
ہمے شانہ بر پشتِ پیلاں شکست

چناں آمد از نائے ترکی خروش
کہ از نائے ترکاں برآورد جوش

برآورد خرمہرہ آوازِ شیر
دماغ از دمِ گاؤدم گشت سیر

طراقے کہ از مصرعہ خاستہ
بروں رفت زیں طاقِ آراستہ

روا رو برآمد ز راہِ نبرد
ہزاہز درآمد بمردانِ مرد

خسرو

شراره که زد نعل هنگام رو
ستاره بروں ریخت از ماهِ نو
نمانده امان زیرِ پیروزه کاخ
اجل را شده دستگاہے فراخ
نفیرِ زه از چاشنیِ کماں
شده ہر زماں چاشنی گیرِ جاں
بلا زیں بناوک برانداخته
چو طفلاں زنے بارگی ساخته
گره بر گره دستِ پیکاں زناں
زره بر زره پشتِ روئیں تناں
ز رخشیدنِ خشتِ زهرآگنوں
شده زهرهٔ مرد بد زهرهِ خوں
ز هر سو سنانہائے خارا گذار
فرو بسته راهِ سلامت به خار
ز تیر و سپرہا که پر کار بود
بیاباں نیستان و گلزار بود

نظامی

زمیں گفتی از یکدگر بر درید
سرافیل صورِ قیامت دمید
غبارِ زمیں بر ہوا راه بست
عنانِ سلامت بروں شد ز دست
ز بس گرد بر تارکِ ترک و زیں
زمیں آسماں - آسماں شد زمیں
فرو رفت و بر رفت راهِ نبرد
نمِ خوں بماہی و بر ماه گرد
ز سمِ ستوراں دراں پہن دشت
زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
جگر تاب شد نعرہائے بلند
گلو گیر شد حلقه ہائے کمند
ز تابِ ہوس در جہاں بسته میغ
جہاں سوخت از آتشِ برقِ تیغ
ز بس عطسهٔ تیغ بر خون و خاک
دماغِ ہوا پر شد از جانِ پاک

ہر دو نوں میں مشترک ہی۔ جن بعض بعض اشعار کا مضمون متحد یا قریب قریب
ہے اُن کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہی:
خسرو کا پہلا و دوسرا شعر اور نظامی کا بارھواں اور پندرھواں شعر درج ذیل ہیں:

خسرو	نظامی
بگردوں شد از نالۂ ترکی خروش	چناں آمد از نائے ترکی خروش
بدریائے لشکر در اُفتاد جوش	کہ از نائے ترکاں برآورد جوش
ہزاہز در آمد بہ سر دو سپاہ	روا رو برآمد ز راہ نبرد
روا رو برآمد بخورشید و ماہ	ہزاہز در آمد بہ مردان مرد

یہ دونوں شعر ہم معنی اور قریباً مساوی درجہ کے ہیں۔ خسرو نے کرنائے کی آواز کو
آسمان تک پہنچنے، لشکر میں جوش پیدا ہونے، دونوں فوجوں میں حرکت اور بڑھو چلو کی آوازیں
بلند ہونے کو صفائی اور روانی سے بیان کیا ہی۔ نظامی نے اسی مضمون کو دوسرے طرز
پر بیان کیا اور نائے ترکی و نائے ترکاں کی مناسبت لفظی سے اپنا خاص رنگ پیدا کر دیا
ہی۔ دوسرے شعر میں بھی مردان مرد کی حرکت ملاحظہ طلب ہی۔ خسرو کا تیسرا شعر بھی اعلیٰ درجہ
کا ہی اس کے مقابلہ پر نظامی کا مندرجۂ ذیل شعر آسکتا ہی۔ گو مضامین دونوں کے مختلف ہیں مگر
اپنے اپنے رنگ میں بےنظیر ہیں۔

خسرو	نظامی
علم سر ز عیوق برتر کشید	زمیں گفتی از یکدگر بر درید
سناں چشم سیّارہ را برکشید	سرافیل صُورِ قیامت دمید

خسرو کا چوتھا اور نظامی کا بیسواں شعر یعنی:

خسرو — نظامی

بہ لرزر زمیں زیر قلبِ گراں — زسمِ ستوراں دراں پہن دشت
دراندام گاو آرد گشت اُستخواں — زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

مقابل ہو سکتے ہیں۔ ایک میں مبالغہ کی حد تحت الثریٰ تک دوسرے میں فلک الافلاک تک پہنچائی گئی ہے۔ دونوں کے مضامین میں مخالف سمتیں اختیار کی گئی ہیں۔ نظامی علیہ الرحمۃ کے شعر میں کثرت شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغۂ غلو کی عمدہ مثال ہے۔ امیر رحمہ اللہ کے شعر میں سالم جسم میں لشکر کی دہل سے اُستخوان کا پس کر آرد ہو جانا بہ نسبت آسمان کے آٹھ ہو جانے کے (جس میں گرد کے اجتماع سے کسی قدر دھوکا ہو جانا بھی ممکن ہے) زیادہ مبالغہ ہے گو اُس کا وجود بھی خیالی ہی ہے۔

خسرو — نظامی

غبارِ زمیں کلہ بر ماہ بست — غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست
نفس را درونِ گلو راہ بست — عنانِ سلامت بروں شد زدست

میر کے دونوں مصرعے ایک دوسرے سے متناسب ہیں چاند کے گرد گرد کا خیمہ قائم ہو گیا اور گرمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت نظامی کے شعر کے دونوں مصرعوں میں باہم ربط معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے میں غبارِ زمیں کا ہوا کی راہ میں حائل ہو جانا اور دوسری میں عنانِ سلامت ہاتھ سے نکل جانا دو جدا مضمون ہیں جو تمام داستان کے تو مناسب ہیں لیکن باہم کچھ ربط نہیں رکھتے۔ امیر کا چھٹا شعر بھی اسی مضمون کا ہے کہ کثرت غبار کی وجہ سے ستارے بھی نظر آنے بند ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امیر کا ساتواں اور گیارھواں شعر مولانا کے اٹھارھویں شعر سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا کے شعر:

زبس گرد بر تارکِ ترک دزیں — زمیں آسماں آسماں شد زمیں

میں زمین کا آسمان اور آسمان کا زمین ہو جانا ذرا دیر میں ذہن نشین ہوتا ہے۔ اور امیر کے ساتویں شعر

زموجِ سلاح و زگردِ زمیں　　گلیں آسماں شد زمیں آہنیں

اسلحہ کی کثرت سے زمین کا آہنی اور گرد کی وجہ سے آسمان کا گلی ہو جانا اور دوسرے شعر

بدریائے آہن جہاں گشت غرق　　ہوا پر زمیغ و زمیں پر زبرق

میں جہان کا دریائے آہن میں غرق اور گرد کی وجہ سے ہوا کا ابر آلود اور زمین کا برق آمود ہونا صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مندرجۂ ذیل اشعار خاص توجہ کے قابل ہیں:-

رسیدہ زتیغ آبِ شاں تا کمر

ہماں آب بدخواہ را تا بہ سر

آب تیغ کا سپاہی کے تا کمر اور دشمن کے تا بسر پہنچنا حسن لطف رکھتا ہے۔

شرارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو

ستارہ بروں رفت از ماہ نو

نعل کی رگڑ سے جو شرارہ پیدا ہوا اس کو ماہ نو سے ستارہ چھوٹنے سے تشبیہ دینا بھی نیا مضمون ہے۔

بلا زیں بناوک بر انداختہ

چو طفلاں نرنے بارگی ساختہ

یہ مضمون بھی جدید ہی کہ بلا اُس کے ناوک پر سوار ہے جیسے طفل اسپ نَے پر سوار رہتا ہے اور جہاں یہ تیر لگتا ہی وہاں بلا نازل ہو جاتی ہی۔ ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

صُبح

رزمیہ داستانوں میں نظامی علیہ الرحمۃ نے ہر صبح و شام کو ہر روز نئی صورت میں عجیب دلکش پیرایہ میں ظاہر کیا ہی جس سے اُن کی اُستادانہ قادر الکلامی اور رفعت بیان کا اندازہ ہو سکتا ہی۔ امیر خسروؒ نے بھی ہر صبح اور شام کو نئے رنگ میں بیان کیا ہی۔ دونوں کا کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی:

نظامی		خسرو
کہ چوں شاہ چین زیں پرابرش نہاد	(۱)	چو زنگیِ شب دید در روئے سیاہ
فلک نعلِ زنگی بر آتش نہاد		در آئینۂ عالم آرائے ماہ
سپہر از کمیں مہرہ بیروں جہاند		زد آئینۂ ماہ را بر زمیں
ستارہ ز کف مہرہ بیروں فشاند		بخندید ناگاہ صبح از کمیں
چو گیتی در رِ روشنی باز کرد	(۲)	چو در گنبد آمد براقِ سپہر
جہاں بازیِ دیگر آغاز کرد		بہ ہرائے زرّیں بیاراست چہر
بآتش بدل گشت مشتِ شرار		چناں خورد شبدیز ظلمات دم
کُلیچہ شد آں سیم گاو رس وار		کہ نعلش بہفتاد و مسمار ہم

صبح اوّل میں خسرو علیہ الرحمۃ نے اس مشہور حکایت کو کہ کسی حبشی نے آئینہ راستہ میں پڑا ہوا دیکھکر اُٹھایا اُس میں اپنے روئے سیاہ کا عکس دیکھکر آئینہ کو پھینک دیا اور کہا کہ اسی لئے تجھکو پھینک دیا گیا ہے کس خوبی سے یہاں چسپاں کیا ہے۔

صبح دوم میں امیر نے سُورج کو بُراق فرض کر کے ظلمت کے رفع ہونے کو بھاگتے ہوئے گھوڑے سے تشبیہ دی ع

کہ نعلش بفیتاد و مسمار ہم

سے اُس سراسیمگی اور گھبراہٹ کی جو عموماً خوف زدہ بھاگنے والے کو پیش آتی ہے تصویر کھچ جاتی ہے۔

نظامی علیہ الرحمۃ نے پراگندہ ستاروں کو مشتِ شرار و سیم گاورس وار سے تشبیہ دے کر سُورج کی شکل میں تبدیل ہوجانا عمدہ پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہے۔

شام

جس طرح ہر روز اپنی خصوصیات کے اعتبار سے گزشتہ اور آیندہ دن سے ممتاز ہوتا ہے اسی طرح ان دونوں اُستادوں نے نیرنگیِ فلک کی مناسبت سے ہر صبح اور ہر شام کو نئی صورت میں جلوہ افروز کر کے دادِ سخن دی ہے۔ صبح کا سماں پیش ہوچکا اب شام کی باری ہے اُسے بھی ملاحظہ فرمائیے اور دونوں بزرگوں کی قادر الکلامی کی داد دیجئے۔

خسرو		نظامی
چو بکرِ فلک در عماری نشست	(۱)	چو گلنار گوں کسوتِ آفتاب
شبِ تیرہ در پردہ داری نشست		کبودی گرفت از خمِ نیل ناب
عروسانِ شب زیور آراستند		نگہبانِ ایں مار پیکر درفش
فلک را بگوہر بر آراستند		زراندود بر پرنیانی بنفش
چو قلّابِ سیم از کمیں زد ہلال	(۲)	چو گوہر برآمود زنگی بتاج
بخوں غرق شد ترکِ چینی جمال		شہِ چیں فرود آمد از تختِ عاج
شہاب از سرِ نیزۂ دیو سوز		مہِ روشن از تیرہ شب تافتہ
شد آتش فگن در سلیمانِ روز		چو آئینۂ روشنی یافتہ
چو خورشید برقع برخسارہ کرد	(۳)	چو یاقوتِ خورشید را دزد برد
فلک سرمہ در چشمِ سیّارہ کرد		بیاقوت جستن جہاں پے فشرد
کشید آسماں ہبرمانِ کبود		بدزدی گرفتند مہتاب را
حریرِ معنبر بپوشید زود		کہ ایں برد آں جوہرِ ناب را

شامِ اول میں حضرت امیر نے آفتاب کے غروب ہونے کو معشوق کے عماری میں بیٹھنے سے تشبیہہ دی ہے۔ پردہ ڈالنے اور مکان آراستہ کرنے کو (جو لوازمِ شادی سے ہے) کیسے صاف اور شستہ و رفتہ پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ نے گلنار گوں، نیلِ ناب، مار پیکر، پرنیانی بنفش جیسی چست ترکیبوں سے میناکاری کا کام لیا ہے۔

شام دوم میں جناب خسرو نے چاند کے طلوع اور آفتاب کے غروب کو دو سپاہیوں کی فتح و شکست کے پیرایہ میں نہایت خوبی و روانی سے فصاحت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور حضرت نظامی نے روشنی چاند کی آفتاب سے مستعار ہونے کی آئینہ روشنی یافتہ سے پاکیزہ تشبیہ دی ہے۔ لطف کلام ناظرین خود ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

واقعات نگاری

شاعر کا کمال واقعہ نگاری میں دیکھا جاتا ہے۔ واقعات دو قسم کے ہوتے ہیں اوّل موجودہ واقعات جو شاعر کی نظر کے سامنے گذریں اُن کے بیان کی خوبی یہ ہے کہ سُننے والے کی نظر کے سامنے واقعہ کا نقشہ کھچ جائے۔ اور اُس واقعہ کو دیکھکر جو اثر شاعر کے دل پر ہوا ہو وہی اثر شاعر کے کلام سے سامعین پر طاری ہو جائے دوم وہ واقعات جو شاعر کے سامنے نہیں گذرے مگر لکھنے پڑتے ہیں اس میں شاعر کا یہ کام ہے کہ ایسے واقعات تلاش کر کے لکھے جو اس قسم کے موقعہ پر عموماً پیش آتے ہیں یا پیش آسکتے ہیں اور پڑھنے والوں کو یقین ہو جائے کہ حقیقت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح گذرا ہوگا۔ گویا شاعر خیالات کا مصوّر ہوتا ہے۔ مصوّر کو جو خصوصیات تصویر میں دکھانی پڑتی ہیں شاعر کو وہی خصوصیات کلام میں نمایاں کرنی ہوتی ہیں۔ اِس کتاب میں اسی قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں دونوں حضرات کا کلام درج کیا جاتا ہے۔

خسرو

نمودند بسیار جولان گری
کسے را نہ بُد از ہنر برتری
ز نیزہ بشمشیر بردند دست
ہم از ہر دو تن تارِ موئے نخست
بہ دشمن فریبی یلِ روم زاد
گریزاں شد از پیشِ چینی چو باد
بدنبالِ او چینیِ گرم کیں
ز گرمی بہ ابرو برآوردہ چیں
چو نزدیک شد تا زتیغِ چو برق
گریزندہ را زخم ریزد بہ فرق
درانداخت رومی کیانی کمند
کمرگاہِ چینی درآمد بہ بند
چناں کندش از بازوئے زور ناک
کہ بربود از بادو دادش بخاک
ہمیرفت پویان یلِ شیر گیر
بخاک اندروں شیرِ جنگی اسیر

نظامی

کمندے و تیغِ گرانمایہ خواست
عناں کرد سوئے بداندیش راست
درآمد براں دیوِ دریا شکوہ
چو ابرِ سیہ کو برآید ز کوہ
بجنبید از جائے خویش آں نہنگ
کہ اقبالِ شاہش فرو بردہ چنگ
کمند عدو بند را شہریار
درانداخت چوں چنبرِ روزگار
چو در گردنِ دشمن آمد کمند
شتابندہ شد خسروِ دیو بند
بخمِ کمندش سر اندر کشید
کشاں ہمچناں سوئے لشکر کشید
بغلطید آں شیرِ نخچیر سوز
چو آہو برہ زیرِ چنگالِ یوز

دونوں شہسوارانِ سخن اس وقت ایک ہی میدان میں سرگرم جولاں ہیں۔ دونوں کا
انداز جدا ہی۔ خسرو کا کلام شستہ رواں اور تصنع سے پاک ہی۔ دو مبارز سوارانِ جنگ آزما
ہیں جب دونوں اپنے اپنے داؤ پیچ آزما چکے تو ایک سوار دھوکہ دینے کی غرض سے
بھاگتا ہی دوسرے کو اُس کی شکست کا یقین اور قتل یا اسیر کرنے کی حرص غالب
ہوتی ہی۔ جنگی احتیاطوں کو نظر انداز کرکے قتل کے لیئے ہاتھ اُٹھاتا ہی۔ دوسرا موقعہ
تاک کر کمند پھینکتا ہی اور اُس کو اسیر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر کلام سے
واضح ہوتا ہی اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس جنگ عظیم میں بھی متعدد واقعات سننے
میں آئے ہیں کہ اپنے حریف کو اُس کے نظم حربی کے پراگندہ کرنے کے لئے میدان دیا
گیا اور پھر محصور کر لیا گیا۔ آخری شعر سے فتند کا خوشی سے دوڑنا اور اسیر کا گھٹنا
خوب واضح ہو جاتا ہی۔ مولانا کے کلام میں یہ ہے کہ سکندر اپنی جگہ سے کمند اور تلوار وغیرہ
اُٹھا کر چلتا ہی اور فوراً جا کر ایسے شجاع پہلوان کو جس کے مقابلہ سے رومی عاجز ہو گئے
تھے اسیر کر لیتا ہی اور وہ ہاتھ تک نہیں ہلاتا۔ جب تواریخ سے پتہ چلتا ہی کہ بہادروں
نے شہنشاہوں کے نہ صرف مقابلے کئے بلکہ بعض مرتبہ گرفتار و قتل بھی کیا ہی تو واقعہ
کی صحت قابل غور ہو جاتی ہی۔ خصوصاً جب یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس نے سکندر کو پہچان لیا
تھا یا نہیں لیکن الفاظ تیغِ گراں مایہ، دیوِ دریا شکوہ، کمندِ عدو بند، چنبرِ روزگار خسروِ
دیو بند کی چست ترکیبوں اور مناسبات مقامی نے خاص رنگ پیدا کر دیا جو مولانا
کا خاص حصہ ہی۔ قریب قریب اسی مضمون کو فردوسی طوسی نے اس طرح نظم کیا ہی ؎

چو از دستِ رستم رها شد کمند
سرِ شهریار اندر آمد به بند
زپیل اندر آورد و زد بر زمیں
ببستند بازوئے خاقانِ چیں

واقعۂ دوم

خسرو

سوارے بروں آمد از رومیاں
سپر بسته پس چست کرده میاں
بگرمی برآمیخت چوں برق تیغ
که برق از نفس آب گشتے چو میغ
نگاورسیاهے بزیرش چو دود
برآورده سر بر سپهرِ کبود
بگردن زنے تاخت برهم ستیز
بینداخت بر گردنش تیغِ تیز
کینفویِ تا زنده خم خورد و جست
بزد نیزه و پهلوش را شکست
گذارا شد از پشتِ رومی سناں
ز دستش بروں رفت یکسر عناں

نظامی

برآشفت قنطال ازاں شیر تند
که پائے سپه دید زاں کار کند
بپوشید جوشن برافراخت ترگ
چو سروے که تیغش بود بار و برگ
درآمد بزیں چوں یکے اژدها
سرِ بارگی کرد بر وے رها
زریوند چوں دید کامد هژبر
بغرید مانندِ غرّنده ابر
کشیدند بر یکدگر تیغِ تیز
زگرمی شده چوں فلک گرم خیز
دو پرّه دو پرکارِ مرکز نورد
یکے دیر جنبش یکے تیز گرد
بسے گرد بر گِرد بر تاختند
بسے زخم چوں آتش انداختند

نظامی

نمے شد یکے بر یکے کامگار
زپیشیں درآمد بہ شب کارزار
ہم آخر یکے تیغ زد شاہِ روس
بر آں شخص آراستہ چوں عروس
بیفگندش از زین و بر روے خاک
برآوردہ زاں شیرِ شرزہ ہلاک

خسرو نے واقعہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں ادا کیا، اور نظامی علیہ الرحمۃ نے تشبیہات و ترکیبات سے واقعہ کو پُرشان بنا دیا۔ دونوں نے عمدہ طور پر ٹھیک تصویر کھینچ دی۔

بزم

رزم اور بزم دو مختلف قسمیں ہیں۔ مگر دونوں ماہرانِ سخن نے ان رزمیہ مثنویوں میں ایسے مواقع پیدا کر لئے ہیں جہاں اس صنفِ سخن کے اظہار کا موقع ملتا ہے سکندرنامہ میں نوشابہ و کنیزِ چینی کا بیان اس کا بہترین نمونہ ہے۔ اُسی نمونہ پر کنیزِ چینی کی داستان جو مردانہ بھیس میں لڑنے آئی تھی سکندر نے خود گرفتار کر کے منظورِ نظر ٹھیرایا امیر خسرو نے نظم کی ہے۔ دونوں کے بعض بعض مواقع مثالاً پیش کئے جاتے ہیں۔

───────────

خسرو

(آمدن کنیفوی چینی در بزم)

جہاں سوزے از مہ شب افروز تر
ز خورشیدِ روشن جہاں سوز تر
بیک طرّہ صد شہر بر ہم زدہ
بیک غمزہ بر ملکِ عالم زدہ
در آمد خرامندہ با ہمسراں
چو مہ در صفِ مشتری پیکراں

نظامی

(آمدن نوشابہ نزد سکندر)

پری چہرہ نوشابۂ نوش بہر
بفالِ ہمایوں بروں شد ز شہر
چو رخشندہ ماہے کہ در وقتِ شام
برآید ز مشرق چو گردد تمام
کنیزاں چو پرویں بہ پیرامنش
ز تارک فرآمود تا دامنش

فخریہ

خسرو

(ابزبانِ کنیفوی چینی)

سکندر کہ گرد آبِ حیواں ہوس
نظیرِ منش بود مقصود و بس
مگر شاہ زلفِ مراد رنیافت
کہ در عین ظلمات خنداں شتافت
چو در خلوتِ من نہانی رسید
بسر چشمۂ زندگانی رسید

نظامی

(بزبان کنیز چینی)

کہ از شادی امشب جہاں را نوی ست
ہمہ شادی از دولتِ خسروی ست
بہنگامِ گل خوش بود روزگار
بخندد جہاں چوں بخندد بہار
چو خورشید روشن در آمد بہ اوج
ز روشن جہاں زند نورِ موج

خسرو	نظامی
گر از چشمہ راجع شد او را برات	صبا چوں در آید بجولاں گری
من اندر دہاں دارم آبِ حیات	زمیں رومی آرد صبا ششتری
گر انداز د او شیر و آہو بہ تیر	گلِ سُرخ چوں کلّہ بندد بہ باغ
من آں آہوم کو بود شیر گیر	فروزد ز ہر غنچہ خونِ چراغ
گر او ہست کیخسروِ جام جوے	سکندر چو پیروزی آرد بجنگ
مرا جامِ گیتی نمائے ست روے	نہ زیبا بود آئینہ زیر زنگ
گر از مجلسِ او سمن سے دمد	چو کیخسرو از می شود جام گیر
مرا لالہ و گل ز تن سے دمد	چرا جام خالی بود در سریر
گر او پیل بندد بخمِّ کمند	ملک گر ز جمشید بالاتر ست
من از تارِ موئے کنم پیل بند	رُخِ من ز خورشید زیباتر ست
گر او حربہ بر ہسم نبرداں زند	شہ ار شد فریدوں زریّنہ کفش
رُخِ من رہِ شیر مرداں زند	بفتحش منم کاویانی درفش
گر او اژدہائے ست در زریں دلیر	شہ ار چوں سلیماں شود دیو بند
من آرم زرزیں اژدہا را بزیر	مرا در جہاں ہست دیوانہ چند
گر او گیتی از لشکر آرد بدام	شہ ار کیقباد دلبند افسر ست
خیالم بہ تنہا بگیرد تمام	مرا افسر از مشک و از عنبر ست

نظامی	خسرو
شہ ار ملکِ عالم گرفت ای شگفت	گر او ہست بر تختِ زر پائے بست
من آں را گرفتم کہ عالم گرفت	مرا در دلِ اوست جائے نشست
کمندے من از زلف بر سازمش	گر او را کلاہ است بر آسماں
نہ ترسم بگردن در اندازمش	مرا صد کلاہ است بر آستاں
گر او را کمندے بود ماہ گیر	گر او باز خواہد ز شاہاں خراج
مرا ہم کمندے بود شاہ گیر	من از سروراں سر ستانم نہ تاج
گر او ناوک انداز دازدور دست	گر او گنج زر ریختہ دارد تمام
مرا غمزۂ ناوک انداز ہست	مرا نیز گنجی ست از سیم خام
گر او حربہ دارد بہ خوں ریختن	گر اقبال و دولت و را یاور اند
من از غمزہ خوں دانم انگیختن	مرا ہر دو چوں کمتریں چاکر اند
گر او قصدِ شمشیر بازی کند	گر او تخت گیرد زکیں چوں شہاں
زبانم بہ شمشیر بازی کند	من از بازوئے مہر گیرم جہاں
گر او لخت از زر بدارد بدوش	گر او دشمناں را بخوں خوردن ست
دو لخت ست سلفین من گرد گوش	مرا خونِ صد دوست بر گردن ست
گر او حقہ ہا دارد از لعل پر	گر او را یک آئینہ بر کف نشست
مرا حقہ ہست از لعل و در	دو آئینہ دارم من از پشتِ دست

نظامی	خسرو
گر او را علم ہست بالائے سر	علمہائے او گرچہ بالا رس ست
مرا صد علم ہست بیرونِ در	مرا یک علم ہم ز بالا بس ست
گر او شاہِ عالم شد از سروری	کمانِ وے ار صد شکار افگند
منم شاہِ خوباں بجاں پروری	یک ابروئے من صد ہزار افگند
	کمندِ وے ار صید بند دمدام
	من آنم کہ صیاد گیرم بدام
	نگینِ وے ار لعلِ رُمّانی ست
	نگینِ لبِ من سلیمانی ست

ان دونوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کینفوی چینی اور کنیز چینی دونوں نے سکندر کی فرمایش پر گانا شروع کیا۔ کینفو کا نغمہ بہت طویل تھا۔ اوّل کا حصہ طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اُس کا آغاز اس طرح ہے کہ ؎

بہ آئینِ خوباں بہ شوخی و ناز

سرودے برآورد عاشق نواز

ایک دو شعر لکھ کر نظامی کے مندرجہ صدر دوسرے شعر کی طرح ایک عام تمہید سے اپنا فخریہ شروع کرتی ہے کہ ؎

چو بشگفت گل خوش بود بوستاں ... ولیکن بہ ہمراہیِ دوستاں

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود | چمن دور ازیں جائے زنداں بود

چند شعر کے بعد کہتی ہے ؂

کسے را کہ من با شمم اندر کمند | چہ حاجت بہ بالائے سروِ بلند

اس کے بعد اپنا فخریہ نغمہ گاتی ہے جس میں ۲۵ شعر کے بعد مندرجہ بالا شعر یعنی ع

سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس

آتا ہے۔ ان سب میں اس نے اپنے معشوقانہ کارنامے جتائے ہیں۔ مثلاً ؂

بیک حملہ بر پارسایاں زنم | بدیگر رہِ آشنایاں زنم

ہمہ خونِ خوباں بہ کش مے خورم | وے نوش بادم کہ خوش مے خورم

بہ تیرے کہ زیں چشمِ مست افگنم | صفِ توبہ ہارا شکست افگنم

چو یکسو کنم مقنع از طرفِ گوش | کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش

منم قبلۂ روم و ابخاز ہم | کرشمہ مرا زیبد و ناز ہم

بہشتی ست ایں قامتِ چوں نگار | پر از سیب و بادام و نارنج و نار

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اوصاف جتا کر اور اپنے کو تمام خوبرویانِ جہاں سے فایق ثابت کر کے سکندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سکندر آبِ حیواں کی طرف مجھ سے نسان کی تلاش میں گیا تھا۔ میری زلفِ معنبر کی خوشبو نہیں ملی تو ظلمات کی طرف رخ کیا۔ مگر جب میرے خلوت خانہ میں پہنچ گیا تو چشمۂ زندگانی مل گیا۔ اب اس خیال سے کہ سکندر یہ نہ سمجھے کہ میں نے اُس کی اس درجہ قدر کی کہ اپنی محفل میں جگہ دی، وہ

اپنا تفوق اُس پر ثابت کرتی ہے اور رفتہ رفتہ کہتی ہے کہ اُس کی جگہ تخت زریں پر ہے اور میری جگہ اُس کے دل میں ہے۔ تمہید اور پھر اپنا تفوق دیگر خوب رویوں پر پھر خود سکندر پر کس عمدگی سے ثابت کرتی ہے۔ اور قلبِ شاہی میں اپنی جگہ حاصل کر لیتی ہے جو نہایت لطیف اور پاکیزہ پیرایہ ہے۔ کنیز چینی کا نغمہ اسی قدر ہے جو درج کیا گیا۔ اول کے پانچ شعر عام ہیں یعنی ؎

کہ از شادی امشب جہاں را نویست — ہمہ شادی از دولتِ خسروی ست
بہنگامِ گل خوش بود روزگار — بخندد جہاں چوں بخندد بہار
چو خورشیدِ روشن درآمد بہ اوج — ز روشن جہاں بر زند نورِ موج
جہاں چوں درآید بجولاں گری — زمیں رومی آرد صبا ششتری
گلِ سُرخ چوں کلہ بندد بہ باغ — فروزد ز ہر غنچہ چوں چراغ

چھٹے شعر میں کچھ اشارہ نغمہ زن کی طرف معلوم ہوتا ہے ؎

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
نہ زیبا بود آئینہ زیرِ زنگ

دفعتاً ساتویں شعر سے اپنا تفوق سکندر پر جتانا شروع کر دیتی ہے ؎

چو کیخسروا از مے شود جام گیر
چرا جام خالی بود در سریر

جیسا کہ مندرجۂ ذیل اشعار سے ثابت ہے، بادشاہ کو پکڑ لینا، اپنی زلف کی کمند بنا کا

بے خوف سکندر کی گردن میں ڈال دینا (جس طرح جلّاد مجرم کے گلے میں پھانسی ڈال دیتا ہی) اور اپنی کمند کو شاہ گیر ظاہر کرنا (جس سے سوائے سکندر کے اور کوئی مُراد نہیں لیا جا سکتا) بیان کیا گیا ہے ؎

شہ از ملک عالم گرفت اشگفت | من آں را گرفتم کہ عالم گرفت
کمندے من از زلف بر ساز مش | نہ ترسم بہ گردن در اندازمش
گر او را کمندے بود ماہ گیر | مرا ہم کمندے بود شاہ گیر

اور ظاہر ہے کہ ایسے مطلق العنان اور فاتح سلاطین کے سامنے اس قسم کا طرز بیان اور پھر ایسی مجلس نشاط کے لئے زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ ادب اور رعب شاہی کے بھی مناسب نہیں ہی۔ بمقابلہ اس کے ع

مرا در دلِ اوست جائے نشست

سے ایک خاص دل ربایانہ انداز امیر خسرو نے نکالا ہی جو اس محفل طرب کے عین مناسب ہی۔ اُمید ہی کہ ناظرین کرام ان دونوں بیانوں کو مطالعہ فرمائیں گے۔ اور بھی اس پر لکھا جا سکتا ہی مگر بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

مختصر نویسی

مختصر نویسی بھی رزمیہ داستان کی خاص خوبی ہی یعنی بہت سے مضمون کو ایک شعر ایک مصرعہ میں ظاہر کر دینا اس مثال میں امیر کا مندرجۂ ذیل شعر پیش کیا جا سکتا ہی س سے جنگ کا پورا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہی ؎

دراں وحش و صحرا در آویختند   گرفتند و کشتند و خوں ریختند

یہ مضمون طویل ہو گیا اور دونوں اُستادانِ سخن کے کمالات علمی کا اندازہ کرنے کے لئے اس قدر مقابلہ بھی کافی ہے اس لئے آیندہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ صرف خسرو کے کلام کا انتخاب ہوگا۔

اخلاق و نصایح

اخلاق و نصایح میں عموماً شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا طرز اختیار کرتے مگر چونکہ یہ مثنوی خصوصاً نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہے اس لئے دونوں بزرگوں کے طرز کی جھلک نظر آتی ہے جس کا نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں خسرو نے اپنے فرزند کو نصیحت کی ہے اور یہ اس طرز کی نصیحت نہیں جو محض بے ثباتی دنیا ہی پر محصور ہوتی ہے بلکہ روزی کمانے، ہنر و پیشہ سیکھنے اور مذہب کی پابندی، سچائی و راست بازی اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے جو مفید اور کار آمد ہونے کے ساتھ اس وقت تک نئی روشنی کی عینک سے بھی عمدہ نصیحت شمار ہو سکتی ہے۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں ؎

انتخاب از مواعظ برائے پسر خورد سال

مرو گردِ ہر در کہ نانت دہند   درِ کعبہ زن تا امانت دہند

بجہدِ صفا صیقلِ سینہ کن   دلِ آہنینِ خود آئینہ کن

ورت دل سیہ ماند و روت صاف   چو آئینہ از خود نمائی ملاف

بروزِ جوانی چو پیراں گرائے | بہ پیریت خودتن نہ جنبد زجائے
رہے روکہ در نیک نامی کشد | خیالے میزکاں بجامی کشد
بہر کاری از راستی کن شعار | کہ ہم رستہ گردی وہم رستگار
وگر کارے ازدیں فراتر بود | مکن گرچہ شمشیر بر سر بود
بجے بہرہ کردن زکسبِ حلال | بہ از گنج بُردن بہ غصب ووبال
حلال آں کسے را دہد بر کہ وے | بہ کشتِ ہنر آب ریزد زخوے
ہنر کو مثل ہست درنار دود | ہنر مند را سر نیارد فرود
گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور | بہ از بادشازادۂ بے ہنر
چو مستے دہد سفلہ را دور باش | کند ہمنشینانِ خود را خراش
ہر آں شعلہ کز آتشِ تیز رست | بہ پیراہنِ خویش گیرد نخست

نصیحت بہ سکندر

جو نصیحتیں سکندر کو افلاطوں کی زبانی کی گئی ہیں وہ حقیقت میں ایسی نصیحتیں ہیں جو سکندر جیسے جلیل القدر بادشاہ کے قابل بھی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار اس جگہ نقل کئے جاتی ہیں۔

تو بیدار باش آشکار و نہاں | کہ از پاست آباد خسپد جہاں
مکن ہر چہ عالم خورد غم زتو | تو در خواب و بیدار عالم بتو
چو شہ راز دشمن یکے صد بود | کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود

چناں خسپ روزے که خسپی بسے　　　که خوابِ پریشاں نه بیند کسے

حکیم آں سخن را نه بر هرزه گفت　　　که شد فتنه بیدار چوں شاه خفت

اگر شحنهٔ شهر خفتد خراب　　　بیک گوشمالش برآور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند　　　شکم پر کنش تا شبانی کند

به بزم آنکه مست ست هشیار کن　　　طرب با حریفانِ بیدار کن

به پرتاب داری رسد زخمِ تیر　　　بود تیر اندیشه آفاق گیر

بداں ساں شو از کینه در کینه خواه　　　که نے تیغ رنجه شود نے سپاه

مده تیغ را بر سیاست زباں　　　که آهسته باشد بخوں مرزباں

به حالِ این مثل زندگانی ده است　　　که جاں بخشی از جاں ستانی به است

چو فیروزیت باید اندر مصاف　　　بکن گرد خرگاهِ دلها طواف

به تیمار خدمت گراں کن بسیچ　　　ز بد خدمتاں نیز دامن مپیچ

اگر مرد بیدار پرورد نی ست　　　گراں خواب را نیز غم خوردنی ست

مشو سخت گیر از خدا دادهٔ　　　که گردد غلامِ تو آزادهٔ

ترا بارگاهِ بریشم طناب　　　خبر نه ازاں سوزشِ آفتاب

ترا باد پایاں ز اندیشه بیش　　　میندیش ازاں لاشهٔ پشت ریش

ترا توشه داں پر ز حلوائے تر　　　نظر کن به بے توشهٔ راه بر

مناظر

شاعری کا کمال اس میں دیکھا جاتا ہے کہ جس میدان یا موقع کا ذکر ہو وہاں کے حالات اس انداز پر بیان کیے جاویں کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ میں اس موقع پر ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں۔ امیر خسرو نے اس مضمون کو جس طریقہ پر ادا فرمایا ہے اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جشن کے لیے جو باغ آراستہ کیا گیا تھا اُس کی کیفیت دکھائی گئی ہے۔ استعارہ و تشبیہات و صنائع لفظی سے بھی (جو ایشیائی شاعری کا زیور خیال کی جاتی ہیں) کچھ کچھ کام لیا گیا ہے۔

ہم از اولِ بامداد آفتاب	بفرخندہ طالع درآمد زخواب
شدہ جلوہ گر نازنینانِ باغ	رُخ آراستہ ہر یکے چوں چراغ
بہ لالہ ز فردوس پیام آمدہ	ز رضواں بہ گلبن سلام آمدہ
بنفشہ سرِ زلف راخم زدہ	گرہ در دلِ غنچہ محکم زدہ
زبس تری اندامِ زیبائے گل	شدہ پارہ پارہ سراپائے گل
ہوا بر سر سبزہ میر یخت سیم	مراغہ ہمی کرد بر گل نسیم
بہر شاخ مرغ ارغنوں ساختہ	بہر نغمہ گلبن سر انداختہ
غزل خوانیِ بلبلِ صبح خیز	تمنائے مے خوارگاں کرد تیز
زنالیدنِ قمری خوش نوا	کبوتر[1] معلق زناں در ہوا

[1] قمری کی آواز پر کبوتر کی بازی کرنے کو عاشقانہ وجد ظاہر کرنے کے نئی ترکیب ہے جس سے ہندی کبوتر بازی وجدہ حظ اٹھا سکتے ہیں یہ رقص مدہوشی کی عمدہ اور نئی مثال ہے ۱۲

زباد بہاری ہوا مشکبو — عروس جہاں زآبِ گل شستہ رو
بساطِ گل از سبزہ گلشن شدہ — چراغِ گل از باد روشن شدہ
شدہ مشک بو غنچہ در زیر پوست — چو تعویذِ مشکیں بہ بازوئے دوست
کشادہ گلِ لعل جلبابِ نور — نظارہ کناں چشمِ نرگس ز دور
بروں کردہ سوسن زبانِ خموش — ہمی کرد ہر دم تقاضائے نوش
بہر چشمہ منقارِ بط آب گیر — چو مقراضِ زریں بقطعِ حریر
ازاں نغمہ کو غارتِ ہوش کرد — مغنی ترنم فراموش کرد
زآوازِ دراج و رقصِ تدرو — سبک گشت در خاستن پائے سرو

علمائے دُنیا پرست

نہ آں ست درویش مردِ خدائے — کہ بہرِ درم پیشِ شہ شد بہ پائے
بسلبش پشمینہ برکش ز دوش — کہ پوشیدہ دزدیست پشمینہ پوش
مبیں کاں گلیم ست تن پوشِ او — کہ آں دامِ مال ست بر دوشِ او
چو دامے کہ برداشت ماہی فروش — ز بہرِ درم ہائے ماہی بدوش
ہم از دامِ ماہی دل ایں نکتہ بیخت — چو ماہی کہ برداشت آبش بریخت
فقیرے کہ ناں از درِ شاہ جست — ببایدز آبِ خودش دست شست
بہشتی بود شاہِ درویش خواہ — کنشتی ست درویش در کوئے شاہ

آخر کا شعر ایک عربی قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

نِعمَ الاَمیرُ عَلیٰ بَابِ الفَقِیر وَبِئسَ الفَقیرُ عَلیٰ بَابِ الاَمِیر

بے ثباتیِ دُنیا

دو رہ دار د این تنگنائے دراز کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز

ازیں ہر زماں نوبتے مے رود یکے آید و دیگرے مے رود

ہندوستانی رسم و رواج و تشبیہات

امیر خسرو نے بعض بعض جگہ خاص ہندوستانی رسم و رواج بھی نظم کئے ہیں اور بعض تشبیہیں ایسی ہیں جن سے ہندوستانیت ظاہر ہوتی ہے۔ چند امور ذیل میں نمونہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

زبس ابلہی ہندوانِ کلال بدست آب نوشند باصد سفال

یعنی ہندو باوجود صدہا برتن موجود ہونے کے ہاتھ یعنی اوکھ سے پانی پیتے ہیں۔

شد از رنگِ سرخی سرِ کوہسار چو پیشانیِ پیل شنگرف دار

یعنی صبح کو کوہستان میں شفق کی سرخی اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے سیاہ ہاتھی کی پیشانی پر سندور لگاتے ہیں۔

ز نالیدنِ قمریِ خوش نوا کبوتر معلّق زناں در ہوا

چو یکسو کنم مقنع از طرفِ گوش کلاہ از سر اندازم و سر زدوش

نہفتہ بمعجز گلِ خویش را نظر بستہ چشمِ بد اندیش را

فارسی میں بُرقع وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں عورتیں آنچل یعنی اوڑھنی کا سرا منہ پر ڈال لیتی اور جب کسی سے مُنہ کھول کر بات کرنا ہوتی ہے تو ایک طرف سے آنچل سرکا لیتی ہیں اس کو خسرو نے بیان کیا ہے جب میں ایک طرف سے (ایک کان کی طرف سے) آنچل سرکا لیتی ہوں تو سر سے ٹوپی اور دوش سے سر الگ ہو جاتا ہے

چو مارے بدست آور د مار گیر

نواز د چنیں خونی را بہ شیر

ہندوستانی سپیرے سانپوں کو پکڑ کر دُودھ پلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایران میں بھی یہ رواج ہو۔

خاتمہ

آئینۂ سکندری کی نسبت جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھدیا گیا اس مختصر ریویو میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جاسکتا۔ ہم کو اصل کتاب کے طرز بیان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہی کہ امیر خسرو نے عموماً مثنوی میں نظامی کا اتباع کیا ہی۔ اُن کے طرز کو نمونہ بناکر اپنی مثنوی تیار کی ہی اکثر اشعار کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ مقابلہ پہ لکھے گئے ہیں۔ مثلاً نظامی کے مبالغہ غلو کی یہ مثال زبان زد عوام ہی کہ

زُسمِ ستوراں دراں پہن دشت زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

گو اس میں تکرار شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہی تاہم مبالغہ کی عمدہ مثال ہے۔ اس کے مقابلہ میں امیر لکھتے ہیں ؎

زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں دراندام گاو آر دگشت اُستخواں

اسی طرح جا بجا اشعار سے پایا جاتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

آئینۂ سکندری کی عبارت صاف اور رواں ہی۔ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک فوّارہ ہے جس میں سے مضامین اُبلتے چلے آتے ہیں۔

زیادہ خود ستائی سے بھی کام نہیں لیا۔ جو امر بیان کرتے ہیں اکثر جگہ اُس کی علت بھی بیان کردیتے ہیں جس سے بے ساختہ پن زیادہ مترشح ہوتا ہی۔ سکندر نامۂ نظامی کی تحریر مُرصّع اور بلیغ ہی۔ خصوصاً میدان رزم کا سماں اس خوبی سے باندھتے ہیں

کہ جنگ کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور طرزِ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہایت ماہرِ فن کاری گر نے نہایت قرینہ قرینہ سے مینا کاری کا کام کیا ہے۔ بعض جگہ اتنے بلند ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کی سمجھ سے بلند ہو جاتے ہیں بلکہ شارحین کو بھی تاویلات ہی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے مکرر اور متعدد جگہ سے دونوں کے کلام کو پڑھا۔ سکندر نامہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس کو ترجیح دی جائے۔ اور جب آئینۂ سکندری پڑھتا ہوں تو اُس کی خصوصیات اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دینا ناظرینِ کلام کی نکتہ رس طبائع پر چھوڑتا ہوں اور دونوں بزرگوں کے حق میں (جو یکتائے روزگار ہیں) دعائے مغفرت کر کے ناظرین سے آمین کہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ والسّلام

علیگڑھ:　　　　　　　　　　　　　　　　　　خاکسار

رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ　　　　　　　　　　سعید احمد فاروقی

بسم الله الرحمن الرحیم

این مرآتِ صفا که نمودارِ آئینهٔ سکندری ست مصقله
نامِ خالقِ صور مصقّل گردانیده شد تا چون مواجههٔ صادق
و عکس نما رسد صورتِ حالِ او موجّه رشدی نماید انشاءالله المصور

جهان پادشاها خدائی تراست — ازل تا ابد پادشائی تراست
کشایندهٔ چشمِ بینش توئی — نگارندهٔ آفرینش توئی
توئی اوّل و آخرِ جمله چیز — نه آغاز داری نه انجام نیز
ز تو بی‌خبر عقل و دانش تباه — تصور بکارِ تو گم کرده راه
۵ نه چون من بمقدارِ بیش و کمی — که گنجی در اندیشهٔ آدمی
کمالت سخن را ورق سوخته — کم و بیش را دیده بر دوخته

ادب نیست با فرمانِ تو | پژوهیدن از نهانِ تو

در کار دانی تو کردی پدید | خرد را بر آن در تو دادی کلید

تویی پیکر آرای مردم ز خاک | عمل دانِ گیتی بتقدیرِ پاک

تو دادی بدل گنجِ آماده را | تو کردی بلند آدمی زاده را

۵ فلک را تو بستی گره در جهات | تو راندی قلم بر خطِ کائنات

ز خورد و بزرگ آنچه دارد سرشت | نبشتی بر آنسان که باید نبشت

ز صنعِ تو کاری بهر کارگاه | غلط را نه در کارگاهِ تو راه

بر آنچه آفریدی درین جوی ژرف | نهفتی در و کیمیای شگرف

ز ملکِ تو یک ذره بیکار نیست | خرد را درین بارگه بار نیست

۱۰ جهان را تو کردی پدید از نهان | زمین نیز در وی جهان در جهان

چنان این کهن نقطه را خواستی | به پرگارِ حکمت بیاراستی

مسلسل چنان کردی اجرام را | که پی بگسلد پیکِ اوهام را

بصد زیور آراستی روزگار | که محتاجِ آلت نگشتی بکار

دروغ ست کین دهر کوتاه بین | فلک را نهد کارسازِ زمین

۱۵ زمین و فلک چون منت بنده اند | به تسلیمِ خدمت سر افگنده اند

۲- س- بدان در- ۳- ق و س- عمل دار گیتی- ۴- س- هر دو مصراع مقدم و مؤخر ۱۲

۱۱- س- نقطه ۱۳- س- گہے فصل دے ماہ گاہے بہار

اگر صنعت از یاریِ چرخ زاد | چو چرخ آفریدی که یاریت داد

کنی جمله هستی بآئین و ساز | که ناید به نیروے غیرت نیاز

کمالِ تو کے ضبطِ گردون شود | بدولاب دریا تهی چون شود

اگر چرخ کوشد بصد گونه زور | برون ناید از نقشِ یک پای مور

۵ کسے کو شد از پاے موری زبون | توانائیش چون توان گفت چون

ستاره که یک حرفِ تست از قلم | چه داند که در روے چه کردی رقم

نگینے که بر خاتمِ جاے ساخت | کجا نقشِ خود را تواند شناخت

همه ره نوردانِ این نه بساط | ق که گاهے غم آرند گاهے نشاط

نه از خویش ازیں گونه برگشته اند | که یک یک زحکمِ تو سرگشته اند

۱۰ زغیب آنچه پیدا شود هر نفس | قضاے خداوندیِ تست و بس

توئی رازدارِ ضمیرِ همه | بدر ماندگی دستگیرِ همه

سرے کز تو افتد که آرد ستاد | درے کش تو بندی که داند کشاد

تو ریزی بهر خاطر اندیشه | بهر دل تو تلقین کنی پیشه

۱۵ تنِ دشمن و جانِ پنهان ز تو | همه کس ز جان زنده و جان ز تو

همه زود میرد تو جاوید پائے | که هرگز نمرد و نمیرد خداے

۳ - س - بود - ۱۱ - س - توئی راز داں

۴

مناجات در حضرت ملک بار که حاجات محتاجان را نزدیک عین عنایت او حاجت عرض نیست

شکسته بناها چو ز احسان پاک — سرشتی بدست خود این مشت خاک

۵ کشیدی ز توقیع جودم طراز — که ره سوی ایمان کشادیم باز

گرم کرده کافر بت پرست — چه کردی معاذ الله این خاک پست

زبان من ار موی گردد بکام — نگوید ز شکر تو موی تمام

چو دادی بگنج خودم دستگاه — مده دزد را سوی آن گنج راه

مپرس آنچه بد کرده ام یا صواب — که در خورد پرسش ندارم جواب

۱۰ جفا پیشه را رستگاری ز تست — به آمرزش امیدواری ز تست

به بخشائی ار بر همه عاصیان — خداوندیت اندر آرد زیان

وگر زاهدان را بسوزی بنار — هم از عدل بیرون نباشد شمار

همه کار تو نیست الا که داد — ترا تهمت ظلم نتوان نهاد

به هستی چو راهم تو دادی نخست — زمن هرچه خیزد بتقدیر تست

۱۵ چو خود بستی این رقعه بر دامنم — عتاب ار چه گردد به پیرامنم

ز گیتی چنانم بر انجام کار — که فردا نمانم ز توشه مسار

---

۱۴ - س: زمن هرچه آید.

چنان دار بیدارم اندر جهان — که خفته نخوانند کارآگهان

چنان بر سوی خوابگاهم فراز — که بیدار خسپم بخواب دراز

چنان زندگی ده بجانِ عزیز — که زنده بمانم پس از مرگ نیز

شناسا چنان کن دلِ ریش را — که بشناسد اندازهٔ خویش را

۵ به نقصانِ خود چون تواند شناخت — کمالِ ترا نیز داند شناخت

گرم نعمتی داد خواهی نخست — بشکرِ خودم ده زبانی درست

در از من کنی رختِ این خانه دور — شکیبائیم ده که مانم صبور

چو دل در سر آرد پریشانیم — درے باز کن در پشیمانیم

گرفت ار چه جرمم سیاه و سپید — بعفوِ توام بیش از آنست امید

۱۰ چو فردا خجل گردم از کارِ خویش — مکن بسته بر من درِ بارِ خویش

چه باشد یکی ذرهٔ خاکسار — که روزِ شمار آید اندر شمار

چو آوازِ صورم در آرد ز خواب — ز بارانِ رحمت بر ویم زن آب

مرا چشم تنگ و هوس شاخ شاخ — عطای ترا برگ و نعمت فراخ

چه دانم که در خفتن و خاستن — چه می باید از چون توی خواستن

۱۵ توام آن هنر ده که بخشی خلاص — که آن خواهم از تو که یابم خلاص

من از حدِ خود دم زنم چون چنان — تو اندازهٔ بخششِ خود رسان

---

۵ س: به نقصانِ خود چون شناسنده ساخت + کمالِ ترا نیز بتوان شناخت۔

زیادِ خودم سینه پر نور کن | فراموشیِ خود زمن دور کن
وجودِ مرا همّتی ده بلند | کزین دخمه بیرون جهانم سمند
روم بی خود از خانه در کوی تو | به پرواز همت پرم سوی تو
نگون همتان راز تو نور نیست | وگرنه زما ره بتو دور نیست
۵ ولی گر زعونِ تو بود شمار | چه خیزد ز صد همت و صد هزار
که در گنبد از تو نگوئی بیا | درونِ سراپردۀ کبریا
بسوی خودم خوان و فریاد رس | که غوغای شیطان در آمد ز پس
درین بادیه غول رهزن بسی ست | بمنزل شدن نی حدِ هر کسی ست
بسا رهروان کاندرین گم شدند | که هم دیو وهم دیو مردم شدند
۱۰ تو دانی که این رهزنانِ هلاک | زلاحولِ خسرو ندارند باک
چنان بر که چون من گرایم به تو | بدنبالِ پیغمبر آیم به تو

نعتِ آفتابی که صبحِ صادقِ والشمس وضحها از جبهۀ میمونِ او جمال نمود و ماهی که نورِ ساطعِ والقمر اذا تلٰها از غرّۀ روز افزونِ او کمال یافت

۱۵ رسولِ قوی حجّتِ آشکار | بحکمت درست و بحکم استوار

۲- س: جیفه- ۳- س: ددم- ایضاً س: بسزا از همت، س: نیاید ز بس

محمد شه لاجوردی سریر — کزو گشت هستی عمارت پذیر

ز دروانِ شرع رایت فراز — ز گنجِ فلک گوهر آمای راز

به مهمانیِ پیشگاهِ الست — طفیلی خورِ خوانِ او هر که هست

خدای که هستی پدیدار کرد — ز بهرِ وی این سکه پرکار کرد

۵ سپهری که بینی چو رخشنده باغ — ز نورِ وی افروخت چندین چراغ

ز باغِ رخش هشت بستان گلی — دران باغ روح الامین بلبلی

سماطین زنِ مسندش هر زمان — یزک بر یزک لشکرِ آسمان

کرم بین که از احسانِ امت پناه — گنه ما کنیم او بود عذرخواه

زبردست را گوهر افگن به تیغ — نوازش گرِ زیردستان چو میغ

۱۰ زمین را کفش کیسه بردارِ جود — جهان را تنش کیمیای وجود

بحضرت کمر بسته بر عزمِ کار — میانجی به آمرزشِ کردگار

وجودش ز دریای رحمت نشان — که رحمت بران ابرِ رحمت فشان

زبانش یکی تیغِ عالم پناه — کزو حک شده نامه های سیاه

فلک خاکی از پایش برداشته — هزاران چه رد و رخ انباشته

۱۵ همه لوحِ محفوظ در شانِ او — سیاه و سپیدِ جهان زانِ او

فروهشته منشوری از مشک ناب — برآورده نه خیمه زین یک طناب

---

۹ ـ س و ق: گردن افگن به تیغ ـ ایضاً: نوازش کن ـ ۱۵ ـ س. فلک خاکی

زگیسوی او نافه بو یافته | گل از روی او آبرو یافته
فرو خواند دیباچهٔ غیب را | رقم کرد توقیعِ لاریب را
حمایت نشین چرخ درشتِ او | مه از داغ داران انگشتِ او
درِ چرخ را ماه قفلِ زرست | کلیدش ز انگشت پیغمبرست
۵ هم از نور آن نیخبهٔ مه شگاف | صفِ بد رشکست و زِ مصاف
زمین و فلک یک غبارِ رهش | ازل تا ابد یک تماشا گهش
دم از راهِ درویش بر پی زده | قدم بر سرِ عرش و کرسی زده
بجائے که توسن برانگیخته | جناحِ ملائک فرو ریخته

صفتِ معراجِ مقتدائے که جماعت اسلام را از محرابِ قابَ قوسینِ او ادنیٰ بشارت الصلوٰت معراج المومنین آورد تا هر موحدی را علاحده صاحبِ معراج گردانیده علیه الصلوٰت و التحیات و السلام

فلک ماه را چون شب افروز کرد | شبِ تیره پیرایهٔ روز کرد
رسید از فلک پیکِ فرخنده پے | فلک وار زو چرخ در گردِ وے
براقے ز فکرت سبک گام تر | ز خورشید و مه روشن اندام تر

سوے دولتِ بی حسابش کشید | رکابی شد و در رکابش کشید
سوارِ سبک رو بعزمِ درست | شتابندگی را کمر کرد چست
براں رخشِ رخشندہ بر شد چناں | کہ در لامکاں در کشیدش عناں
نخستیں شرف بیتِ اقصاش بود | ز اقصیٰ ولایت روانش بود
علی القطع ببرید در یک زماں | بمقراضِ لا پردهٔ لامکاں
چو مہ سجدہ کردش در افگندگی | ہلالِ خودش خواند در بندگی
عطارد کہ مغزش ز خورشید تافت | ز دیدارِ او تربیت تازہ یافت
ہماں زہرہ کز شرعش آگاہ بود | کمانچہ بکش کردہ بگریخت زود
خور از مسند آورد رو بر زمیں | رہا کرد مسند بہ مسند نشیں
برہ گشت مریخ سرہنگِ او | کلہ سودہ بر نعلِ شبرنگِ او
شتابندہ برجیس از پیش خاست | متاعِ سعادت بدریوزہ خواست
زحل روی مالیدہ چنداں براہ | کہ شد روی او روشن و رہ سیاہ
چو پا بر ثوابت نہاد استوار | شکوہش ز بود از ثوابت قرار
پس از انجمِ ہشتمیں انجمن | بعزمِ نہم گشت ہنگامہ زن
علم بر نہم فرشِ اطلس کشید | قلم بر جہاتِ مسدس کشید
سوے عالمی شد کہ عالم نماند | دوئیم در میاں سایۂ ہم نماند
ہمای شد از اوجِ عزت پرید | ہمائی کہ کس سایۂ او ندید

چنان کرد بر شاخِ قرب آشیان | که خود هم نگنجید اندر میان
چو از هستیِ خویش نامید گشت | دران نیستی هستِ جاوید گشت
بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش | زه از قابِ قوسین آمد بگوش
حجابِ خیال از میان برگرفت | نظاره بنورِ نهان درگرفت
۵ برون آمد از پردهٔ بودِ خویش | نگه کرد بے پرده مقصودِ خویش
بمنزل خرامان شد از بارگاه | بپایش درم ریز خورشید و ماه
فروزان چو شمعے ز نورِ حضور | ملائک چو پروانه در گردِ نور
عروسانِ فردوس در انتظار | که روبند از پاے نازک غبار
گلے را که برچید ازان بوستان | ره آوردی آورد بر دوستان
۱۰ جمالی بخوبان ازان باغ داد | برخسارِ شان خالِ مازاغ داد
خوشا وقت آن میهمانانِ باغ | که گشتند ازان گل معطر دماغ
یکی راست گوئی که در کنجِ غار | نهاد از پئے گنج پا پیشِ مار
دویم داورے آنکه از دستِ زور | بہ انگشتِ خود دیو را کرد کور
سیوم آنکه قرآن منشور داد | دو شمع از شبستانِ او نور داد
۱۵ چهارم دلاور سوارے که دید | درِ خیبر از ذوالفقارش کلید
شده خانهٔ شرع را از نخست | بدان چار ارکان عمارت درست

---

۵ - س۲: معبودِ خویش - ۱۰ - س: داغ مازاغ داد - ۱۳ - م ق: دویم داور عدل -

ریاحینِ دیگر گزیں گلشنند | چو در گردِ ماہ انجمِ روشنند
زہے بُرجِ آں ماہِ ناکاستہ | کہ باشد بریں انجم آراستہ
دلم جائے آں انجمِ ماہ باد | مرا نورِ شاں مشعلِ راہ باد
زہے راہِ خسرو کہ در برتری | کند نورِ آں انجمش رہبری

مدحِ شیخِ عالمِ اجل محی السنن نظام الملت فضیلی کہ قدمِ بشرِ حافی را از نعلینِ طریقت فرو پوشید و ادہمی کہ سری سقطے را از سرِ صفا روشن کرد

دلم چوں بگوہر کشی خاص گشت | بدریای اندیشہ غوّاص گشت
۱۰ بہر غوطہ چنداں بروں ریخت دُر | کہ دریا تہی گشت و آفاق پُر
نثاری کزاں دُر برانگیختم | بدرگاہِ پیغمبرش ریختم
من افتادم و آسماں برگرفت | عطارد ببوسید و برسر گرفت
مرا گاہِ افشاندنِ آں نثار | بسے دخل شد لولوے شاہوار
دریغ آیدم کایں چنیں گوہرے | برم تحفہ در خدمتِ دیگرے
۱۵ ادب نایدم تا ازیں در ضمیر | کزاں سازم آرایشِ مدحِ پیر

---

۱۳ - س ل : بسے خرج شد

پناهِ جهان دینِ حق را نظام — رهِ قدس را پیشوای تمام
بحجت مسیحی در آخر زمان — بر اهلِ زمین حجّتِ آسمان
جهان زنده از جانِ بیدار او — زمین روشن از روزِ بازار او
همه شب ز شبخیزیِ بی ریا — کمند افگنِ کنگرِ کبریا
۵ ز ظلماتِ شب کرده کحلِ بصر — بنظّارهٔ غیب صاحب نظر
ز بس سجده کردن بمحرابِ دین — شده حاجبِ خاصِ روح الامین
قدم گاهش از پایهٔ عرش بیش — کفِ پایش از بوسهٔ خلق ریش
نمازِ وی از معرج برتری — نمود از معراجِ پیغمبری
بدان تا خرامد به بالا ز پست — نهاده قدم بر سرِ هر چه هست
۱۰ نگفته ز دیبا و اکسون سخن — شرف کرده از ژنده های کهن
زمین و فلک در ولایت حدش — ولی گوشهٔ بوریا مسندش
ز نعلین چوبی شده تخت گیر — یکی کرسیش گشته دیگر سریر
به بیماری دل طبیب ست فرد — کزو کرده درمان بیازارِ درد
بر اهلِ طلب در نمودارِ کار — بدستوریِ غیب فرمان گذار
۱۵ ضمیرش درِ قدسِ ایزدگی — پناهنده را داده پروردگی
گران سنگی او بهرِ دست برد — بسی بیضهٔ دیو را کرده خورد

---

۵ - م ق: صادق نظر۔ ۸ - ق: نمازِ وی از پایهٔ برتری

گره مفلس و توشه دان پر ز دُر | شکم خالی و دل ز گنجینه پُر
اگر پیشش آفاق پُر زر بود | ز ابر کفش در زمان تر بود
ز دنیای محیطی به پیرامنش | مبرّا ز آلودگی دامنش
ز سرچشمهٔ عیش آب دهان | به آب وضو شسته دست از جهان
۵ دم خلق او چون صبا جان نواز | نوالش همه وقت مهمان نواز
زبانش ز لوح سما رانده حرف | دلش عشق را گنجدانی شگرف
چو از سوزش دل دم خوش زده | بصد خرمن هستی آتش زده
ز نظارهٔ روی آن آفتاب | همه پاک چشمان و دیده پُر آب
بر آلودگان چون زده موج پاک | فرو شسته ز آلایش آب و خاک
۱۰ برد بار خلق ارچه بسیار تر | کسی نیست از وی سبکبار تر
فلک گر بعهدش نگردد بخیر | فلک را عنان باز پیچد ز سیر
بجایی که ماند آن قدم تا بدیر | بلایی ز گردون نیاید بزیر
هر آن ناتوان کز درش زر یافت | اجل رحمت خویش ازو دریافت
براهی که آن پای ار دشت تاب | بتعظیم بوسد زمین آفتاب
۱۵ صفا را ازو روشن آئینها | دمش روشنائی ده سینها
رسیده ز پروانهٔ آسمان | چراغی بظلمات آخر زمان

---

۶ - م: ز لوح سما خوانده حرف - ۱۱ - س: عنان فلک

جهان زو همه وقت پر نور باد — زمین از درش بیت معمور باد

در علو درجت و منزلت شمس السلاطین علی العالمین

علاء الدنیا والدین مد الله ظلاله علی الدنیا الی یوم الدین

۵ بنبی الامیین صلی الله علیه وسلم آمین آمین

خرامان شو ای خامهٔ گنج ریز — بدر سفتن الماس را دار تیز

بهر حرفی آرایشی ساز کن — بهر نکته گنجش فلک باز کن

سخن را چنان پایه برکش بماه — که بوسد بجرأت کف پای شاه

۱۰ شهی کاسمان بر درش گاه بار — زبر دین و جوزا فشاند نثار

علاء دین اسکندر تاج بخش — ز رفعت بگردون دوان کرخش

محمد جهانگیر حیدر مصاف — که از پیش و پس خنجرد کوه قاف

چراغی بنور حق افروخته — عدو را به پروانگی سوخته

صفاتش ز اندیشه بیش از کمال — نوالش باندازه بیش از خیال

۱۵ به ده گز قبا گرچه گنجد تنش — نگنجد به عالم دل روشنش

جهانی است در قبای نهان — دل روشنش خود جهان در جهان

---

۱۰ - س - ر د زر بار

زبس کش بعالم نگنجید ذات — فلک پس خزیده ز ہر شش جہات

ز ہمت چناں ساختہ نردباں — کہ بر رفتہ قدرش بہفت آسماں

شہاں بر درش خدمت آموختہ — نظر تیز بر پشتِ پا دوختہ

نگہ گر کند سوے خورشید تیز — چو ذرّاتِ خاکش نہد ریز ریز

۵ و گر ذرّہ را بخشد از مہر تاب — دہد پایہ بالاترش ز آفتاب

درم گر خطابش بر آراست چہر — سزد کآفتابی کند بر سپہر

سپہر از پے نامش ایں کار کرد — کہ خورشید را شکلِ دینار کرد

خطے کاں بتوقیعِ او محکم ست — سجلے بہرِ ملکیتِ عالم ست

ورق ہاے منشورِ او سر زماں — جہاں راست از فتنہ حرزِ اماں

۱۰ ز نامش فلک معتقد زیرِ پیست — چو افسوں کہ آرد کسی سوے دست

چناں کند خارِ ستم را ز راہ — کہ ہموار شد فتنہ خوابگاہ

بکیں شیر نداں کنوں کم زند — نگہ کو ز تب لرزہ بر ہم زند

سپاہش گرانی بریں سو فگند — کہ شد ہند پست و خراساں بلند

جنیبت چو در زیرِ راں آورند — تزلزل بہفت آسماں آورند

۱۵ سمندش چو بر ابرِ جولاں زند — ہمہ تیر بر پشتِ مرغاں زند

ز بارانِ تیرش عدو در بلاست — کہ پیکانِ او ناودانِ قضاست

---

۱ - ق۲: صفاتش رسیده بهر شش جهات - ۸ - س۲: خطے بہر ملکیت ۱۴ - س۱: زیراں آورد و آسماں آورد

کشاید چو تیرِ جگرگاه را | رسد دولتِ تیر بدخواه را
زتیرش گرزدشد عدد کاسته | شده کیشِ پیغمبر آراسته
قیامت که فرد است روزش عیان | زسهمش سه فرد افگند درمیان
بدہزار زند زورِ چنگال را | فراہم کند پاروِ امسال را
۵ کمانش چو زابرو اشارت کند | جہانی بیک تیر غارت کند
چو در روے ہیجا زپیکانِ تیز | ق به نیروے بازو شود خشم ریز
در وشانهٔ سیلِ کین جوے را | چه شانه که ره زن کند موے را
سپاہی چو طوفانِ آتش بتاب | کشد تیغ شاہش بیک قطرهٔ آب
گرفته ری و روم تیغش بجنگ | ولی زنگ نگرفته ہرگز زنگ
۱۰ زشمشیرِ آتش بدریا زده | زنیزه شری بر ثریا زده
برزمش شگفته دلِ دشمناں | نه از بادِ سوری زخارِ سناں
چو زخمش سناں بر سر افراخته | خله در دلِ انجم انداخته
سنانش به تیزی شده غمزه زن | بهر چشم زد برده دلها زتن
بجائے که آن رمحِ والا بود | زمیں تا فلک نیزه بالا بود
۱۵ زہرِ شکم ہاے روئیں تناں | زمغزِ یلاں چرب کرده سناں
ززلفے که از پرچم انگیخته | بهر تارِ موصد دل آویخته
به تنها دریده صفِ خسرواں | که ہم پادشاہ است و ہم پہلواں

چو خار آسگافی کند آهنش | چه پولادِ هندی چه روئین تنش

چه مردی کند چرخ در دار وگیر | که تیرِ کهن دارد و ترک پیر

سلاحیش مریخِ شمشیر بند | علمدارِ او آفتابِ بلند

ز چترِ سیاهش که شد زیبِ تخت | چو طفل از شبِ عید ناخفته بخت

همای که بر چترِ او کرد جای | شده فرخ از سایهٔ او همای

نه ترسد ز زور آوران در گزند | مگر از ضعیفانِ نازورمند

زر از پادشاهانِ سخت انتقام | ستاند به شمشیر و ریزد بجام

به سختی کشد گنجِ شاهان ز بار | به نرمی کند بر گدایان نثار

بر آرد ز خاکِ سیه زرِ پاک | به بخشندگی باز ریزد بخاک

گهِ معدلت سوی درویش و شاه | بیک چشم بیند چو خورشید و ماه

بگاهِ عطا زان کفِ بحر جوش | زرِ صامت از ریختن در خروش

عجب صامتے بین که فریاد کرد | عجب تر که فریاد از داد کرد

چنان باد بر سیم و زر جورِ شاه | که فریادِ عدلی بر آید ز ماه

در خطابِ زمین بوسِ آن پادشاه که در لوحِ محفوظ جهاندارِ بیدارش خوانده اند و از قلمِ تقدیر امیرِ سرمدش نوشته خلد الله ملکه و خلد علاه

جهان خسروا تا برسمِ کیان ق نشستی بر اورنگِ فرخ بیان

چنان عالم آرائے گشتی زداد | کہ شد ملک را عہدِ شاہاں زیاد
نماند از ہمہ عرصۂ خاک وآب | بعہدِ تو جز جانِ دشمن خراب
ہمہ وقت پاسِ جہاں کارِ تست | ترا پاسباں بختِ بیدارِ تست
بر آں کس کہ گینیتِ دید شاخ وبرگ | گرامروز ریش ست فرداش مرگ
۵ دگر رحمت آری بمسکین دریش | دہی روزیِ یارش امسال بیش
زمین آسمانت بخواندے زشرم | ولی آفتابت شد آواز گرم
چو نوبت زنت گشت نوبت نواز | زغلغل در آسماں کرد باز
جنابِ تو از بختِ فیروزمند | بہ چو اندیشۂ بختِ یاراں بلند
سری کو بد اندیشیت پیشہ کرد | سرِ خویش در کارِ اندیشہ کرد
۱۰ مخالف کہ از فتنہ جنبد تنش | سرش در امِ شاہست بر گردنش
اگر فرصتے یافت خصمت ببیں | وَ اُملِی لَھُم اِنَّ کَیدِی مَتِین
زخاکِ درت دہمہ روم وروم | شہاں کردہ گلگونہ ہمچوں عروس
رسد خاکِ پایت ابجین وختن | خرندہ بجو سنجدش نےثمن
دو ال از دو دیدہ پسندیدگاں | بخاکِ درت چوں تہی دیدگاں
۱۵ ہمہ خسرواں در ایوانِ تو | خلہ در دل از چوبِ دربانِ تو
درت بار دادہ بہ برنا و پیر | ندائِ مکارم زبانگِ صریر

---

۲ - نسخ ۱: نماند از ہمہ عرصہ - ۱۱ - نسخ ۲: اگر مہلتے یافت

چو بیند به مهر آسمانِ بلند — کند سنگ را گوهرِ ارجمند

تو کت ز آسمان همت افزون بود — نگه کن که تا مهرِ تو چون بود

چو گنجورِ تو گنج در خشم کند — بعمد از در قفل را گم کند

ز جودت گزد گم شد امیدوار — هم امید معزول و هم انتظار

٥ بود زهره بر یادِ بزمِ تو شاد — چو مطرب که مهمانی آرد بیاد

بجامِ جسم آراسته مشتِ تو — نگینِ سلیمان در انگشتِ تو

صدف کو بدریا درون در کند — ز بارانِ دستت شکم پر کند

بدورِ تو در دورِ عالم تمام — همه بادهٔ کامرانی بکام

ازان باده کآفاق را کرد مست — سیاست شده فرض بر هر که هست

١٠ چو از خسروان در پذیری سپاس — ز خسرو همین نکته را دار پاس

زهی کز نوازش گریهای شاه — بدانش بود از عطارد کلاه

بسر بر کلاهِ جبینی ز اخترم — بکس چون فرود آید اختر سرم

زرِ من چو خورشید زان تافته است — که از بذلِ شه چاشنی یافته است

برانم کزین نقدِ کامل عیار — بگیتی زنم سکهٔ نامدار

١٥ نمودارِ گنجینهای کهن — کنم روشن از کیمیای سخن

چو اقبالِ تو می دهد یاریم — تماشا کن اکنون هنرکاریم

س ٢: به کامرانی بجام — ١٣ — ق ٢: به ایمنی یافته است

امیدست کز بخشش کردگار | نمانم درین داوری شرمسار
خیالی بردن آرم از شانِ خویش | که نبود نظیرش بدورانِ خویش
چو کامل شود پیکر این حریر | ز پیکر نگار از کرم در پذیر
چو رونق نهی در متاعِ کسان | کسادِ مرا نیز رونق رسان
۵ همیشه به نیکی و نیک اختری | بمان بر سرِ تختِ اسکندری
ز بازوی تو شد ملک استوار | کمربندِ تو چون سکندر هزار
خضروار عمرِ فراوانت باد | می اندر قدح آبِ حیوانت باد
بیا ساقی آن چشمهٔ زندگی | که یابد از و عمر پایندگی
مرا ده که من خضرِ پنهانیم | ثنا گوی اسکندر ثانیم
۱۰ بیا مطرب آن نغمهٔ زن دُر سرود | کز و آبِ حیوان در آید برود
بر آور بدان گونه بانگِ رباب | که اسکندرِ خفته خیزد ز خواب

گفتار در مرتبه که هیچ حیوانِ سرنگون سار جز مردمِ سرفراز بلند آثار بکنگر سینِ سخن نرسد و سبب گردِ کردن گوهری
۱۵ چند که از سلک نظامی یتیم مانده بود و لختی از گلهای طیبِ خویش که از حال نهی تا محل نهی و هنیه مانده است

۴- ق ۲- متاعِ مرا-

بروی آب آوردن و گردن مجالاتِ این قصه را که بیشتری
ضبطِ عشق و تاریخ نست بعقلِ عقلی معقولِ لامکان کردن

زهی سکۂ کیمیائے سخن — کہ یک جو درو نیست جای سخن

۵ گرامی کنِ گوهرِ آدمی — گرامی ترِ جوهرِ آدمی

بهر خانه زو صلح و جنگے دگر — بهر دل شتابِ دو رنگے دگر

بهارِ بصد نیکوئی خاسته — عروسی بصد زیور آراسته

رقم سنجِ وحیِ فرستادگاں — شرف نامۂ آدمی زادگاں

سخن گر نه جانست بنگر بهوش — چرا مردمِ مرده ماند خموش

۱۰ اگر عمرِ جاوید جوانی همو نست — دگر چشمۂ زندگانی همو نست

بدو آشکارا نهانِ جهاں — بگوشش آشکارا ز دیده نهاں

ز چندیں دهاں نکته بیروں فشاند — هنوزش چو دیدیم ناگفته ماند

ازیں نقد گو صرفِ حالی نگشت — جهاں پر شد و کیسه خالی نگشت

بچندیں صدف دُرّ خورشید تاب — ز دریائے او چیست یکقطره آب

۱۵ کجا ره برد کس ببازارِ او — که روشن کند قیمتِ کارِ او

خزینه چو گنجورِ جاں را سپرد — کلیدِ خزینه زباں را سپرد

نگشتی گر او در خزینه مرزباں — دهاں بستگاں را که دادی زباں

زباں گرچناں گنج دارد گہر | شب و روز با او و زو بے خبر
نگارے چنیں در وفاے ہمہ | وزو بے خبر ماند راے ہمہ
چہ بدعہدیِ مردمِ ناسپاس | کہ ملکِ چنیں را نہ حق شناس
اگر دانی اندازۂ کارِ خویش | نگوئی مگر شکرِ گفتارِ خویش
۵ عنایت نگر ز آستانِ الست | کہ گشت ایں ولایت مرا زیرِ دست
کرم بین و فضلِ الٰہی مرا | کہ داد اندریں ملکِ شاہی مرا
چو پایم بریں باغِ رضواں رسید | درش را بہ من داد رضواں کلید
کشادم درِ باغِ آراستہ | شدم باغ را سروِ نوخاستہ
بہر میوہ و گل کہ چیدم دراں | بخیلی نکردم چو تنہا خوراں
۱۰ کہ مستاں چو جامِ مصفا خورند | مروت نباشد کہ تنہا خورند
ربودم ز گلگشتِ ایں بوستاں | بسے سیب و نار از پئے دوستاں
بساطی فگندم بصحراے او | کہ پا کوفت عقل از تماشاے او
منہ تہمتِ خوابِ نیک و بدم | کہ اجراے خود دستِ بختِ خودم
اباکسم خوش نیاید بہ کام | کہ یا نیم پختہ است یا جملہ خام
۱۵ وگر پختہ شد نافراہم ترست | کہ یا شور یا چاشنی کمترست
بغربالِ فکر آنچہ من بیختم | بہ اندازِ دردے نمک ریختم

---

۶ - ق: کہ داد اندریں ملکِ شاہی مرا - ایضاً: سل پایہ

کسے کیں نمک خورد بر خوانِ من — فراموش نہ گشتش نمکدانِ من

بخوانِ کساں سرکہ کز کس بود — ترشروئیِ میزباں بس بود

مرا زیرپائی بدیں نیکوئی — چرا سرکہ ریزم بہ تند ابروئی

بزرگاں کہ در گردِ خوانِ من اند — بہ نزلِ ابد میہمانِ من اند

۵ خورش اندک و میہماں بیشمار — ہمہ خوردہ وا ہمچناں برقرار

برآں کس مباد ایں حلاوت حلال — کہ خاشاک پوشد بر آبِ زلال

کسے کو کند سوئے انصاف پشت — بمشت آورد کامِ خود را درشت

سگے کو بمردار جاں پرورد — ہم از استخواں پرورد

نہ ہرگوہر زند لافِ گوہرکشی — کند پیشِ گوہرکشاں سرکشی

۱۰ بہ نزدیکِ دانا ندارد فروغ — بہر کوئے بر زن فغانِ دروغ

بچشمِ کساں کز بصر یافت نور — پدیدست مقدورِ ہر کس ز دور

شبے گرچہ گربہ بہ بفتاد بام — بعیاریش بر نیارند نام

دگر موش نقب افگند صد حصار — ہم از نام مردے نیاید شمار

دغاباز را پاکباز افسرست — کہ سر بر دگر دست بر دیگرست

۱۵ مرا زیں خزینہ کہ دارم بدہر — دروغ آفرینی ست از خلق بہر

چو زاں نقد ہر کیسۂ فن تہی ست — حسد بردنِ دشمناں زابلہی ست

تو اے حاسد ایمن شو از سوختن — کزیں ان نشاید کلہ دوختن

دلم گر دو صد گنج دارد شگفت | بخشک آفرینش نتوان فریفت

نه زیباست نزدیکِ کار آگهان | بتحسین شدن شاد چون ابلهان

دمی خوردن از درد تکبت شدن | ز بادی چو مشکِ تهی پُر شدن

چو بینش دگر نیست در مغز و پوست | ق | ز نفرینِ بدخواه و تحسینِ دوست

۵ ندانم چرا مردم سنگ دل | ازین شاد گردد وزان تنگدل

ولیک آبگینه بود طبع تیز | کز آسیبِ سنگی شود ریز ریز

چو بر خوشهٔ پخته بارد تگرگ | پراگنده گرداندش بار و برگ

هر آن طعنه کز کم عیاران بود | به پیرامنِ مایه داران بود

توانگر ز رهزن بود سهمناک | تهی کیسه را از گره بر چه باک

۱۰ هُنرمند بر بی‌هنر کم زند | هنرمند را زخم محکم زند

نگیرد کسی خورده بر ناتمام | که از آتش ایمن بود عودِ خام

مرا چند ازین هرزه پیراستن | بدریوزهٔ محفل آراستن

شدن گرد هر کوی هنگامه جوی | چو هنگامه گیران بیهوده گوی

مشعبد که خود را نداند عزیز | صد افسانه گوید به نیمی پشیز

۱۵ سخن گرچه شکّر فروشِ منست | اجل چاشنی گیرِ نوشِ منست

دهن گرچه جان را گرامی نمود | چو خود را گرامی ندارم چه سود

---

۱۶ - سہس۲ دلم گرچہ -

سخن را ابر رگفتن از خوی تنگ | بود نرخ یاقوت کردن بسنگ
دهان را ابخاکِ ن انباشتن | به از گفتن و بس طمع داشتن
متاعِ سخن گوہرِ بے بہاست | چو پیشِ خسانش برم کہربا ست
چه ریزم گہر در کنارِ کسے | که قیمت کند گوہرے را خسے
۵ خرِ ناتواں گر بود مُرد نش | نه بندند تعویذ در گردنش
چه گویم که دانا بعالم نماند | کریم ار چه ناداں بود ہم نماند
تہی مایگانِ کشادہ جبیں | به از تنگ چشمانِ باریک بیں
گر امیدِ بخشش ندارم ز کس | مرا بخشش از طبعِ بخشندہ بس
ترا گر خزینه ز پیش و پس است | خزینه مرا سینۂ من بس است
۱۰ ہنرمند باشد ترا ز و ے مرد | چه سنجد ترازوے رُخ خاکِ زرد
چه داند کسے تا نکو بد درم | که تا چند دریاست در گوہرم
مخالف که ناید ببازارِ من | چه روشن کند قیمتِ کارِ من
کنند ابلہاں نسبتم را حسیب | بمشتِ دغل سنج ابله فریب
کسے کز حلاوت ندارد خبر | ہلیله نهد نامِ خرمائے تر
۱۵ برون حنظل از سیب رنگین تر است | درون ہر که این زہر آن شکر است
نے و نیشکر ہر دو دارند بند | ولی ہیزم است این و آن شاخِ قند

۳- ق ۲: چو پیشِ خسانش بری کہربا ست - ۱۰- م د ق و س ۱: ہنر سنج باشد - ۱۲

مرا چون منی داند آئین دهر | چو در بینی آن خود نباشد بدهر
و گر باشد از ملکِ عالم کسے | تهی کیسه‌تر باشد از من بسے
هنرمند کش برگ نه بود فراخ | چه میوه دهد دیگری را ز شاخ
بشهر این مثل شهرهٔ عالم است | که هر کس هنر بیشه در زی کم است
۵ مرا صد فغان زین هنرهای خام | که نزدِ خرد هست عیبِ تمام
همه روز عمرم بخفتن گذشت | شبِ من در افسانه گفتن گذشت
نه دل گشت بیدار ازین خوابِ دیر | نه زین هرزه گوئی زبان گشت سیر
چو در عالمِ دل مرا بار نیست | که خفاش را با ضیا کار نیست
زبانی کزو در خوی خون زیم | نباشد گران نیز بس چون زیم
۱۰ چو زان می نیارم که جان خوش کنم | بدین سر که باری دهان خوش کنم
اگر دولتِ آن جهانم نه بود | ز من این جهان را که آرد ربود
چو نو کرده ام سکهٔ پیش را | چرا کم زنم سکهٔ خویش را
من و کنجِ تنهائی و گنجِ راز | دل از حرص و عقل از طمع بی‌نیاز
برآراسته توشهٔ جان و تن | ز دریوزهٔ همتِ خویشتن
۱۵ ز خاشاک و خس رفته صحنِ سرای | کشیده بدامانِ اندیشه پای
بدستوریِ طبعِ دریانشان | دُر افشانم از کلکِ دریافشان
ازان می که جان را نهانی دهم | بروحانیان دستگانی دهم

شرابی رسانم دلِ ریش را — که از مردن ایمن کنم خویش را

خضر زان رحیقی که خود نوش کرد — حریفانِ خود را فراموش کرد

چو در چشمهٔ زندگی در گشاد — به اسکندرِ تشنه آبی نداد

کنون بین که از آبِ حیوانِ خویش — منش زنده کردم بدورانِ خویش

۵ چو در باز کردم نخست از قلم — ز مطلع به انوار دادم علم

وزان انگبین شربت آمیختم — بشیرین و خسرو فرو ریختم

وزانجا فرس پیشتر تاختم — بمجنون و لیلی سر افراختم

کنون بر سرِ پرهنر پروری — کنم جلوهٔ ملکِ اسکندری

ز دانا هر آن دُر که ناسفته ماند — فشانم بنوعی که دامن فشاند

۱۰ هنرپرورِ گنجه گویای پیش — که گنجِ هنر داشت ز اندازه بیش

نظر چون برین جامِ صهبا گماشت — ستد صافی و دُرد بر ما گذاشت

من ارچه بدان می گران سر شوم — کجا با حریفان برابر شوم

خیالی که در شرحِ این داستان — رقم داشت از سکهٔ راستان

چه گویا خردمندِ آفاق بود — نخواند آن ورق کز خرد طاق بود

۱۵ چو این مهره در عقدِ بازو نهاد — بسنجید و پس در ترازو نهاد

همه پیکری جلوه کرد از سریر — که هر جا که باشد بود دلپذیر

---

۵ - ق ا: چو در بار گشتم نخست از قلم - ۱۲

زرازی برافگند سرپوش را | که ناگفته باور شود گوش را
سخن کز خرد بر نیارد علم | نکش در قلم بلکه درکش قلم
چو خواهی که گم گردد انگشت‌پیچ | باندیشه گو و میندیش هیچ
طراز هنر قصهٔ حسام را | نبشتن بمشک ست دشنام را
۵ سیاهان که گلگونه بر رو کنند | بخندیدن مردمان خو کنند
مرا کین هوس در دل افگند جوش | دلم چون گزارد که مانم خموش
چو کردم بسنجیدن اندیشه چست | چه ناباور افسانه و چه درست
چو گوهر همه سفت گوهر پذیر | من از مهره سفتن ندانم گزیر
ترا هرچه در وی نماید محال | گنه بر کسی نه که بست این خیال
۱۰ درین نکته برمن شمارد حکیم | محالات شعرست رسم قدیم
در آیین تاریخهای کهن | فراوان بود بیش و کم در سخن
سکندر که فرخ جهان شاه بود ق | بفرخندگی خاص درگاه بود
گروهی زند از ولایت درش | گروهی نبشتند پیغمبرش
بتحقیق چون کرده شد بازجست | درستی شدش بر ولایت درست
۱۵ شگفتی که دانا برو باز بست | گر اعجاز نبود کرامات هست
گر افتد به پیغمبران داوری | زند سکه ز اعجاز پیغمبری
وگر قصه با اولیا سر زند | ز کشف و کرامات سر بر زند

چو این سکه در دین درست ست راست | عنان زن استواری کشیدن خطاست
رهی کایزدی گشت بازار او | شگفتی نه باشد نمودار او
کسی کآید از بهر کاری پدید | بر آن قفل ناچار باید کلید
جهان دشنه کایزدش یار گشت | بعالم کشائی پدیدار گشت
۵ همه زیر شس آن توسنی گشته رام | که آسان تواند رسیدن بکام
به تشنگی رهش را خضر پاس داشت | بتری گرایش بالیاس داشت
دگر لشکرش ماند بی طعم و نوش | بیک خوشه شد کارسازش سروش
ورا حبس ظلمت ز دامیش داد | یکی با د با نی رهائیش داد
ورش چاره مشکل افتاد پیش | حلش کرد ارسطوی فرزانه کیش
۱۰ و گر شد بدریا روان رهگرای | وکیل محیط آمدش رهنمای
و گر عقده زاختران گشت سخت | گشاد از فلاطون فرخنده بخت
و گر حاجت آمد بدیو و پری | بلیناس نو کردش افسونگری
سران زمین در ته دامنش | سروشان بالا به پیرامنش
حکیمان دانا و پیغمبران | خردمندی خود زیادت بران
۱۵ کسی را که چندین خدا داد دست | عجب چون بود گر کند هر چه هست

---

۱ - س ن: عنان تافتن ز استواری خطاست - ۱۰ - م و س ل: بدریا دردن ۱۲
۱۵ - ق ل: چندین سبب داد دست ۱۲

اگر ماند عمری چو ماهی در آب | بود یا ور ره روانِ صواب
وگر یک زمان شد زماهی بماه | کرامت چو صدق ست صحبت مخواه

حکایت مردی که نزدیک غوطهٔ دمشق بحوض فرو رفت ۵ و مدت ده سال گشت و حمل زاد و اولاد کرد و روزی در آبی غوطه زد و سر در غوطه گاه اوّل بر آورد

شنیدم که رندی کژ اندیشه | همی زد بپای خرد تیشه
ازانجا که در دل کجی پیشه داشت | بمعراجِ پیغمبر اندیشه داشت
کزان ره که فکرت سر اندر گذشت | دمی چون توان رفتن و باز گشت
۱۰ درین وهمِ ناپختگان صبح و شام | جگر پخته کردی ببود اسے خام
مگر چاشت گاہے زپیمای دشت | تماشا کناں سوے آبی گذشت
به تن شوی جامه زتن دور کرد | شبِ تیره در چشمه نور کرد
چو در آب زد غوطه آمد برون | زنے دید خود را الشهری درون
یکی آمد و کار پرداختش | بکد بانوی جفت خود ساختش
۱۵ بر آں گونه در عقدِ فرخ جمال | شدش هفت فرزند در هفت سال
یکی روز هم بر قرارِ نخست | همی بر لبِ جوے اندام شست
چو باز از تهِ آب سر بر گرفت | تماشا بهر جانبے در گرفت

چو بیند همان اوّلین غسل گاه | که آن راه گم کرده گم کرد راه

سلاح و سلب همچنان برکنار | زمانها همه جا شتنگه برقرار

خجل گشت از اندیشهٔ خام خویش | ز سر ساخت برگِ سرانجام خویش

بشرع اندر آویخت زین پای لغز | برون کرد ماخولیا را ز مغز

۵ بمردی گرفت اخترش روشنی | ولیکن پس از چند عذرِ زنی

خرد نیست آن بل جنونست و صرع | که اندیشه را باز دارد ز شرع

بملکی که کونین حیران بود | خرد را چه یارای طیران بود

خرد گر یکی جرعه گردد زبون | ز دریای معنی کی آید برون

سرم خاکِ مستانِ فرخنده پی | که شویند نقشِ خرد را بمی

۱۰ فرو شستم چو من مست باشم خراب | جهانِ خرد را بانجامِ شراب

خرد را مکش تا بجای عنان | که گردد زبانت دلت را سنان

چه کار آید آن عقلِ حیلت سگال | که این صد خلل یابد از یک خیال

اگر می گنه باشد از روی کار | گنه را بیامرزد آمرزگار

ولیکن مبین صنعتِ عقلِ شوم | کت از زهرِ دوزخ کند نحلِ موم

۱۵ چو فتنه است فرهنگ و فرزانگی | خوشا وقت مستی و دیوانگی

هر آبی کز اندازه بیرون خوری | نیاری که یک شربه افزون خوری

دگر شربتِ زندگانی بود | هم از خوردنِ پُر گرانی بود

بجز می که بر بوی بیهوشیش — نه سیر چندان که می نوشیش
زمستی همه می پرستی بود — چه حاجت بود می چو مستی بود
کجا یابم آن بادهٔ عقل سوز — که بی باده شب اندام زردوز
مگر بخشدم ساقیِ شوق جام — کزان چاشنی بهره یابم بکام
۵ بیا ساقی اندر قدح پی بپی — به عاشق نوازی فرو ریز می
میی کو به عشق آشنائی دهد — ز تشویشِ خویشم رهائی دهد
بیا مطرب آن پردهای حکیم — کزو گشت پوشیده عقلِ سلیم
نوازش چنان کن که جانِ نژند — شود رسته زین عقلِ ناسودمند

هذا ما التمس من بنیان المواعظ لابی رکن الدین
۱۰ الحاجی بلّغه الله مناسک الحقیقة واطال عمره

سخن بشنو ای گوهرِ کانِ من — مشو غافل از گوهر افشانِ من
متاعی که از رونقِ کارِ راد — همه وقت تیزست بازارِاد
بچشمِ شناسنده هر گوهری — فزون ارزد از عبرهٔ کشوری
۱۵ ترا رایگان میدهد روزگار — چنین ضایعش چون گذاری بکار
نشاید که مانند سنگ و گیا — گدا مانی و خانه پر کیمیا
ز بس ابلهی هندوانِ کلال — بدست آب نوشنده با صد سفال

مگس بہرِ آں دست مالد بدرد — کہ نارد ز صد کاسہ یک لقمہ خورد

از اں مار بر خویش پیچد برنج — کہ روزیش خاک ست بالای گنج

ولیکن ہنوزش نظر تیز نیست — چراغِ بصر بینش انگیز نیست

خطے کش بزرگاں ندانند باز — چہ دانند طفلانِ پوشیدہ راز

۵ دلی کش بلوزینہ بتواں نواخت — نشاطِ مفرّح چہ داند شناخت

تو نشناسی ایں چاشنی را بکام — کز انجیرِ پختہ رہد مرغِ خام

بہ بازیگری کودکاں را براہ — نئے زر دہ بہتر ز عودِ سیاہ

ترا کز پئے شیر باید گریست — کجا دانی ایں آبِ حیواں کہ چیست

چو بالا رسانی بہ بالاے من — بود در خورِ تست نرخِ کالاے من

۱۰ ز میراثِ من ہرچہ ماند بہ پس — بہیں یادگارت ہمیں ست و بس

بدیں نو رجانت گوائی دہد — گرت شمعِ دل روشنائی دہد

ورت غافل افتد دل از کارِ او — جہانی پرست از خریدارِ او

گر از عشقِ گل زاغ را شور نیست — گل ست آخر ایں فاختہ کور نیست

تمناے ہر کس بچیزی درست — کہ ہر مرغ را میوہ در خورست

۱۵ ہمہ آدمی نے بیک فن بود — کہ ایں باغباں واں تبر زن بود

ز یک نخل شد خار و خرما پدید — کہ ہم قفل از آہن بود ہم کلید

ورق کاہلِ معنی سیاہش کند — کلہ دوز توی کلاہش کند

من این ماجرا را که بستم طراز — ز بهرت برون دادم از پرده راز

گر از چشم بینش نگاهش کنی — بیرزد که حرز کلاهش کنی

وگر بینشت را درو نور نیست — دکان کله دوز هم دور نیست

ولیکن یقین دانم از رای خویش — که هر زاد ماند بآبای خویش

۵ گر از خوان من نبودت توشهٔ — جوی باشد آخر ز هر خوشهٔ

چو یک جو بیک سال گردد منی — پس از روزگاری شود خرمنی

کنون دارم امید کین تخم پاک — بسی خوشه تر بر آرد ز خاک

اگر خواهد ایزد ز نقد بهی — جهان پر کنی و نگردی تهی

منت کین رقم بر نگین میکنم — به پندار آن روزت این میکنم

۱۰ که چون گردی از عقل داننده شاد — بدین یادگار از من آری بیاد

درین داستان رهنمونی نخست — همان شد که دین را کنی باز جست

کنون کز چهارت فزون نیست سال — چو سیارهٔ خود نداری وبال

چو در چارده بدر گردی تمام — ز نقصان کامل نگهدار گام

خدای که او مکه و شام کرد — ق — ترا حاجی از بهر آن نام کرد

۱۵ که هر صبح و شامی کنی بی گزاف — به پیرامن کعبهٔ دل طواف

حرم نشکنی در مقام وفا — گران سنگ باشی چو کوه صفا

چو تو پویه با نفس ابله زنی — نه حاجی که اعرابی رهزنی

مرو گردِ ہر در کہ نانت دہند — درِ کعبہ زن تا امانت دہند

رہی رو کہ تا آنسو روائی دہند — وزاں عالمت روشنائی دہند

نخواہی کہ افتی برنجِ دراز — مکن تکیہ جز بر ستونِ نماز

قدم کوش تا در رہائی زنی — دم از سکّۂ پارسائی زنی

۵ بجہدِ صفا صیقلِ سینہ کن — دلِ آہنینِ خود آئینہ کن

ورت دل سیہ ماند و روت صاف — چو آئینہ از خود نمائی ملاف

برو مہرہ برچیں ز تسبیحِ خام — کزیں دانہ ناید فرشتہ بدام

نخواہی دل ار رفتہ در کشمکش — لگام از سرِ نفسِ سرکش مکش

بدیں توسنِ مرکبِ ہولناک — عنانش مدہ تا نیفتی بخاک

۱۰ ہر آں دل کہ با نفس یاری کند — فرشتہ است کو سگ سواری کند

بروزِ جوانی چو پیراں گراے — بہ پیریت خم د تن نہ جنبد زجاے

رہی رو کہ در نیکنامی کشد — خیالِ میزگاں بخامی کشد

مریز از خود آں قطرۂ سیل بار — کہ شد غرق دروی چو تو صد ہزار

مپندار کاں چند قطرہ نم است — کہ ہر قطرہ گردابِ رنج و غم است

۱۵ نخواہی کہ پیش آید اندیشۂ — باندیشہ رو پیشِ ہر بیشۂ

---

۶ - تن ا - ورت دل تیہ ماند ور دگشت صاف - ۸ - نخواہی تن ار رفتہ - ۱۰ - م ا - ہر آں کس - ۱۲

۱۱ - م ق س ا - بزدر - ۱۲ ۱۴ - گرداب صد عالم است - ۱۲

۱۷ - س ا - شود عاقبت - ۱۲

بهر کاری از راستی کن شمار | که هم رسته گردی بهم رستگار
بود گرچه مردم بسی کژخرام | هم آخر شود راستان را غلام
اگر چند باشد کمان سخت گیر | تواضع کند عاقبت پیش تیر
هم از راستان باشد این داستان | که کس کژ نرفت است با راستان
٥ چو پیچی به فتراک نیک اختری | به نیک اختری کش چو پیکان بری
بهر فن که فرمایش آری بجای | جهت را نگهدار سوی خدای
وگر کاری از دین فراتر بود | مکن گرچه شمشیر بر سر بود
دران خانه کز دین جدائی ده است | ز سر سبزیت سبز پائی به است
بهر چه آزمائی دم چند را | خدا را نگر نی خداوند را
١٠ چو پوئی بدنبال لشکرکشان | مباش اشتلم گیر چون سرکشان
بجای مران توسن خانه را | که ویران کند کشت بیگانه را
نبرد از پی نام و غارت مکن | وگر چیره گردی جسارت مکن
گرت بهره سهلست و گر بیقیاس | فراموشکاری مکن در سپاس
ز هر توشه کاید ز روزی رسان | مرادی به بی توشه برسان
١٥ گره ساز کردن ز دل باز کن | ولی زابرو اوّل گره باز کن
مزن در کمانهای ابرو گره | کز ینسان کمانی نیرزد به زه

٢ - نسخ. شود عاقبت ١٢-

دهش کان ز ابروی پرچین دهد   بود زهر اگر شهد شیرین بود

که دندان زند در ترش‌روی تند   کزو باز گردد بدندان کند

برو تازگی گر ستانی نفس   اگر هیچ ندهی همان روی بس

نخیلی که باشد خوش و تازه روی   بسی به ز بخشنده تلخ روی

۵ دگر با تلطّف تمنّا دهی   دو نعمت بود کان دو یکجا دهی

به نعمت کسان را سرافکنده کن   بدین خواجگی خلق را بنده کن

چو شیر از خورش کامرانی کند   دد و دام را میهمانی کند

چو گربه نشاید شدن تنگ‌خوی   که چون لقمه یابد شود گوشه‌جوی

به بیگانه بخش آنچه داری بدست   که بخشند بر فرزند و زن هر که هست

۱۰ نشاید جوانمرد خواندن خروس   که باشد جوانمردیش با عروس

بود لابد آن خوب در بند خویش   که مهرش بود سوی فرزند خویش

بخویشان دل مردم افزون کشد   که خون عاقبت جانب خون کشد

چو گردد دمی درمی ریخته   جدا کی شود چون شد آمیخته

به ارزان روش یار دانی کنی   کز آوازش شادمانی کنی

۱۵ دهل‌وار تا افغان بیهوده چند   میان خالی و بانگ نامم بلند

چو آب از لب دیگ جوشد برون   بخاکستر اندر فتد سرنگون

نخواهی که زیر افتی از جای خویش   از اندازه بیرون منه پای خویش

بیک کام چون نرد بانی جهی — سلامت بود گر جهانی جهی
تن آدمی را به نیروی ذات — قدم باید آنگه قدم را ثبات
کسی کاستواری نه کارش بود — همه کار نااستوارش بود
درخت از پی آن شود دیرپای — که پای سکونش نجنبد ز جای
۵ گران سنگ باید چو پولاد گشت — خس ست آنکه بازیچهٔ باد گشت
هر آن باد کو سخت تر در شکوه — به نرمی زند بوسه بر پای کوه
گه خشم در بردباری شتاب — چو آتش نگیرد چه حاجت به آب
چو با لغز پا داشت دارد گلت — مرنجان دلی تا نرنجد دلت
بهر کاری انجام را بین نخست — پس آنگه کمر کن در آغاز چست
۱۰ نیندیشی اول چو در پیشها — سرانجام پیش آید اندیشها
بیاندیش و به کن که بهتر بوی — نیندیشی و بد کنی بد بوی
کند هر کسی پیشهٔ خویشتن — بمقدار اندیشهٔ خویشتن
بکوشش متاعی بچنگ آورد — که هر لحظه بیش آب و رنگ آورد
کسی را نقد دغل رای نیست — سفالینه را در گره جای نیست
۱۵ دو دانگ خود از پیشه نه جیب — که آن را هنر نام باشد نه عیب
جوی بهره کردن ز کسب حلال — به از گنج بردن به غصب و وبال
حلال آن کسی را دهد بر که وی — بکشت هنر آب ریزد ز خوی

هنر کو مثل هست در نار دود | هنرمند را سر نیارد فرود

گدائی که هست از هنر بهره ور | به از بادشا زادهٔ بی هنر

ترا آن هنر جست باید بذات | که بخشی پس از مرگ آبِ حیات

بران دل نه ای مشعلِ جانِ من | که شمعی در آری در ایوانِ من

۵ برآن گونه شو گوهرِ تابناک | که روشن کنی منزلِ من بخاک

ولیک آنکه آن نور بخشد فراغ | کزین سلکِ گوهر فروزی چراغ

نظاره کن این سلکِ گوهر ز دور | نه سلکِ گهر بلکه دریای نور

چنین دُر که از بالغان بُرد هوش | بطفلی ترا در کشیدم بگوش

چو بالغ شوی در هنرهای من | شناسی بهای گهرهای من

۱۰ به از پندِ من دُرِّ شهوار نیست | ولی دُر درشت ست هموار نیست

مکن رو ترش گرچه تلخست پند | که تلخی بود طفل را سودمند

ز خوابِ جوانی چو گردی خراب | بدین گوشمال اندر آئی ز خواب

چو طفلان عنان ز گوشمالی مدار | ز پندِ پدر گوش خالی مدار

مران بر ورقهای دیگر قلم | همین بس که از من برآری علم

۱۵ گیاهی که روید بصحرا و کوه | بفرزندی ابر دارد شکوه

چو خواهی بشادی و تیمارها ق | صلاحِ خود اندر همه کارها

منه زین وصیت برون هیچگام | وصیت همین ست و بس والسّلام

بیا ساقیا در ده آن خون خام — که شد قرة العین مستانش نام
چنان گوش من پر کن از بانگ نوش — که بیرون دود پند دانا ز گوش
بیا مطرب آن سبزهٔ طفل وش — چو طفلان برگیر و بنواز خوش
نوای که تعلیم کرد از نخست — بزن چوب تا باز گوید درست

گفتار در وصف آفتاب دولت که چون پرتو گرم کند سنگ سیاه را یاقوت سبز و لعل آتشین گرداند و اگر روی تابد دود از گوهر شب چراغ برآرد صبحه الله لمقتبسین من نوره الی صبح الساعة

کلیدی ده ای دولت کارساز — که سوی تو توان دری کرد باز
بباغ تو منزل گهی ساختن — می آوردن و مجلس آراستن
گلی چیدن از روی هر شیوهٔ — چشیدن ز هر شاخ تر میوهٔ
خوش آن میوه کز شاخسارت بود — گرامی گلی کز بهارت بود
چو در خانه برفروزی چراغ — کنی یکدمش گرچه زندانست باغ
دراز کوی کس باز تا بی لگام — رسانی دم صبح گاهش بشام
به پیشانی مردم از تست نور — که از نور تو چشم بد باد دور

۱۳- نس ۱. شاخسارے ۱۲ ۱۳- نس ۲- بهارے بود ۱۲

مرا گر نیاری ز یک جرعه یاد — کسی را که ساغر دهی نوش باد

بیاموز درمن رهِ ردے تو — که تا چون توان آمدن سوے تو

مرا زین هوس بر لب آمد نفس — که سوی تو پیچم عنانِ هوس

ولی چون تو نگشائی از قفل بند — چه سود از هوس هاے ناسودمند

۵ به بخشش توان با تو کردن نشست — بکوشش کسی را نیاید بدست

چو کوشش کند مدبر از بهرِ گنج — زیاده کند بر تنِ خویش رنج

خری کو سوی آسیا راه جست — همانجا ز جان بایدش دست شست

ولی جهدِ ما نیز هست از شمار — که بیکار کاهل نیاید بکار

چو کوشنده را بخت باشد فزول — بهنجارِ آن گردش رهنمون

۱۰ کسی کو ز دولت کشاید قناع — بدلّالِ بخت باشد متاع

ستم کش نه شد مقبل و شادکام — که نتوان ستد بختِ دولت بوام

نه هر پای درخوردِ گاهی بود — نه هر سر سزاے کلاهی بود

سزاے بزرگی نه شد هر یکے — بجز مردم اما نه هر مردکے

همه جانور سرنگون شد لباز — بجز آدمی کو بود سرفراز

۱۵ سر از گوهرِ خود شود تاج ور — که طاؤس را تاج روید ز سر

اگر مار را مهره تاجِ سرست — ولی مهرهٔ آدمی گوهرست

۱- س۱- نشد هر کیے - ایضاً - س۲ - نه هر مردے

اگر گوهرت نیست سر گو مباش　　چو گوهر بود تاج زر گو مباش

چو آزاده را خوش بود روزگار　　به آزادیش گردد آموزگار

ز آزاده کس زحمت دشمن نخورد　　که کس خارے از سرو و سوسن نخورد

چو مکرم سر اندر کلاه آورد　　فرومایه را در پناه آورد

۵ چو مستی دهد طفل را دور باش　　کند همنشینان خود را خراش

هر آں شعله کز آتش تیز رست　　به پیرامن خویش گیرد نخست

کسی کو بجنت کژ اندیش تر　　بدولت کژ اندیشیش بیشتر

شتر ارچه مست ست دلکش تر ست　　سرود خوش و رقص ازاں خوشتر ست

ولی کش بخوں رهنمونے بود　　تو خوں کن بقهرش که خونے بود

۱۰ چو با بادشا جور لازم شود　　گرش تخت عود ست هیزم شود

حلال ست فرماں و از اخراج　　چو در غصب کوشد حرام ست باج

شباں به که از شیر شوید زباں　　چو خوں خورد قصاب شد نی شباں

چو در سیم و زر رنج دلها بسی ست　　کسی کیں ندارد چه خوشدل کسی ست

دلا کار دولت نه امکان تست　　بجنت در آویز کیں زان تست

۱۵ به زاغ و زغن شو فریب آزمای　　که در دام کس در نیاید همای

بنزد همه دولت آں ست و بس　　که بر مال هستی بود دسترس

---

۵ - ق و س دوم: سفله - ۱۳ - ق۲: چه فارغ کسے ست - ۱۴

کسی کش بدین مایه آسوده دل | غمین ماند امروز فردا خجل
بود گرچه غم بیش چون زر کمست | اگر زر بود بیشتر زان غمست
کمان گرچه به شد چو بی آب گشت | وگر یافت آبی خود از تاب گشت
مرا دولت نیستی شد پسند | که این جاه و آن جا بوم بی گزند
۵ چه کار آید آن هستی بی صفا | که بیش از دو روزی ندارد وفا
چرا نیستی را نگیرم بزور | که همراه من خواست بودن بگور
سگان را ابر دار باشد قرار | کند آدمی قوت خود را شکار
نترسد چنان منعم از فوت مال | که از فوت درویش اهل کمال

حکایت درویشی که خرقه را سوی آسمان انداخت و آسمان
۱۰ بهوا گرفت و او خرقه را در هوا نگذاشت

یکی روز محمود غازی پگاه | بنیت برون راند در صیدگاه
خروش نقیبان جهان در گرفت | جهان در جهان موج لشکر گرفت
خشن پوشی از خاصگان حضور | همی کرد نظاره او زدور
۱۵ زغیرت چو صفراش در تاب کرد | بسوی هوا خرقه پرتاب کرد
چو گرد آن سلب پارسا را درد | معلق چنان شد که نامد فرد

۱۲- س ۱ چنان در گرفت - ایضاً س ۲ بگزان موج لشکر جهان در گرفت - ۱۲

نمودندش از غیب کای ناسپاس — بجنت مکن عاقبت را قیاس

درین بود کاسبابِ شاهی تمام — ز دنبالِ لشکر بسویش خرام

ملک پیشش آورد تاج و سریر — ز درویشِ مسکین بر آمد نفیر

حمایت ز درو انش راز جست — نزاری همان خرقه را باز جست

۵ بدیده بسی رُفت خاکِ نیاز — که تا زن رفته را یافت باز

چه پنداری ای کت بصر در سرست — که درویشی از خسروی کمترست

نظاره بدل کن درین هر دو بست — که تا فرق در هر دو دانی که چیست

داستانِ اوّل در آغاز روشنیِ آئینهای اسکندری و فرستادن سکندر لشکر چون ابر بهاران و سِنانها چون قطرهای آب بر پولاد پوشانِ خاقان زدن و جملگی آئینهای چین را تیره و تاریک گردانیدن

قلم رانِ این نامهٔ چون بهشت — چنین کرد دیباچه را سرنوشت

۱۵ که چون شد بخاک اخترِ فیلقوس — بپای سکندر جهان داد بوس

شد آراسته تختِ شاهی بدو — شرف یافت مه تا بماهی بدو

زمانه ز بیدادی آزاد گشت — ز داد و دهش عالم آباد گشت

درِ عدل را کرد زانگونه باز — که همخوابهٔ کبک شد چره باز

چو پرداخت از دشمنان مرز و بوم — به کشورکشائی روان شد ز روم

نخست از سرِ تیغِ آئینه رنگ — ز آئینهٔ زنگ بزدود زنگ

وزآن پس ببازوی آفاق گیر — ز دارای آفاق بستد سریر

۵ وزآنجا بزرتشتیان دست سود — برآورد ز آتش پرستنده دود

وزآنجا در اصطرخ رایت فراخت — به بخشش فرومایه را برگ ساخت

چو زان ناحیت مرکبش گشت دور — بنوشابهٔ بردع افگند نور

چو چندی بران خاک شد جرعه ریز — سوی تازیان بارگی کرد تیز

برآمد ز اوجِ یمن چون سُهیل — ز دریای مغرب تهی کرد سیل

۱۰ علم بر درِ مکه برپای کرد — سرانِ عرب از زمین سای کرد

زمین بوسه زد کعبهٔ پاک را — به نوکِ مژه رُفت آن خاک را

از آن جا سپه در سواحل کشید — عنان در طرفهای مشکل کشید

مساحت کنان کوه و دریا و دشت — ز خاکِ عدن سوی کرمان گذشت

وزان عرصه در کامهٔ دوستان — درآمد به اقصای هندوستان

۱۵ به تندی شتابنده شد سوی کید — بسی پیلِ هندوستان کرد صید

ز کیدِ گرانمایه چون گشت دور — ربود افسرِ دولت از فرقِ فور

۱۳- پس از سوی دریا و دشت

چو بر شد ز طاؤس هندو سرای — ز آهوی چین گشت نافه کشای

شدش بهرهٔ دولت تیز بین — ز پایان هندوستان سوی چین

دوال کمر چست کرد و کمند — نه چین بلکه خاقان چین را به بند

چو خاقان بفرمان بری سر نهاد — قدم بر سر ملک دیگر نهاد

۵ ز اقصای چین رخت در سر کشید — بسرحد اتراک لشکر کشید

برید از حد ترک پیوند را — بنا کرد شهر سمرقند را

ازان پس کشش سوی خوارزم کرد — شکیبا نشد بیشتر عزم کرد

بخاک خزر گشت منزل شناس — در و کرد شهری چو بلغار اساس

نواحی شناسان آن کارگاه — نهادند گردن بفرمان شاه

۱۰ چو فرمان گزاری بر ایشان گماشت — عنان سوی خفچاق وحشی گذاشت

بر آن سرکشان نیز شد چیره دست — بتدبیرشان کرد خسرو پرست

ازان جا بر آمد به آلان و روس — بشاهی زبون کرد شاهان چو خروس

چو آن ناحیت را مراعات کرد — ازان جا سفر سوی ظلمات کرد

ازان آب لب تشنه چون باز گشت — بخونریز یاجوج دمساز گشت

۱۵ چو زان رخنه سد سکندر کشید — برجعت سوی روم لشکر کشید

بدین گونه یکره ز شمشیر و جام — جهان قاف تا قاف بستد تمام

۱- س: هندی سرای - ۷- ق: ازانجا - ۸- م: بخاک خضر - ۹- ق: نواحی نشینان آن بارگاه - ۱۰- س: آیزدست

دگر باره گز ز دم رایت فراخت / بنوعی دگر گرد قبچاق تاخت

بخشکی چو بنمود جولان گری / روان شد چو آب روان در تری

عجب هاے دریا چو نظّاره کرد / برآمدن مرگ را چاره کرد

جهان گرگنی در ته پاے خویش / بخسپی بر انجام برجای خویش

۵ دروغ ست کان پادشه را بدات / نویسنده سی سال گوید حیات

زعمری کزین گونه اندک بود / درو فتح آفاق در شک بود

چنان خواندم از قصهٔ شان او / که پانصد فزون بود جولان او

بشرح آنچه زد کرد گوینده یاد / نکرد از کیومرث و از کیقباد

هر آنچه از وی آمد بدوران خویش / نوشت ست دانا بدیوان خویش

۱۰ دلم چونکه در بند این کار بود / بایجاز گفت آنچه ناچار بود

مثالی که بود از خط راستان / نهفتم به یک بیت یک داستان

دگر هرچه ناگفته ماند از نخست / کنون یک به یک گفت خواهم درست

نخست آرم از رزم خاقان سخن / که دیدم بتاریخ هاے کهن

نظامی که کرد آن جریده نگاه / در آشتی زد میان دو شاه

۱۵ دگرگونه خواندم من این راز را / دگرگون زدم لابد این ساز را

دگرنه لطافت ندارد بسے / که مر گفته را باز گوید کسے

۱- س: سوئے آفاق - ۲- س: د: ق: نخسپی سرانجام - ۱۲

بتاریخِ شاهانِ پیشینه حال　　چنان خواندم این حرفِ دیرینه سال
که دولت چو رو در سکندر نهاد　　سران ابدرگاهِ او سر نهاد
در آفاق نامِ ظفر زنده کرد　　بزرگانِ آفاق را بنده کرد
چو بر بیشتر خسروان چیره گشت　　بشاهی و لشکرکشی خیره گشت
۵　رها کرد بر دیگران راه را　　بخاقانِ چین راند بنگاه را
بر آهنگِ چین خوشدل و شادکام　　همی کرد منزل بمنزل خرام
چو قلبش در آن کشور افگند جوش　　برآمد ز کشورنشینان خروش
گروهی بهر در حصاری شدند　　گروهی پیِ زینهاری شدند
خبر شد بخاقانِ دریا شکوه　　که سیلابِ دریا در آمد بکوه
۱۰　بترسید و در دل شد اندیشناک　　طلب کرد عصمت ز یزدانِ پاک
بملک ارچه خاقان جهان شاه بود　　ز اقبالِ اسکندر آگاه بود
چو لشکر در آمد بصحرای چین　　پُر از چین شد از لعلِ اسپان زمین
بسرحدِ آن عرصهٔ جان فزای　　سراپرده زد شاهِ کشورگشای
سکونت گهی فرخ آرام دید　　طربخانهٔ درخورِ کام دید
۱۵　همه کوه پر آهوی نافه دار　　همه دشتِ او گلشنِ لاله زار
زمین بسکه پر نافهٔ مشک بود　　گل از بوی خوش صندلِ خشک بود

---

۸ ـ س ۲ گروهی دگر

ملک را خوش آمد ہوای چناں — کمر بست بر ضبط جای چناں

طلب کرد مردی خردمند و چست — به اندیشه دانا بگفتن درست

بخاقان چین داد ز او زنگ روم — پیامی که پولاد را کرد موم

که بر ما چو کرد ایزد کارساز — در کارسازی و اقبال باز

۵ بهر سو که توسن برانگیختم — ز بدخواه خوں بر زمیں ریختیم

چو بر خسرو زنگ بستیم تنگ — بخون وی از تیغ شستیم زنگ

دگر سوی ایران فرس تاختم — ز دارای دولت سر انداختم

دگر در عرب مشعل افروختم — دل منکران عرب سوختم

ور افتاد رغبت بهندوستاں — گل فتح چیدم ازیں بوستاں

۱۰ دریں دم که بند قبا را بکیں — به بستیم بر چین و خاقان چیں ق

اگر سر در آری بفرمان بری — به آزادی از تیغ ما جان بری

وگرنه بدیں ہندی آبدار — برآرم ز ترکان چینی دمار

تو زان تیر نه مشت ترکان مبر — بدیں تیغ یکمشت ہندی نگر

به تیر ار ترا موشگافی ست خوی — من از تیغ سر میشگافم نه موی

۱۵ فرا داب تنها جهاں خورده — می صاف بی میهمان خورده

کنوں کت حریفیست شیر افگنی — حریفانه پیش آی با چوں منی

نیوشنده بشنید و برداشت راه — بخاقاں رسانید پیغام شاه

جهاندارِ خاقانِ فرخنده بخت | دل آزرده شد زان نمودارِ سخت
همه روز با سینهٔ پُر هراس | رهِ ایمنی را همی داشت پاس
چو آهوی چین شد ز گشتن ستوه | شکم بر دو بنهاد بر تیغ کوه
شکم ناگهان گشتش از تیغ چاک | پُر از نافهٔ مشک شد نافِ خاک
۵ طلب کرد فرزانه را در نهفت | که تدبیرِ او با خرد بود جفت
کشاد از گره قفلِ گنجینه را | برون ریخت اندیشهٔ سینه را
که تا این زمان آسمانِ بلند | نیامد به ستّیانِ ما گزند
کنون کآمد ابری ز دریای روم | که دریا شد از سیلش این مرز و بوم
درین عرصه ترسم چنان بر زد آب | که خورشیدِ ما ماند اندر نقاب
۱۰ دلت کز خرد یافت نام آوری | چه بینید صواب اندرین داوری
که دشمن چو با ما شود کینه جوی | بکوشیم یا باز تابیم روی
جهاندیده کارآزمای کهن | زمین بوسه زد آمد اندر سخن
دعا کرد اوّل که بادت ز غیب | همه آرزوهای عالم بجیب
جهان زیرِ فرمانِ رای تو باد | فلک چون زمین خاکپای تو باد
۱۵ زمن باز پرسی که فرمود شاه | جوابی که دانم ندارم نگاه
بشرطیکه ز اندیشهٔ حرف سنج | سخن هرچه گویم نیایی برنج
زبان بند کردن بصد قفل و بند | بسی به ز گفتارِ ناسودمند

حدیثی که آن سودمندست و راست | ترش گشتن ار تلخ باشد خطاست
هران طفل کش تلخی انن فزود | به پیری شود دشمنش کان چه بود
طبیبی چه خوش گفت در خاکِ بلخ | که آبِ حیاتست دارویِ تلخ
شنیدم که این شاهِ نوخاسته | سری دارد از دولت آراسته
۵ بهر سو که لشکر به تاراج برد | هم اورنگ بربود و هم تاج برد
کسی کش ترازد برابر نهاد | ز هم سنگیش بر زمین سر نهاد
همین ست ما را نمودارِ بخت | که با بختیاران نکوشیم سخت
حریفی به است ار چه در کارزار | ولیکن حریف آزمائی ست کار
ستیزه نه زیباست با زورمند | که بر پیل نتوان فگندن کمند
۱۰ نشاید شدن با توانا بزور | که پولاد سنگین ترست از بلور
فرستادهٔ باید فرستادهٔ | درون نقش بندی برون سادهٔ
که دریابد این دردِ ما را علاج | دلِ خصم را باز جوید مزاج
دلِ آهن آسای دارای روم | بروغن زبانی کند همچو موم
گرش باشد اندیشهٔ آشتی | نیائیم ما هم ز همداشتی
۱۵ درِ لطف را چاره سازی کنیم | همه برگِ مهمان نوازی کنیم

---

۲ - ق۱: همان - ایضاً - س۱: چو طفلی کش از تلخی
۶ - س۲: بر زمین اوفتاد - ۱۲ - ق۲: دلِ خسته - ۱۲ ۱۴ - م۲: نتابیم

درشش دل شود ناوک انداختن	ز دینار باید سپر ساختن
همه حال از بختیاری چنین	رضا بهتر از کین بکاری چنین
برآشفت خاقان ز گفتار پیر	شد از غصه گلگون رخش چون زریر
بدو گفت کای پیر شوریده مغز	خلابی نه دیده مکن پای لغز
۵ چه کم دیدی از ما بفرزانگی	در آئین مردی و مردانگی
که با خصم ناکرده دست آزمای	بسوی زبونی شوی رهنمای
اگر جنگ ناکرده طاعت کنیم	ز ملکی بکنجی قناعت کنیم
چو ترساں بود شه ز کین خواستن	چرا بایدش لشکر آراستن
عروسی بود نے شهی آنکه شاه	کشد گرد تخت از عروسان سپاه
۱۰ سناں بهر پیکار کردیم تیز	نه بهر نگوں کردن اندر گریز
زبردست را ملک عالم عطاست	بشاهی زبونی نمودن خطاست
کسی کو کلاه کیاں می نهد	سر خویش را درمیاں می نهد
بشاهی زده پای بر تخت عاج	پس آنگه دهم چوں زبوناں خراج
چرا سر نیارم به تیغ هلاک	که نام بزرگاں در آرم بخاک
۱۵ چه باشد یکے رومی خام دست	که با پخته کاراں شود هم نشست

۶ - ق: ز زور اماے - ۶ - ق: بهشدی

۱۵ - س۲: که با بختیاراں

سکندر که می نازد از تخت سر | شد از سخت رایان جهان سخت تر
چو کارش نیفتاد با چون منی | ز آهن دلی گشت روئین تنی
چنان رانمش در صف کارزار | که زین سوی عالم نگیرد قرار
سر خار چندان زنند دور باش | که آتش شود بر سرش نور پاش
خروسی که مردی کند با خروس | بچنگال شهباز گردد عروس
چو زینگونه لختی بدستور گفت | دل پیر با ایمنی گشت جفت
نیوشنده چون گوش ننهد به پند | خورد گوشمال از سپهر بلند
پس آنگه به آینده داد از ستیز | یکی مشت خاک و یکی تیغ تیز
بدو گفت کانجا بر این هر دو چیز | که هست اندرین هر دو رمزی عزیز
۱۰ بگو آنچه گوئی خطا و صواب | منت زین تبر باز گویم جواب
گر آهن هوس داری اینک بدست | و گر گنج و زر بایدت خاک هست
چو زین راز پنهانش آگاه کرد | رسول خودش نیز همراه کرد
شتابان ز خاقان دو حمال راز | رسیدند پیش سکندر فراز
نمودار آورده بردند پیش | نمودند راز آن آورد خویش
۱۵ سکندر بخندید از آن داوری | در آن نکته دید از فلک یاوری
به آینده شاه چنین باز گفت | که تدبیر ما گشت با کام جفت

۱- شد از سست رایان چنین خیره سر + - ق شد از سست پامال جهان سخت تر

ز خاقان بما کین دو کالا رسید نمودار از فتح والا رسید
چو دشمن بما تیغ خود خود سپرد کنون کی تو اندسر از تیغ برد
دگر آن که برما فرستاد خاک نشان خود از خاک چین کرد پاک
گرفتم بفال این که بی خشم و کین زمین را امان داد خاقان چین
۵ قوی شد دل دولت اندیش ازین چه باشد نشان ظفر بیش ازین
فرستاده زان پاسخ نغز را سراپای گم کرده بی مغز را
هراسان به درگاه خاقان شتافت فرو ریخت پیشش جوابی که یافت
بجوشید خاقان و شد خشمناک خیال محابا ز دل کرد پاک
فرستاد فرمان که بر عزم کار فراهم شود لشکر از هر دیار
۱۰ در اقلیم ترکان در افتاد جوش برآمد ز بازار عالم خروش
ز آب الق تا بدریای چین چو دریای چین شد ز لشکر زمین
چو گشت انجمن گرد خاقان سپاه ق بدانگونه کانجم بود گرد ماه
برافراخت رایت بر آهنگ رزم بکین سکندر قوی کرد عزم
بجنبید با قلب رزم آزمای چو سیلاب طوفان که جنبد ز جای
۱۵ سکندر خبر یافت زان اژدها عنان کرد یکبار بر روی رها
بیاراست قلب جهان سوز را که از دین منیخواست آن بزر را

---

۲ - ق۱: خود را سپرد - ۱۲ - ۱۰ - ق۲: ز اطراف - ق و س۱: ز در آزمای

بخصم آزمائی علم برکشید — همه دشت در زیر لشکر کشید

بشیر افگنی قصد بدخواه کرد — چو شیری که آهنگ روباه کرد

شتابان دو شه از دو سو بی درنگ — دل هر دو جوشان ز صفرای جنگ

چنین تا زمین در میان تنگ ماند — میان دو لشکر دو فرسنگ ماند

۵ اجل فتنه را کارسازی نمود — یزک بر یزک دست بازی نمود

فرود آمدند از دو جانب دو شاه — کشیدند تا آسمان بارگاه

چو مه لشکر آرای شد بر سپهر — زمین در میان کرد شمشیر مهر

برآورده شب چتر عباسیان — نگون کرد رایات شمّاسیان

طلایه برون آمد از هر دو سوی — بجاسوسی یکدگر گرم پوی

۱۰ فرو ماند غوغای لشکر ز جوش — بگردون شد از پاسبانان خروش

سکندر جهاندار لشکر شکن — همه شب چو مه بود در انجمن

همی کرد ز احسان اسکندری — بمقدار هر کس نوازش گری

بهر لشکر آرای و هر مرزبان — گهی تیغ[1] میداد گاهی زبان

فرو رفت هر کس ز سودای خویش — در اندیشهٔ کار فردای خویش

۱۵ ز پیادستان سینه می شد خراش — همیزد مژه خواب را دورباش

یکی رخت می بست بهر گریز — یکی تیغ و پیکان همی کرد تیز

---

۱ تیغ فرمائے

یکی دامن از عالم افشانده بود — یکی در غم جان خود مانده بود

بسی مرد و نامرد یابی بجنگ — که همسایهٔ موش باشد پلنگ

همه کس بازار جوید نبرد — ولی گاه مردی شناسند مرد

نه در کوی جنگ سواران بود — که هنگامهٔ مشت خواران بود

۵ شه چین دگر سوی با اهل راز — به تدبیر فرد اشده کارساز

خزینه ز گنجینه پرداخته — دربارگه را برانداخته

ز زر تودها بر فلک برده سر — بیک سوی آهن بیک سوی زر

همی جست مردان پولادسنج — باندازهٔ مرد میریخت گنج

چو از زر گران شد ترازوی شاه — به آهن قوی کرد بازوی شاه

۱۰ بدینگونه از شام تا صبحگاه — بزر آهنین کرد پشت سپاه

حشم را از زر ساخت باید زره — که اول بود قفل فتح از گره

چو تو قفل خود را ندانی کشاد — در دیگری کی توانی کشاد

بیا ساقی آن جام شادی فزای — که بنیاد غم را در آرد ز پای

بمن ده که راحت بجانم دهد — ز خون نابهٔ دهر امانم دهد

۱۵ بیا مطرب آن بربط خوش نوا — که بی مغزیش مغز را شد دوا

بزن تا که برباید از مغز هوش — بدل جان نو ریزد از راه گوش

۲- بسی: بینی - ۶ تن یابی ۱۲ ۱۲- چون توانی

گفتار در دوادوِ توسن فتح که عنانش در قبضهٔ قدرتِ فتّاحِ مطلق مقیدست تا در طرفی که جولانش دهد مجالِ سر پیچیدن نه باشد و جهدِ مجاهدان ما در جهادِ شمشیرِ هندی را محرابی کنند و ذوالفقارِ هندی را تیغِ

حطب سازند

چو فیروزیِ مرد گردد پدید | در چاره را زود یابد کلید
فرس را بهر سو که پیچد عناں | گلِ فتح چیند ز خارِ سناں
۱۰ بهر جا که شمشیر مرداں کشد | سرِ خصم زاں آب در خوں کشد
بچشمِ بد اندیش در کارزار | یکی صد نماید نه بل صد هزار
ولی مرد باید بجولانِ خویش | که برگیرد اوّل دل از جانِ خویش
چو مردم ز سر ناهراساں بود | سر افگندنِ دشمن آساں بود
کسی کز سرِ خویش ترسد بجنگ | سرِ دیگری کے در آرد بچنگ
۱۵ کسی را که دل شد بمردی دلیل | اگر پشه باشد خورد خونِ پیل
نه بینی از کلنگ ست شاهیں بزور | که سیلی زنانش رساند بگور

۸ - ق[۲]: در چاره ۱۰ - س[۱]: بهر سه

ولی کز عدو گشت در خوف غرق — مگس را اندر سیمرغ فرق
غلیو از آن گشت مرد ار خوار — که مشکل بود زنده کردن شکار
چو از خون نه شد دست رنگین بجنگ — به آب حنا بایدش کرد رنگ
تو گر بر عدو دست و پایی نهی — نه هست او هم از دست و پای تهی
۵ سر آنگه توان ز آب بیگانه شست — که از خون خود دست شوی نخست
چو در خیل بدخواه یغما بری — گر از جان هراسی چه کالا بری
نه زیباست بر مرد با ترس و بیم — زن گو ز زر باش و خفتان بسیم
خر مانده کز ریش نالان بود — چو سود ار ز دیباش پالان بود
چو کاهل بود ناقه در خاستن — نشاید بخلخالش آراستن
۱۰ بسا خود نمایان بیهوده گوی — که باشند در بزم گه رزم جوی
کسی را که مردی بود اندکی — اگر صد کند زان نگوید یکی
ز نیروی می لاف گردن زنی — زنی دان به نزدیک مردان زنی
چو در کرده گفتن خجالت بود — بنا کرده گفتن چه حالت بود
چو تیغت ندارد زبان در مصاف — مکن زخم تیغ زبان را بلاف
۱۵ بشمشیر پولاد به دست برد — که از خنجر گوسپین کس نه مرد
نگر کز پی خود نمائی و نام — نگردی بخونریز خود تیز گام
گه جنگ پرهیز باید فزون — ولیکن بخندان که مانی زبون

دلیری به هنجار کردن نکوست | چو کار او فتد کار کردن نکوست
هنجار کن ساز هر پیشه‌ای | که ناید فن سوزن از تیشه‌ای
بجای که هنجار باید نه زور | شود شیر بیجان در دست مور
نه آسان توان رفت پیش دلیر | که دشوار دیدن توان روی شیر
۵ شتابنده کش نه باشد درنگ | ز بی سنگیش پا در آید بسنگ
درنگی که آن نیز بر جای نیست | عدو را قوی کردن از رای نیست
شتاب و درنگی بهنگام خویش | سلامت دهد مزد انجام خویش
دلاور که نبود سلاح آزمای | ز بی دستی خود در آید ز پای
چو کوشنده در کین بود خشم ریز | بود تازیانه بکف تیغ تیز
۱۰ چرا باید آن ترکش و تیغ بست | که دشمن به سیلی ستاند ز دست
بزرگی چه بینی بشاخ گوزن | که شیرش بناخن کند لسپت و زن
چو لشکر بود نصرت افزون بود | به تنهایی پیش صد چون بود
چو دستت سبک نیست در داوری | کند تیغ تو خصم را یاوری
سپه را بود تیغ و جوشن پناه | بود جوشن و تیغ شاهان سپاه
۱۵ فروزان شود گرچه آتش ز باد | چو یک شعله باشد نیارد ستاد
یکی تیر کاسان توانی شکست | چو با ده شود چون توانی شکست

۱۶- ق: کے

دلیکن همه کوشش اندر قتال | ز پیرایهٔ فتح یابد جمال
مشو شیرگیر از کمند و کمان | که هست این می از شیشهٔ آسمان
بر زم ار ز فیروزی آید شمار | کلوخی ز کوهے بر آرد غبار
وگر یار نه بود ظفر با تنے | سنان کار ندهد سرِ سوزنے
۵ دلیری که نصرت بود یارِ او | نیارد کسے تابِ دیدارِ او
ازان روی شیرست هیبت فزای | که فیروزمند آفرینش خدای
نه ترسد ز نخچیر آهو کسے | ز راه هم شوند ارچه یکجا بسے
زهے دولتِ مردِ فرخنده عزم | که نصرت بود یارِ او روزِ رزم
نیاید ز جهد این سعادت بجیب | که ناگه پدیدار گردد ز غیب

۱۰ حکایت پادشاهی که بنام سنجر کوس میزد و نوبتش به نوبت گاهِ سنجر رسانید

شنیدم که سنجر ز بختِ بلند | چو شد بر نسبی ملک فیروزمند
ازانجا که رایت بر اختر کشید | سوی خسروِ روم لشکر کشید
۱۵ رسیدا و هم از پیش بر عزمِ جنگ | مگر آبے اندر میان بود تنگ
برو د اندر از گرمیِ آفتاب | بدان آتشِ تیز میداد آب

۲- ق: پیرایهٔ تیغ

رسید از صفِ سنجرِ سخت کوش | خروشیدنِ ما دیانش بگوش
شہِ ردمیان داشت فحلی بزیر | دوندہ چو آہو جہندہ چو شیر
بہ تندی درون راند یکسر چناں | کہ کوشندہ را ابتدا از کف عناں
بیک چشم زد تا کنارش ببرد | بہ بنگاہ خصم آشکارش ببرد
چو سنجر ز بختِ برومندِ خویش | بد اندیش را دید دربندِ خویش
ازاں فتح از بس کہ دل شاد کرد | بشکرانۂ فتحش آزاد کرد
تو مردانہ کن رخشِ ہمت رواں | گرت فتح باشد خود آید دواں
گرت ہست بازوی ہمت دراز | در آغوشِ تست آنچہ داری نیاز
وگر ہمتت بر شکستن نشست | خود افگندی اندر صفِ خود شکست

کمند افگندنِ سکندر در خرگاہ گرد شموس یعنی کنیزک

چینی در آن طویلہ طویلش بستہ دربارگاہِ حشمتِ خویش آوردن و کشادنِ سلاح و نازکیش را معلوم گردانیدن و نوازش کردن و میدان یافتن آن ماہِ لطافت و جولانِ خویش را دست و پا نہادن و حیران شدنِ اسکندر در نزاد گی

۶ - ق: بہ ازاں پس کزاں فتح دل شاد کرد

اوواورا ازبرای خویش خوش کردن

گهرسنج تاریخ اسکندری | چنین ریخت از خامه دُرّ دری
که چون گشت عزم دو خسرو درست | که باید بکوشش کمر کرده سُست
۵ همه شب در اندیشهٔ کارزار | نمودند تا روز ترتیب کار
چو صبح از افق تیغ بیرون کشید | همه دامن چرخ در خون کشید
در افگند شبدیز ظُلمات نعل | بپوشید خورشید خفتانِ لعل
سکندر جهانگرد کشورکشای | به آرایش لشکر آورد رای
صطرلاب سنجانِ موزون قیاس | باندیشه گشتند ساعت شناس
۱۰ بوقتیکه با فرخی یار بود | ق | نظرها بطالع سزاوار بود
برآمد برآهوی توسن دلیر | چو خورشیدِ رخشنده بر پشتِ شیر
بگردون شد از نای زرین خروش | بدریای لشکر در افتاد جوش
دگر سوی خاقانِ لشکرشکن | چو کوهی سرافراخت شد تیغ زن
هزاهز در آمد بهر دو سپاه | روا روبرآمد بخورشید و ماه
۱۵ علم سر ز عیّوق برتر کشید | سنان چشم سیّارها بر کشید
بیابان همه بیشهٔ شیر گشت | جهانی پر از تیر و شمشیر گشت
زلرزِ زمین زیرِ قلبِ روان | در اندام گاو آر دگشت استخوان

---

۶ – س۱ :- خور – ۱۳ – س۲ :- آن پیلتن – ۱۷ – س۱ :- قلبِ گران

غبارِ زمین کلّه بر ماه بست ‌ ‌ ‌ نفس را در دنِ گلو راه بست

جهان گشت روے هوا گردناک ‌ ‌ ‌ که سیّاره گم کرد خود را بخاک

ز موجِ سلاح و ز گردِ زمین ‌ ‌ ‌ گلین آسمان شد زمین آهنین

یلان بند بر بست بر آبِ تیغ ‌ ‌ ‌ که بے بند عالم نگیرد چو میغ

۵ رسیده ز تیغ آبِ شان تا کمر ‌ ‌ ‌ همان آب بدخواه را تا بسر

سیاه از رهِ موجِ میسرد به اوج ‌ ‌ ‌ چو دریا که بادش درآرد به موج

بدریاے آهن جهان گشت غرق ‌ ‌ ‌ هوا پُر ز میغ و زمین پُر ز برق

ز شروین و پیکانِ سبز و سپید ‌ ‌ ‌ جهان گشت پر سوسن و برگ و بید

ز بانگِ هیونانِ گیتی نورد ‌ ‌ ‌ شده پُر صدا گنبدِ لاجورد

۱۰ خرامیدنِ بادپایان بگشت ‌ ‌ ‌ تزلزل درافگنده در کوه و دشت

عرق کردنِ توسنان در شتاب ‌ ‌ ‌ ز طوفانِ آتش روان کرد آب

شراره که زد نعلِ هنگامِ رو ‌ ‌ ‌ ستاره برون ریخت از ماهِ نو

نمانده امان زیرِ پیروزه کاخ ‌ ‌ ‌ اجل را شده دستگاهے فراخ

نفیرِ زه از چاشنیِ کمان ‌ ‌ ‌ شده چاشنی گیرِ جان هر زمان

۱۵ بلا زین بناوک بر انداخته ‌ ‌ ‌ چو طفلان ز نے بارگی ساخته

گره بر گره دستِ پیکان زنان ‌ ‌ ‌ زره بر زره پشتِ روئین تنان

ز رخشیدنِ خشتِ زهر آبگون ‌ ‌ ‌ شده زهرهٔ مردِ بد زهره خون

ز هر سو سنان هاے خارا گزار ‌ ‌ ‌ فرو بسته راهِ سلامت بخار

ز تیر و سپرها که بر کار بود ‌ ‌ ‌ بیابان نیستان و گلزار بود

---

۴ - ق:- بداں

بزیر سپر تیغ رخشان تباب — چنان کز ته برگ نیلوفر آب

درخشنده شمشیرهای بنفش — ز دیده بصر می ربود از درفش

خروشیدن کوس رویینه کاس — فلک را پر از زخمها کرده طاس

سپه از علمها شده سایه دار — دلیران بر آشفته دیوانه وار

بهر سینه نو شده کینها — گریزان شده رحمت از سینها

جدا گشته دلها ز پیوند خویش — پدر تشنه خون فرزند خویش

دو لشکر نگویم که دو کوه قاف — رسیدند در جلوگاه مصاف

سوی میمنه در صف رومیان — ز ریوند گیلی کمر بر میان

قباد از سوی میسره گرم پوی — بر آورده یک رویه تیغ دو روی

دوال ملک در یزک پیش رو — دوال عنان کرده در خون گرو

بپرواز خیل فرنگ از جناح — بساقه شده خون مصری مباح

بقلب اندر اسکندر نامدار — شده گردش از خشت آهن حصار

گروهی ز پیوند و از خویش او — بجای ایستاده پس و پیش او

صف چینیان نیز بر عزم کین — بجوش آمده همچو دریای چین

یزک دار در پیش تاتاریان — بخون تشنه چون چشم فرخاریان

سوی راستان کرد فغفور خاست — امیر ختن سوی چپ گشت راست

قراخان بساقه شده سخت ساق — تبت را بسوی جناح اتفاق

بقلب اندرون شاه توران گروه — بگردش صفی بسته ترکان چو کوه

چو گشت از دو جانب صف آراسته — سلامت شد از راه برخاسته

سواری بگرمی چو سوزان درخش | ز صفِ سکندر برون راند رخش

فرنگیش نامی که در دار و گیر | سپاهی شکستی بیک چوبه تیر

کشان در زمین نیزهٔ هژده بند | بکوهه زده هژده پیچ کمند

پلنگینه پوشی که در روزِ جنگ | نه شیرش بچشم آمدی نی پلنگ

٥ بر آیینِ مردان بصحنِ نبرد | همی کرد جولان و میخواست مرد

نخست آفرین کرد بر کردگار | که فیروزی از دست در حمله کار

پس آنگه دعای جهاندار گفت | که شمشیرِ او باد با فتح جفت

وزان پس زبان تیغِ فولاد کرد | ز پولادِ هندی سخن یاد کرد

که از موکبِ لشکر آرای روم | سوای غریبم درین مرز و بوم

١٠ گرامی کشد دل بمهمانِ خویش | که نزلِ غریبی کند جانِ خویش

کسانیکه هستند ازین فن بلاف | در آیند بسم الله اینک مصاف

چو رومی بدینسان دمید آتشی | بر دل آمد از چینیان سرکشی

بتنگوی نامی چو غرنده شیر | نهنگی بدست اژدهای بزیر

بحمله سوی رومی آورد روی | نترسید ازو رومیِ کینه جوی

١٥ عنان در عنان هر دو در تاختند | سنانها بیکدیگر انداختند

چو بودند هر دو هنرمند چست | خراشی نیامد کسی را درست

١- ق: زخشان - ١٢ - ١٣ - س ل: پلنگوی

نمودند بسیار جولان‌گری | کسی را نبود از هنر برتری
ز نیزه به شمشیر بردند دست | هم از هر دو تن تارِ موی نخست
بدشمن فریبی یلِ روم‌زاد | گریزان شد از پیشِ چینی چو باد
بدنبالِ او چینیِ گرم کین | ز گرمی بابرو در آورده چین
٥ چو نزدیک شد تا زند تیغ چو برق | گریزنده را زخمِ نیزه بفرق
در انداخت رومی کیانی کمند | کمرگاهِ چینی در آمد به بند
چنان کندش از بازوی زورناک | که بربود از باد و دادش بخاک
همی رفت پویان یلِ شیرگیر | به خاک اندرون شیرِ جنگی اسیر
به اسکندر آمد سوارِ دلیر | شکارِ خود افکند در پیشِ شیر
١٠ ملک را خود آن فالِ فرّخ نمود | که فتح اوّل از سوی او رخ نمود
بسی گنج دادش بفرخندگی | غنی کردش از گنج بخشندگی
چو لشکر بدید آن نوازش‌گری | بکین لشکری گشت هر لشکری
برون آمد از میمنه پُردلی | پُر از آتش و بادش آب و گلی
بر جوشنی سبز چون نوبهار | بزیر ابلقی تند چون روزگار
١٥ حمایل در افگنده تیغی بدوش | حریریش بر سر چو پرِّ سروش
کمان بسته و ترکش آراسته | جوان شیری از نیستان خاسته

---

٧ - س ٢ : بربود دستش

چو آشفته دیوی بدیوانگی | درآمد بمیدان فرزانگی
خدا را چو در دل نیایش نمود | خداوند خود را ستایش نمود
بس از پیش دستی سخن پیش کرد | حدیث تومندی خویش کرد
که لشکرشکن طرد رومی منم | که در حمله لشکری بشکنم
۵ بهم دوزم از شست پیکان‌گشای | بسی چینیان را چو چینی قبای
که دارد سر من بکین گستری | که تا بی سری بیند از همسری
چو زین گفتن پر تهی گشت مرد | سرانداز از چینیان گشت فرد
فرس راند بر طرد چون اژدها | دلاور نکرد ش رسیدن رها
بیک ضرب تیغش در عدم راه کرد | اجل را بدو راه کوتاه کرد
۱۰ دگر چینی تاخت مردی بجنگ | بدانسان که بر صید ماهی نهنگ
به تندی برآورد بالای دوش | یکی گرز شش پهلو و هفت جوش
چو بر طرد شد تا شود مرد کوب | گه کوبش آهن برون شد ز چوب
بشمشیر تا دست یارد شتاب | ز شمشیر طردش گذشت از سر آب
برون تاخت دیگر سواری دلیر | برو نیز شد طرد با زنده چیر
۱۵ قلم کرد دستش از تیغ سر تا زبن | نبشتش ز خون حدیهٔ لم یکن
بدینگونه تا هفده ترک دلیر | ز پولاد هندی درآمد بزیر

---

۲ ـ س: خدا را بصد دل. ـ ۱۰، ۱۳ ـ ق: دست یازد

دگر چینیی تا گه نیم روز | نیامد برون تا شود کینه توز
فرستاد خاقان به نیروی خویش | دلاور سواری ز پهلوی خویش
نبرد آزمایی کنیفوی بنام | کز آسیب او کوه کردی خرام
برون آمد آزاد سروی چو بید | چو بر پشتِ طاوس بازِ سفید
۵ ز هر هنر بسته به از هر لاف | سلاحی که کار آید اندر مصاف
بجنبش نیاورد طردِ دلیر | کشیده کمان سوی او شد چو شیر
نه بفگند تیر و نه بر جا رسید | ز پولاد جست و بخارا رسید
یلِ چینی از جوشش صفرای خویش | برون اندر جست سبک پای خویش
چنان زد سنان در تهی گاهِ طرد | که از باد پا او فگندش بگرد
۱۰ روان شد یکی دیگر از قلبِ روم | چو سروی ز پولاد نخلی ز موم
بیک ضربتِ نیزهٔ سینه دوز | بر او نیز شب گشت رخشنده روز
دلیر افگنی دیگرش گشت جفت | بیک جنبش او نیز در خاک خفت
چنین تا چهل مردیِ سخت کوش | ز یک مردِ چینی تهی شد ز هوش
دگر هیچ کس را نیامد هوس | که در معرکه پیش راند فرس
۱۵ سکندر که دید آن چنان دست برد | چو آتش برافروخت چون یخ فسرد
چو شمشیرِ خورشید شد در نیام | برون تاخت او هم سپهدارِ شام

---

۶ - س۲: آن تند شیر - ۱۳ - س۲: ز یک مرد چینی روان شد ز هوش - ۱۶ - ق۱: لشکر

زشب سایه بر چرخِ والا رسید — علم زیر شد سایه بالا رسید

دو لشکر ز کوشش عنان تافتند — سوی بنگهِ خویش بشتافتند

طلایه برون شد ز هر دو سپاه — شبیخونِ بدخواه را بست راه

سکندر که زانگونه فیروز بود — همه شب در اندیشهٔ روز بود

۵ که فردا اگر پیش آید بجنگ — که پهلو زند با دلاور نهنگ

حریفان در آن بازی اندیشه‌مند — که بر پیل بایست بیذق فگند

وزان سوی خاقان ز بس چیرگی — شتابنده در خون بصد خیرگی

همی کرد بخشش سرانداز را — همی داد دل مردِ جانباز را

اگر خفته و گرچه بیدار بود — همه شب در اندیشهٔ کار بود

۱۰ چو در گنبد آمد براقِ سپهر — بهرای زرین بیاراست چهر

چنان خور شد زیر ظلمات دم — که نعلش نهفت و دو مسمار هم

دگربار شیران بجوش آمدند — بشیرافگنی در خروش آمدند

کشیدند از قاف تا قاف صف — بکوشش نهادند جانها بکف

۱۵ دو خسرو میانِ دو قلبِ سپاه — چپ و راست گردانِ لشکرپناه

همان پردلِ کینه بر عزمِ کار — برانگیخت از صحنِ میدان غبار

---

۷ ـ س۱: خیرگی ـ ۷ ـ ق۲: شتابنده در کین

۷ ـ س۲: بصد تیرگی

سنانش ز خونریزِ پیشینه لعل — به پولادِ غرق از کله تا به نعل

چو خود را دخاقانِ خود راستود — بمردی مبارز طلب کرد زود

سواری برون آمد از رومیان — سپر بسته پیش چست کرده میان

بگرمی برآمیخت چون برق تیغ — که برق از نفس آب گشتی چو میغ

۵ تگاور سیاهی بزیرش چو دود — برآورد سر بر سپهرِ کبود

بگردن زنی تاخت بر خصم ستیز — بینداخت بر گردنش تیغِ تیز

کنیفوی تا زنده خم خورد و جست — بزد نیزهٔ و پهلوش را شکست

گذارا شد از پشتِ رومی سنان — ز دستش برون رفت یکسر عنان

دگر خونفشانی بخون جوش کرد — همان شربتِ اوّلین نوش کرد

۱۰ نبردآزمای دگر حمله بُرد — هم از مردیِ مردِ مردانه مُرد

چنین تا درید آن هنربرِ جوان — بنه حمله پهلوی نه پهلوان

دگر در سرِ کین نیفتاد پیش — که با همسرِ خود نهد پای خویش

سکندر برآشفت زان داوری — که کم گشتش از یاوران یاوری

ز لشکر دلی بشکند خون بود — دلِ لشکری بشکند چون بود

۱۵ حریف ار به شطرنج شد چیره دست — ببازندهٔ چابک آرد شکست

بساطِ دلیری که بی رنج نیست — ببازی کم از نطعِ شطرنج نیست

۳- س۲: به بر بسته چین - ۱۲- س۱: در سرِ کس

گر از یکه با شیر دندان کشد — دل از سینهٔ شیر خندان کشد

چو بازوی کوشندگان گشت سست — مهین سواران عنان کرد چست

به تندی برون جست کارد شتاب — بر آن موج آتش چو دریای آب

سر آن سپه پوزشش انگیختند — همه در عنانش در انگیختند

۵ بصد عذر گفتند کای تاج بخش — تو خورشید ملکی مجنبان رخش

بسی دشمن و دوست اند در سپاه — بدین دوست روی ز دشمن مکاه

بود پادشاهی چو کوه از شکوه — قیامت شود چون بجنبید کوه

اگر صد سر از پا بیفتد ز جای — تو داری جهان را بیکسر بپای

و گر موی از فرق تو کم شود — خرابی به بنیاد عالم شود

۱۰ یک امروز بنمای در کین درنگ — که فردا شود بر عدو کار تنگ

بدین داوری شاه را داشتند — عنان وی از دست نگذاشتند

چو در پردهٔ خواب رفت آفتاب — روان کرد شب پرده داران خواب

مکلل شد این نطع نیلوفری — چو دیبا بر او رنگ اسکندری

دو لشکر سوی خانه گشتند باز — بساط وفا را نوشتند باز

۱۵ طلایه روان شد بگرد سپاه — بتاقی به پیرامن بارگاه

---

۹ - س۱: اگر صد سر و پا بیفتد ز جای + تو داری سراسر جهان را بپای

۱۵ - س۲: پادشاه

همه بر شد از پاسبانان نفیر — شد از گوشه گیری فلک گوشه گیر

همه شب سکندر بکوشش اندرون — زخشم بداندیش میخورد خون

همی گشت زان دشمنِ خیره چنگ — بسودا و صفرا ز رنگی برنگ

ز گرمی بر انگونه کز برق میغ — همی کرد آشام زوبین و تیغ

۵ زخجلت دلیرانِ درگاه نیز — طمع برگرفته ز جانِ عزیز

بر آن دل که فردا چه ساز آورند — که بدخواه را سر بگاز آورند

چو اسکندرِ صبح بر شد بلند — در انداخت بر کنگرِ مه کمند

شد از رنگِ سرخی سرِ کوهسار — چو پیشانیِ پیل شنگرف وار

یکه تز سپهدارِ چین از غرور — زمین کرد چون عرصه گاهِ تنور

۱۰ بعزمی که بر فتح گشتش دلیل — شد از خانهٔ زین بصندوقِ پیل

سوی رزمگاه آمد آراسته — نهیبِ حریفان از دلش خاسته

دگر جانب اسکندرِ شیرزور — به تندی چو شیران نخچیر گور

نه بیم از خدنگ و نه باک از سنان — قضا را به تسلیم داده عنان

بجنبید و آمد بسوی مصاف — بسختی پی افشرده چون کوهِ قاف

۱۵ چو شد هر دو لشکر بترتیب راست — حریفان ز دو سو یکدگر مرد خواست

برون زد یکی چینیِ سخت کوش — سپر در پس و درعِ چینی بدوش

خرد پیر بود و مبارز جوان — فرس تخته و خام برگستوان

زپولادِ چینی ناچخی ده منی | بگردن بر از بهرِ گردن زنی
درآمد بمیدان و جولان نمود | نمودار دعوی فراوان نمود
برون آمد از قلبِ رومی یلی | برآورده تا آسمان هیکلی
بزور و توانائی آهرمنی | ببازوی پولاد روئین تنی
۵ یکی حربه در دستِ خاراشگاف | که بگشادی از نیفهٔ کوه ناف
رسید و زد آن حربهٔ نامدار | بسر ناچخی نیز خورد استوار
هم او را سر از ناچخ آمد بگرد | هم این خفت برجای کان حربه خورد
فتاده بیک جا دو رزم آزمای | بجا بوده و هر دو رفته ز جای
ز رومی دگر جستهٔ ساز کرد | بصحرای کین رفت و پرواز کرد
۱۰ عمودی بگردون برافراشته | که بی ستون برستون داشته
براو تاخت چینی سواری چو پیل | زده جامه در ماتمِ خود به نیل
قزاگندی از رق کشیده بتن | که هم جوشنش بودی و هم کفن
یکی نیزه بیدِ برگ سپید | سنان برسرش رسته چون برگِ بید
چو بر یکدگر در نبرد آمدند | ز لرزِ زمین زیرِ گرد آمدند
۱۵ به سختی که زد رومی سخت زور | سرش را در آغوش کش کرد گور
براینگونه ده چینیِ تیزکین | زجان پاک گشتند چون نقشِ چین

---

۵ - سل: نیمه کوه قاف - ۱۳ - قا: برکف

دگر تا شب از چینیانِ زبول   بمردی سواری نیامد برون
سپر چون برآب او فگند آفتاب   برآورد مه تاجِ خود زآب
شبِ تیره در صحنِ زنگار گون   چو هندوی تاج زن آمد برون
دو لشکر به لشکرگه آمد فراز   یکی سرنگون دیگری سرفراز
۵ سکندر ازان خیرگیهای بیش   شکیبا شد و بخت آمد به خویش
چو شب پرچمِ خویش در خون کشید   زمین طاسِ خورشید بیرون کشید
شعاعی که رفت از افق تا بدور   برد نیزه بالا سنانهای نور
دو دریا دگر باره جوشنده گشت   بهر سوی سیلی خروشنده گشت
ازان سیل کافاق را در گرفت   کران تا کران فوج و لشکر گرفت
۱۰ ز جولانگهِ رومیان بید رنگ   کتابونِ رومی برون شد بجنگ
ملوکانه ترتیبی آراسته   پلنگی ز کوهِ روان خاسته
بکف کرده قلابی الماس گون   گزان پیل را در کشیدی نگون
بمیدان شد و چالش آغاز کرد   به تحسینِ خسرو زبان باز کرد
چو لشکرِ سکندر به آواز گفت   بنام آوری نامِ خود باز گفت
۱۵ قرانامِ چینی یلی پر ستیز   اجل را زبان داده از تیغِ تیز
همی خورد بر جانِ رومی دریغ   بگردش درآمد چو بارنده میغ

۱۱- س و ق ۲: گراں - ۱۵- س: قراخاں -

به تیغی که بر وی زد از زور دست | قزاگند بدرید و اندام خست
چنان در همی انداخت قلاب را | که چون بز در آویخت قصاب را
بزخمی گریبان کمش چاک زد | ببالا بر آورد و بر خاک زد
قرارا چو در خود دشواری نماند | دگر بهتر از وی فرس پیش راند
۵ از آن دست زخم گز انگیخته | شد او نیز بر کنگر آویخته
دگر رهزنی کرد زان سو شتاب | شد او نیز زان زخم گز بخواب
بر آنگونه تا سیزده پیل مست | بزخم گزک راست در خون نشست
دگر راست بازی نکرد ایستاد | که گز باز را گز تواند نهاد
چو قلاب سیم از کمین زد هلال | بخون غرق شد ترک چینی جمال
۱۰ شهاب از سر نیزهٔ دیوسوز | شد آتش فگن در سلیمان روز
دو لشکر بمنزل شدند از مصاف | گروهی بخجلت گروهی بلاف
همه شب غنودند تا صبح دم | ازین سو بشادی از آن سو بغم
جهان را چنین فتنه با هر سریست | که رنج یکی راحت دیگریست
بط از سیم چون ساز داد آواز را | نوای بچکادک بود باز را
۱۵ بتشویش جان در رهی بیقرار | ملک را تماشا سگان را شکار
دگر روز کاشقر بردن تاخت مهر | یک اسپه روان شد بر وی سپهر

---

۲ - ق۱: قلاب دار - ۲ - ق۲: که بز را برآویخت قصاب دار.

کمانِ مه نو که شد جفتِ تیر | کشیدن نیار است گردونِ پیر

دو خسرو دگرباره گشتند تیز | سلامت شد از چارسو در گریز

کشیدند صفها بمردافگنی | ز رویین تنان شد زمین آهنی

همان پیل جنگی کتابونِ گرد | عنانِ نبرد اژدها را سپرد

٥ بدستش همان رمح قلاب دار | بخونریز هم تشنه هم آبدار

همان سرفگن تاختا ز چینیان | که سر پیش ازان دو پیشینیان

به تندی فرس بر کتابون فگند | ز حمله تزلزل به هامون فگند

کتابون درافگند قلاب را | که بر سیلِ آتش زند آب را

چنان تیغ زد چینیِ تیزگرد | که خطِ قلم گشت در دستِ مرد

١٠ چو قلاب را قلبه زد چنان | که هم نیزه بیکار شد هم سنان

بزد بر کتابون چنان برقِ تیغ | کز خون روان شد چو باران ز میغ

رگِ گردنش موج زد بر تنش | همه خونِ او کرد در گردنش

کتابون گلوی ز شمشیر چاک | ز توسن بغلطید در خون و خاک

خروش از صفِ چین بر آمد بلند | دلِ رومیان خسته گشت از گزند

١٥ مه رومیان چون چنان دید حال | که لشکر هراسنده شد زان خیال

بدل داد دل لشکرِ ناشکیب | گران کرد بر خنگِ ختلی رکیب

---

١٤ - س۲: شد زان ١٥ - م و س۱: شه - ١٥ - س۲: قتال

بخواهش گری نامدارانِ عهد — عنانش گرفتند و گردند جهد

که شاها تو شمعی مجه چون شرار — به پروانگی کار بر ما گذار

چو باشد بسی باشه پرواز را — چرا رنجه باید شدن باز را

گر از ما بر آرد جهان رستخیز — ازان پس تو دانی و شمشیرِ تیز

۵ وگر جامهٔ دشمن افتد به نیل — به فیروزیِ شاه باشد دلیل

بسی زین نمط گردنانِ سپاه — سخن تازه کردند ز اخلاصِ شاه

چو بود آتشِ لفظ را شعله تیز — فروزنده‌تر گشت ازان آب ریز

عنان بستد و داد پوینده را — قدم پیش زد راه جوینده را

چو شیران برآمیخت سلطان دلیر — دلِ خصم را داده زان موی شیر

۱۰ تبارک ز پولادِ سبزش کلاه — فرس خنگ و برگستوانش سیاه

بقامت یکی جوشنِ بی بها — کمندی بکف کرده چون اژدها

جوانمردِ چینی که مغرور بود — شکستِ خود از خاطرش دور بود

نکرد التفاتی بران شیرِ تند — که جوشِ دلش اقتضا کرد کند

بگردش در آمد سکندر بکار — بگردندگی گشت چون روزگار

۱۵ کمند آن چنان کرد برتاب سخت — که کند از بُن آن خسروانی درخت

کشانش سوی لشکرِ خویش بُرد — هزیمت بقلبِ بد اندیش برد

۶- مسل: بردلان

برآمد یکی غلغل از رومیان	بخون چست کردند هر سو میان
چو خاقان چنان دید در رفت از شکوه	بجنبید با لشکری همچو کوه
بتندی سوی رومیان حمله برد	بخونریزی و کین کشی پی فشرد
سکندر چو بدخواه را گرم دید	بکوشش نه هنگام آزرم دید
۵ سلیمان شد و باد را راند زود	چه با دیگه هم بود هم باد بود
سلیمانیش بین چو خنجر کشید	فرو رفته خورشید را بر کشید
صف رزم را تیز آواز داد	فرس را بجولان عنان باز داد
دو دریای جوشان بهم باز خورد	قیامت در فتنه را باز کرد
سواران عنان در عنان تافتند	یلان روبرو تیز بشتافتند
۱۰ ز بس یکدگر جا تش انگیختند	زمین و فلک با هم آمیختند
غو کوس کآرامش از دل ربود	درافگند غلغل بچرخ کبود
دهل زان تهی مغزیی کاندر اوست	سخن گفت با فتنه در زیر پوست
ز جوشش درون مرد را پی به پی	ز هر موی خون جست بر جای خوی
هزاران تیر باران که آمد فرود	پلارک همی گشت و جان می ربود
۱۵ ز باران تیر و ز تیزاب تیغ	بناهای گل رخنه شد بی دریغ
دو روزن که پیکان ز هر تن کشاد	دو دروازه مرگ در تن کشاد

۱- س ۲: تو گفتی نهادند جان در میان. ۱۰- ق: ز بس گرد کز خاکش انگیختند.

سبک مرگ مهمان شد از یک دَرِش ‏‏ برون رفت جان از درِ دیگرش

ز شمشیرِ چاک افگنِ تابناک ‏‏ برآمد ز هر جانبی چاک چاک

طراقِ سر از گرزِ فولاد بند ‏‏ همی خواند اجل را به بانگِ بلند

مشبک شده سینها از سنان ‏‏ بلا زان مشبک تماشا کنان

۵ ز غلطیدنِ کشتگان در مصاف ‏‏ شده پشته بر پشته چون کوهِ قاف

سراسر شده روی صحرای چین ‏‏ ز بس نقش بیجان چو دیبای چین

به هر سو ز آوازِ زاغِ کمان ‏‏ شتابان شده کرکسان ز آسمان

ز تنهای صد پاره و شاخ شاخ ‏‏ شده طعمهٔ گرگ و روبه فراخ

هراسندگان اندران رستخیز ‏‏ شد از سیلِ خون بسته راهِ گریز

۱۰ بکوشش دلیرانِ شمشیرگیر ‏‏ برغبت دوان پیشِ شمشیر و تیر

سکندر خود آشفت چون اژدها ‏‏ عنان کرد بر صیدِ شیران رها

به هر حمله کز خشم بر زد سری ‏‏ شگافی در افگند در لشکری

بران تن که زد خنجرِ کینه کوش ‏‏ روان شد سرش پای کوبان ز دوش

به هر سو که شمشیرِ او کار کرد ‏‏ یکی را دو کرد و دو را چار کرد

۱۵ چو دشمن دوئی در سرِ خویش داشت ‏‏ زمانه سرش را همان پیش داشت

چو خاقان نگه کرد کان پیل زور ‏‏ بسی شیر را کرد مهمانِ گور

---

۱۲ - قا: زد بر ۱۳ - قا: سخت -

به تندی بران پیل تن اند پیل | چو ابری که آید بدریای نیل
درانداخت خرطوم را پیل مست | که در شیر جنگی برآرد شکست
دو دیدند فوج دلیران دم | چو طوفان آتش تباراج موم
گشادند ازان گونه باران تیر | که از پیلبانان برآمد نفیر
۵ دو والی ملک نیزه زد چپان | که شد غرق در کوه آهن سنان
شد آزرده پیل شکن یافته | به آزردگی راندرو تافته
درافتاد در لشکر خویشتن | شکست آن سر قلب خاراشکن
چو دیدند دی سران حال شان | درافتاد لشکر بدنبال شان
تعاقب نمودن نه از راه بود | که مرد اندک و روز بیگاه بود
۱۰ سکندر دران مطرح بی خلاص | بفیروزی بخت رست از قصاص
زیاران گرش نامدی یاوری | کجا رسته گشتی دران داوری
چه کار آید آن یار ناسازگار | که هنگام سختی نیاید به کار
بدشواریت یار شایان بود | به آسانیت خود فراوان بود
هر کار بی یار مگذار کام | که بی یار کاری نگردد تمام
۱۵ نه بینی که در کارگاه حنااس | بیک سنگ نه توان علف کرد آس

۳- سرا: قوم ۵- ق۱: دالی
۷- س: آن همه ۱۲- س۲: مردی
۱۵- ق۲: نتوانی جو کرد آس

چو کار افتدت حاجت آید بیار | مرا با تو چون کار نفتد چه کار
همه روز تا شب دران رستخیز | دو رو دید همی رفت شمشیر تیز
چو خورشید برقع بر خساره کرد | فلک سرمه در چشم سیاره کرد
کشید آسمان بهر ماران کبود | حریر معنبر بپوشید زود
۵ دو لشکر ز خون ریز باز آمدند | به تدبیر در حیله ساز آمدند
یکی خسته را مرهم ریش کرد | یکی نوحه بر مردهٔ خویش کرد
یکی شب ز اندیشه غایت گذاشت | یکی در رهِ غائبان چشم داشت
یکی پرسشِ خسته را پے فشرد | یکی زنده باز آمد اما بمرد
سکندر چو باز آمد از رزمگاه | بخلوت گهِ خسروی کرد راه
۱۰ هزبرے که خود بستش اندر شکار | درون خواند تا پرسدش سرّ کار
جوانمرد را بسته بردند پیش | سلاح و سلب هم بر آئینِ خویش
سلاحش به فرمود تا برکشند | زره از تن و خودش از سر کشند
کشادند چون پوششِ ابرفام | بزیرش چه بینند ماهی تمام
بهشتی وشے رشکِ غلمان و حور | که در روے نظر خیره گشتی ز نور
۱۵ فریبنده بازی گرے چون پری | پری را دادش دادهٔ دلبری
ز زنجیرِ زلفِ سمن سای خویش | خود افگند زنجیر در پاے خویش

۱۳- ق ل: دیدند

بناگوشش از برگِ گل تازه تر | رُخ از مشتری عالی آوازه تر
چو باغِ شگفته بفصلِ بهار | پُر از لالهٔ و سوسن و سیب و نار
غزالے زہر غمزه شیر افگنے | ازیں شوخ چشمے و چشمک زنے
سر انداز چشمے چو تُرکانِ مست | زہر غمزه دورباشے بدست
۵ کرشمه با غزاے خوں کردنش | بسے بارِ خوں داده در گردنش
زہر خندهٔ شورے انگیخته | زہر موے جانے در آویخته
دهن تنگ و لبهاے یاقوت رنگ | جهانِ نمک در نمکدانِ تنگ
سکندر نگه کرد چوں سوے او | فرو شد به نظّارهٔ روے او
تماشای او دید و بیخویش گشت | کش از بیش دیدن هوس بیش گشت
۱۰ گه از بیخودی لعلِ خنداں گزید | گه انگشتِ حیرت بدنداں گزید
عجب ماند ازاں داوری تا بدیر | که آهو چگونه شد آں شرزه شیر
نه آهو غزالی چو خورشید بود | که روشن تر از جامِ جمشید بود
چو دریافت سررشتهٔ عقل و هوش | طلب کرد گوهر ز گوهر فروش
بدو گفت کاے شمعِ خوبانِ چیں | غلط گفته ام کآفتابِ زمیں
۱۵ بگو تا کئ و نژادِ تو چیست | بدیں نیکوئی کارسازِ تو کیست
اگر مردئ ایں حسن و زیب از کجاست | بشاخِ گلت نار و سیب از کجاست

۹- س۱: او کرد ۱۴- ق۲: غلطی کنم ۱۵- س۱: اوستاد

دگر زن شدی زن چنین گر بود | که از تابِ دشیر در خوے بود
هزار آفرین بر چنان مادرے | کز و زاده شد چون تو نیک اخترے
ببوسیدنِ مسندِ خسروان | بنفشه شد آزاد سروِ جوان
پس از پستهٔ لختے شکر خند کرد | بساطِ دعا را پر از قند کرد
۵ که شاها سرت زیورِ تاج باد | فلک را از تختِ تو معراج باد
به فیروزی اقبالت آراسته | ز سهمِ تو جانِ عدو کاسته
زمن ماجرائے که در خواستی | جوابے ندانم به از راستی
من آن نازنین سروِ نوخاستم | که در خاکِ چین قامت آراستم
پدر داشتم چون دلاور نهنگ | یگانه بچندین هنرهاے جنگ
۱۰ به پیکانِ چون موے خاراشگاف | ندیده کسے پشتِ او در مصاف
بر آن دست بُردی که گاهِ نبرد | یکے صد کند زورِ بازوے مرد
نرینه نبودش چو فرزند هیچ | به تعلیم گوشش مرا داد پیچ
چنانم در آموخت آئینِ کار | که چون من نه شد دیگرے کامگار
برآمد که شد پیشِ همتاے خویش | مرا بُرد بهرِ تماشاے خویش
۱۵ چنان کردم اوّل تماشاے او | که آخر نگه داشتم جاے او
طریقے کز و در نظر داشتم | یکے را از صد بهره برداشتم

۱۳ - ق دس۲: برمن.

زبس چیره کرد از دلیر افگنی | چو من آهوے را بشیر افگنی
به اندرز فرمود کاے نیک بخت | ترا جلوہ گه رخش زیبد نه تخت
تو مردی نه زن تا ز دوس دیو | بخوے زناں بر نیاری غریو
بجاے که باشند مرداں دلیر | دلاور تر از نر بود ماں شیر
۵ گرت خواستگار آید از همسرے | ق اگر شاہ باشد اگر چاکرے
نخواهم که ناکرده دست آزماے | کنی گوهر خویش را دست ساے
کسے کت بمردی زبوں آورد | به تزویج خویشت درون آورد
من از پند آں کاردانِ کہن | جز از شیر مردے نگفتم سخن
چو او رفت دوران روشن گزشت | هنرهاے میراث بر من گزاشت
۱۰ بسا نامور کز تمناے من | بجالش گری گشت همپاے من
ز درس خیال کرد با خاک جفت | کز آسیب هجوابه در خاک خفت
کسے بر من از کینه زخمے نه ریخت | و گر ریخت یا کشته شد یا گریخت
ملک نیز دیدست در رزمگاه | که از چند تارک ربودم کلاه
تو خود چوں به پیکارِ من تاختی | کمندم بگردن در انداختی
۱۵ چناں بانگ زد بر من اقبالِ خاص | که جز جاں سپردن ندیدم خلاص
مرا ایں چه فرخنده بختی ست نیز | که گشتم چو تو خسروے را کنیز

---

۴ ـ ق و شل ا : شیراں

چو بیند پدر بود با گوهرم | ق | که بندندهٔ من بود شوهرم
کنون کایزد آن دُر بسلک تو بست | بسلک دگر چون تواند نشست
اگر در خورم خاص کن در نظر | وگرنه به تیغم بینداز سر
وگر کرد رای تو زین تن گریز | دگر کس نه بیند مگر تیغ تیز
۵ درین چاره خاقان بسی پی فشرد | میسر نشد با منش دست برد
چو روزی ترا بود حلوای من | که یارد که گردد شکر خای من
هر آن لقمه کش دور داری ز گاز | ز روزی خوران کی توان داشت باز
چه خوش گفت دانا که دیرینه بود | که کس روزی کس نیارد ربود
اگرچند کوشد نگهبان باغ | خورد عاقبت میوه کنجشک و زاغ
۱۰ بسا جوزه کز باز بودش خلاص | بمهمانی گربه شب گشت خاص
سکندر که هم در نخستین نگاه | تمنای دل برده بودش ز راه
برون داد با ماهِ ناکاسته | جوابی بصد پوزش آراسته
که ای نازنین میهمانِ عزیز | ز رخ میزبانِ دلم گشته تیز
برینگونه کاراست یزدان ترا | چرا دل نخواهد بصد جان ترا
۱۵ نکوئی و چندین هنر در برت | که یارد خریدن جز اسکندرت
به کدبانوی در شبستان گرای | که روی ترا بنده شد کدخدای

---

۱ - س: گیرنده - ۷ - ق۲: که روزی کسی چون توان داشت باز
۹ - س۱: باشد - ۱۰ - س۱: باشد.

بگفت این و فرمود تا میهمان | شد از بارگه سوی خرگه روان
صراحی طلب کرد و در می‌نشست | صنم ساقی و شاه ساقی‌پرست
کسی را که ساقی چنان مه بود | گر از می عنان تابد ابله بود
چو گردنده شد چند دور شراب | خرد خفت و رغبت در آمد بخواب
۵ صنم غمزه‌ها را در افسون فگند | طلسم خود از پرده بیرون فگند
بر آهنگ رامش طلب کرد چنگ | بجادوگری در بر آورد تنگ
زهی زود که چون حابی سازد بگوش | شود زنده بیهوش و مرده بهوش
چو زان نغمه شد شاه را گوش تر | دران بیهشی گشت بیهوش‌تر
هزار آفرین کرد بر کردگار | که داند بدین گونه بستن نگار
۱۰ چنان گشت دلدادهٔ آن پری | که می داشت خود را بافسونگری
همه شب بافسونِ آن خوش نوا | همی کرد اندوهِ دل را دوا
چنان دل سوی عیش رامش نمود | که رغبت سوی خوابگاهش نمود
چنان ماند بر روی گل ناشکیب | که یادش نیاید ز خرما و سیب
نصیبش ز چندان بساطِ هوس | نشاطی و نظّاره بود و بس
۱۵ بیا ساقی آن بادهٔ تلخ دام | که شیرینیِ عیش ریزد بکام
بده تا بشیرینی آرم به کار | که تلخی بسی دیدم از روزگار

۱۵- س۱: قام

بیا مطربا برکش آوازِ تر — دماغِ مرا ترکن از سازِ تر
روان کن که خشک ست در دِ ربا — ازاں دست چوں ابرِ بارانِ آب

در فضیلتِ فرو خوردنِ خارِ خشم که لذتِ کاظمین الغیظ
۵ بکام رساند و ستایشِ حمولات که زبون نفس گشته مهار
نشوند و چوں ناقۂ صالح از سنگ نجنبد

زد دلابِ چرخ آں کساں راست آب — که آساں نیازند در خوں شتاب
چو دشمن زبوں گردد احساں کنند — بقدرت جوانمردیِ جاں کنند
۱۰ چو مجرم بخواری شود عذر خواه — برحمت کشند آستیں بر گناه
توانا چو پیش تو شد ناتواں — مزن گرچہ دشمن بود ناتواں
کرم کن چو دستِ تو بالاترست — که بخشایش از خشم والاترست
بگاهِ گنہ غصہ را خنده بند — که خود بیگنہ ایمن ست از گزند
توامروز آں کن چو سود آرود — که بہ پسندی ار بر تو فردا رود
۱۵ بآمرزشِ مجرماں کن شعار — گر امید داری به آمرزگار
تراچوں ز نیرداں بزرگی عطاست — بتعجیل رسمِ سیاست خطاست

۱۲ - ق۲: زیبا - ۱۶ - س ل: کردن

گر اوّل توقف کنی در قصاص — توان کشتن آن را که ندهی خلاص

ولیکن چو قالب پراگنده گشت — نیارد بفرمانِ تو زنده گشت

چو از هم شد این خاکِ رنگین دچیت — نگردد سفالِ شکسته درست

نگه کن که تا مادرِ مهرسنج — بران طفلِ خود چند بردست رنج

۵ که جلّادِ خونی بیک تیغِ تیز — برآرد بیک لحظه زو رستخیز

کجا دید قصّاب رنجِ شبان — تبرزن چه داند غمِ باغبان

چه باید بود از کس ای کینه ساز — متاعے که دیدن نیاریش باز

چه باید چنان پیکرے خواستن — که نتوان از و موے آراستن

درختے که عمرے برآید بلند — توان در یکے لحظه از بیخ کند

۱۰ مگو مرد صد کشتم اندر نبرد — یکی زنده کن تات خوانند مرد

چو برخود نداری روا نشترے — مکش تیغ بر گردنِ دیگرے

مسوز د کسے را تپ دیگران — مگر پشتِ دستے که ساید بران

بهر جا نور زخمِ جانی مزن — چه جانی که خود تا توانی مزن

مکوش اندران کز تنے خون رود — که جان باز ناید چو بیرون رود

۱۵ بخون ریز خلقے مشو فتنه دست — ترا نیز خونے ست آخر بپوست

برزم آن کسے را شمر گرم خیز — که با همسرے شود در ستیز

۵ - ق د س۱: بشمشیر تیز - ق۱: دادن ۸ - ق۱: کاستن ۱۴ - ق۱: - باہمچو شیرے شود در ستیز
۴ - س۲: که با شیر شرزه کند رستخیز

زبون گشته را تیغ و خنجر زدن بود بر رگِ مرده نشتر زدن
بدنبالِ آهو چه پوئی چو تیر اگر شیر مردی پئے شیر گیر
که عزت از خصم خوارت نمود چو شد خوار اگر خشم رانی چه سود
عزیزاں که خشمِ ذلیلاں خورند شتروار خارِ مغیلاں خورند
۵ اگرچند مکرم بود غصه سنج بداں کز فزوں خوردن آید برنج
اگر خنجر آشامد دور باش گلوی مشعبد نیابد خراش
چو مرد از هنر هست مطلق عنان نترسد ز بخشایشِ دشمناں
چو مارے به بند آورد مارگیر نوازد چنیں خونئے را بشیر
تحمل بهنگامِ صفرا خوش ست که صفرا بروں ریختن ناخوش ست
۱۰ بلطف آنگهے کوش کائی بتاب چو آتش نگیرد چه حاجت به آب
بر آں نیکبختاں هزار آفریں کز افتادگاں دور دارند کیں
ز رستم فزوں بود سهرابِ گرد که درمانده را دست در خوں نبرد
ستورے که در حمله پوید فراخ بر افتاده زخمے نیارد ز شاخ
سگے کت بخوردن در آید شتاب چو پیشش نشینی نشیند ز تاب
۱۵ ستور و سگے کو زبوں هش بود به از مردمے کو زبوں کش بود
بر آں تیغ زن کو بود تیغ گیر که زالی بود دستی بر اسیر
چو در بند و زنجیر باشد تنے زند گردنِ پهلوانے زنے

نه در شیر بان از دلیری ست شور | که با شیر زنجیری آید به زور
اسیرے که در بندت افگنده تر | چو آزاد کردی شود بنده تر
اگر صوّه را گذاری به کام | ازاں به که سیمرغ آری بدام
چو زر بخشی آید همیں حد بسیت | برین حد بخشیدنِ جاں که چیست

۵ حکایت دو وزیر که یکی آتشِ خشمِ بادشاه را بدم تیز کرد و دیگری باآبِ دهاں فرونشانده

یکے را از شاهانِ صاحب سریر | قوی دستے از دشمناں شد اسیر
به تدبیر گفت انچه هشیار تر | که دشمن بکشتن سزاوار تر
۱۰ چو دستوری از رائے دستور جست | نه شد رخصتش بر سیاست درست
بر غسمِ دلِ فتنه زائے همه | سخن گفت بر عکسِ رائے همه
که در رسمِ شاهاں بامید و بیم | قصاصِ عدو دستے شد قدیم
اگر خسرو ایں حکم دارد رواں | بود خسروے چوں دگر خسرواں
وگر ز آفتے دارهاند سرے | نباشد ز شاهاں چو او دیگرے
۱۵ خردمند کیں داستاں یاد کرد | ملک را ازخوں کردن آزاد کرد
بدیں یک سگالش بهنجارِ کار | هم ایں رسته گشت و هم او رستگار

۳ - مز: - ز دام - | ۱۴ - سں: چو تو - ۱۶ - سں: بهنگام

هزار آفریں بر چناں رہنموں — کہ پیشِ بزرگاں نکو شد بخوں

گرفتنِ سکندر سیمرغِ خاقان را چون مرغِ چینی و شکست
افگندن در جناحِ او و صید را در چنگال گرفته سوی
۵ دستگاهِ شاهین بازشدن و آن را بحوصلهٔ فراخ
فارغ البال گردانیدن و آزاد کردن

خجسته عمل رانِ ایں کارگاه — چنیں پرده بردارد از بارگاه
که اسکندر از بختِ فیروزمند — چو آورد صیدی چناں در کمند
۱۰ بر رویش لبِ عیش پرخنده داشت — بران زندگانی شب زنده داشت
چو زنگیِ شب دید روی سیاه — در آئینهٔ عالم آرای ماه
زد آئینهٔ ماه را بر زمیں — بخندید ناگاه صبح از کمیں
روان کرد شه تختِ جمشید را — بمنزل رہا کرد خورشید را
بجولاں گه آمد صف آراسته — بکوشش چو خورشید شد خاسته
۱۵ وزاں سوی خاقانِ شوریده مغز — زنا آمدِ فتح دریای لغز
همه شب نیاسوده جانش بتن — ز سودای گم گشتهٔ خویشتن
دریں غم که تا کی شب آید بروز — که چوں شمع خود را رهاند ز سوز

۱۷ م س ا: — بود

بزد کوس و بر پشتِ مرکب نشست — بصحرای رزم آمد از پویه مست
رسولی فرستاد بر شاهِ رزم — که تنگ آمد از دستت این مرز و بوم
چنین تا یکی صبحدم تا بشام — سپه در زره بارگی در لگام
دوتا گشت پشتِ هیونان ز بار — فرومانده بازوی مردان ز کار
۵ بخوردن بود سیری از شهد و شیر — خصوصاً که از تیغ و پیکان و تیر
دوتا گشت در کشتِ دهقان گیاه — گریزنده شد کاروانها ز راه
رعیت بدل شد ولایت خراب — نه آسودگی ماند کس را نه خواب
زبردست چون سر در آرد بجنگ — سرِ زیردستان در آید بسنگ
چو آشوبِ شمشیر گیسان بود — فرومانده را خانه ویران بود
۱۰ بجایی که کوشند پیلان بزور — غبارِ صفا جا بر آید ز مور
دو توسن چو گیرند با هم ستیز — گیا را بود بر زمین رستخیز
تو ای تاجور کامدی در نبرد — بمردی کن این داوری نی بمرد
به پیکار اگر با منی کینه سنج — سپه را چه بیهوده داری برنج
چو کاری میانِ من و تست بس — چه جوییم فریادِ فریادرس
۱۵ بیا تا بهم دست بیرون کنیم — زره در خوی و تیغ در خون کنیم
بکوشیم تا بخششِ کردگار — کرا بر سر آرد سرانجامِ کار

---

۶ - ت، دم: تی - ۸ - دست یارد - ۱۳ - س: چون

زما هر دو تن هر که ماند بجای | بود بر سر رزم و چین کدخدای
چو نزد سکندر رسید این پیام | دران کارجوئی دلش یافت کام
بر دل اندر چوگانِ خاص را | شتابنده شبرنگِ رقاص را
سوی حرب گه تاخت با ساز جنگ | بر آنسان که نخچیر جوید پلنگ
۵ میانجی بخاقان خبر گفت باز | که اینک بزم آمد آن رزم ساز
دلش بود گرچه ز اندیشه پاک | ازان پیش دستی شد اندیشناک
ولیکن چو خود خوانده بود دشمن به پیش | چگونه عنان تابد از گفتِ خویش
روان شد بجولان گری ساخته | ز رختِ بقا خانه پرداخته
چو پیلانِ جنگی دران لعبگاه | درآمد به شطرنج بازی دو شاه
۱۰ نخست از کمان ناوک انداختند | ز یکدیگر آماج گه ساختند
چو بودند هر دو هنرمند و چست | نیامد بر آماج تیرے درست
ز ناوک سوی نیزه بردند دست | ز هر دو دران نیز موئے نخست
بشمشیر گشتند دست آزمای | دران هم نشد قالبی زخم سای
دو جنگی بدست آزمای شگرف | همه زندگانی درین کرده صرف
۱۵ چو کردند چندان که بود از هنر | نگشتند فیروز بر یکدگر
به نیروی بازوی پولاد لخت | دوالِ کمرها گرفتند سخت

۱- س ل: باشد - ۵- س ل: چین - ۶- گرچه بو دست ۸- س ل: مغاں

چو پیلان که خرطوم در هم زنند	به پیچید خرطوم را خشم زنند
تاب و توان در هم آمیختند	قیامت ز یکدیگر انگیختند
بسی دست بازی نمودند سخت	دو جانب بجنبید بیخ درخت
هم[۱] آخر[۲] قوی دست شد شاه روم	ز جا در ربودش چو نخلی ز موم
۵ فرس تاخت بازو برافراخته	ز بازو کسی را ستون ساخته
خروشش از صف و میان شد بابر	ز ترکان چینی تهی گشت صبر
درافتاد در قلب خاقان شکست	برآورد رومی بتاراج دست
سکندر بفرمود تا بی دریغ	سلاح افگنان را نرانند تیغ
به پیمان شه زینهاری کنند	بران زینهار استواری کنند
۱۰ وگر کس بمردی برابر شود	نگونش کنند کز تیغ بی سر شود
به نیرنگ و هنجار اسیرش کنند	چو در ناید آماج تیرش کنند
چو رالشن بدینگونه دمساز گشت	سپه نامزد کرد و خود باز گشت
سرافراز گشته بکار جهان	بدام او فگنده شکار جهان
بفیروزی آمد سوی بارگاه	بفیروزه گون چرخ برزد کلاه
۱۵ بفرمود تا جامه داران براز	قراگند مهمان گشادند باز
گرامی یکی جامهٔ شاهوار ق	که نی پود او بود پیدا نه تار

۱- س ل: شتاخ هم ۲- س ل: به آخر

پس از شستن شخص خورشید تاب | کشیدند بر وی چو برگ گلاب
چو گرد سواری ز تن دور شد | تن خاکی آیینه نور شد
ملک دست بگرفت و بالاش خواند | بهم زانوی بر سریرش نشاند
دلش داد و سوگندها خورد چند | که از جان او دور دارد گزند
۵ همه روز با برگ و ساز زندگی | همی کرد مهمان نوازندگی
چو آمد شب تیره مهمان روز | برافروخت مه شمع گیتی فروز
فلک میزبان وار از جیب پر | بدامان مهمان فرو ریخت دُر
بفرمود فرماندهٔ روم و شام | که مهمان کند سوی بستر خرام
جهاندار خاقان بیدار بخت | بخرگاه خواب آمد از اوج تخت
۱۰ بخواب خوش آسوده شد بی هراس | که بودش امان سکندر سپاس
چنین شب بسی خفت و دلشاد خفت | بامید آزادی آزاد خفت
شب و روز با خسرو مهر توز | ز عشرت ندانست شب را بروز
سپاه سکندر بر آنسان که خواست | بغارت همی تاخت بر چپ و راست
دران ره که لغما سر و تاج بود | سپه تا دو هفته بتاراج بود
۱۵ همه لشکر چینی از بی سری | در آمد بزنهار اسکندری
گروهی خراشیده تیغ و تیر | گروهی بزنجیر خواری اسیر

۲- سل: زوی ۱۳- همه روز- ۱۳- م ق۲: ز روز

به بنگاهِ رومی گران تا گران | زمین شد ز بارِ غنیمت گران
ز بسیاریِ رخت و اسپ و شتر | دل و دیدهٔ مفلساں گشت پُر
کسی گو بجا نه قماعے نداشت | نهانخانهٔ بے متاعے نداشت
زمین خیز چیں چیزهای غریب | که دل را دهد قوت و جاں را نصیب
۵ ز سیفور و دیبا و خز و حریر | ز کافور و عنبر ز مشک و عبیر
گرانمایه هاے ز غایت بروں | بدیدار زیبا بقیمت فزوں
زده توده بر توده در هر وطن | ظرائف بحر من جواهر بمن
نه سرمایه چنداں در آمد ببار | که دریابد آں را مهندس شمار
جداگانه گنجینهٔ شاهِ چیں | که خم شد ازاں بار پشتِ زمیں
۱۰ به گنجِ سکندر فرو ریختند | دو عالم بیک دیگر آمیختند
چو آهسته شد لشکر از ترک تاز | کسے را بجنبش نیامد نیاز
سکندر به بهروزے از بامداد | برادرنگ شد چوں جم و کیقباد
ز فرخنده رایانِ فرخ بیاں | برآراست بارے برسمِ کیاں
نشاندند شاهاں بر او رو برو | بزرگاں کشیدند صف سو بسو
۱۵ خروشِ رقیباں برآمد بماه | زمیں سائے شد خسرواں را کلاه
چو گشت انجمن زانجم آراسته | فروزنده شد ماهِ ناکاسته

---

۱۵ - ق دسل: نقیباں

طلب کرد خاقانِ آفاق را — گره باز کرد ابروی طاق را

چو آمد برادر رنگِ الماس چُست — دو سرو از یکی بیخ شمشاد رُست

بفرمود تا هر چه در رزمِ کین — غنیمت بدست آمد از شاهِ چین

کُه دمه سوی بارگه آورند — کم و بیش در پیشِ شه آورند

۵ کسی کو کند رشته تابی نهان — رسن در گلویش برند از جهان

چو فرمانِ شه سوی لشکر رسید — غنیمت ز هر جانبی در رسید

ز کالای دام مردم و چارپای — بقدرِ سه فرسنگ پر گشت جای

چو ظاهر شد اسبابِ چین هر چه بود — اسیرانِ چین را طلب کرد زود

نوازش ز غایت فزون کرد شان — رسن ها ز گردن برون کرد شان

۱۰ بفرمود تا لشکرِ بی‌قیاس — دهد رخت و کالا بکالا شناس

دو دیده جوینده گان تن به تن — طلبگارِ سرمایهٔ خویشتن

ز هر جانب از رختِ کالای خویش — بدست آوریدند کالای خویش

همه چینیان با همه برگ و ساز — بدرگاهِ شه میرسیدند باز

چو شد بر سرِ رختِ خود هر یکی — نشد هیچ ضایع مگر اندکی

۱۵ پژوهنده در پیشِ فرمانِ شاه — شد از خاصهٔ شاهِ چین عذرخواه

متاعی ز هر جنس بیش از شمار ق — که در دفتر آورد دفترنگار

---

۷ رسا: جوهر ـ ۸ ـ ق و سا: چه حاضر

بخاصانِ خاقان اشارت نمود   که بر هم نمط باز جوییم زود

دو دیدند فرمان پذیران چو باد   نمط های گم گشته کردند یاد

جداگانه اسبابِ هر کارگاه   همه باز کردند از بارگاه

زرِ کان تلف شد بغارتگری   فزودندش از گنجِ اسکندری

۵ گر افسارِ از توسنی گشت گم   فرس بود تا دامنِ آن بسته دم

چو زان مردمیهای مردم فریب   رمیده دلان را در آمد شکیب

جهاندار بر خاست از جای خود   بتعظیم شد پیشِ همتای خود

ز مهمان نوازی شمارش گرفت   نوازش کنان در کنارش گرفت

پس آنگه دهن چشمهٔ نوش کرد   ز لعلِ خودش حلقه در گوش کرد

۱۰ بدو گفت کایمن شو ای تاجدار   که رامِ تو شد گردشِ روزگار

اگر ناگه از دورِ این سبز طاق   گرفتار شد اخترت در محاق

مه و خور که نوریست پیوستشان   گرفتاریِ عاقبت هست شان

دگر روشنان را که بینی جمال   هم ایمن نیند از هبوط و زوال

کسی را در آفاق صورت مبند   که دریابد آسایشِ بی گزند

۱۵ جفا گر چه بر سیرِ افلاک نیست   چو من مشتری با شمت باک نیست

زمانه که دادت چنین پایه نغز   درین تعبیه بازیی داشت نغز

۲- س۲: بر حکم خط ۔ ۷- س۱،۲: خویشش

که از کین بمهرت روائی دهد | به از زنگ مات آشنائی دهد

ز من دور بودے گر این داوری | ترا کی شدے با من این یاوری

بسا کارکش رو بدشواری است | چو بینی ز دولت برو یاری است

کجا باز داند چو شد پای بست | که خواهد ابر دستِ سلطان نشست

۵ چو بسته شود پیل ترسد ز مات | نداند که روغن خورد یا نبات

دو ور دورے که آزردی از بخت خود | بپاداش وا یافتی تخت خود

چو من چین کشادم ز ابروی کین | مبارک ز سر بادت اقلیم چین

بگفت این و فرمود کارند پیش | سلب های شاهانه ز اندازه بیش

گرانمایهائے که شایان بود | ق | سزاوار کشور خدایان بود

۱۰ بیک چشم زد خازنِ گرم خیز | جهان در جهان کرد گنجینه ریز

چو شه دید جمع آنچه بایسته بود | روان کرد جای که شایسته بود

بخاقان یکی تاجِ زرین سپرد | که خورشید ازان روشنی رشک برد

ز گوهر مکلل یکے تختِ عاج | بهاے دو اقلیمِ چین را خراج

سزاوار این مایه گنجِ شگرف | که عمری در اندوختن گشت صرف

۱۵ تگاور هزار اسپِ تازی نژاد | بپای دوان دست برده ز باد

---

۱۱ - ق: چو شه جمع دید - ۱۱ - س: چو شد جمع گرد آنچه شائسته بود

۱۱ - س ل: بائسته بود

هزار دگر اشتر سرخ موی | سبق برده زاندیشهٔ گرم پوی
غلامان رومی و قبچاق و روس | کنیزان آراسته چون عروس
ز جنس حبش خادمان سرای | ملوّن سیاهان قیمت فزای
هزاری ز هر نوع زیبا و چست | که در حیرت آن خرد گشته ست
۵ همه پیش فرمان ده چین کشید | سرش را ز رفعت بپروین کشید
بزرگان چین را ز پا تا بفرق | ز خلعت میان گهر کرد غرق
جداگانه بر هر گرامایهٔ | کرم کرد بر قدر هر پایهٔ
بفرمود تا پیش آن عنبر و ناز | رود میهمان جانب خانه باز
سپهدار چین زان نوازندگی | ز سر یافت سرمایهٔ زندگی
۱۰ چنان گشت شرمندهٔ احسان خاص | کزان بندگی خوش نبودش خلاص
فراوان دران راحتش بود رنج | چه از بار منت چه از بار گنج
ز بس کاندران داوری شاد شد | دلش صید گشت ار تن آزاد شد
ز بخشایش و بخشش بی شمار | زبانش ز پوزش نمیکرد کار
بصد شرمناکی و خجلت گری | بغلطید بر نطع اسکندری
۱۵ نوازنده را معذرت ساز کرد | بشکر نوازش زبان باز کرد
سزا باد بر وارث ملک جم | که ویران کند عالم آباد هم

۱- ق: هزاران

اگر بر دلے داغ داند نهاد | برو مرهمی هم تواند نهاد
به چشم ار پشیزے ستاند ز کس | به احسانش گنجے دهد باز پس
وگر ملکے از تاجدارے ربود | دو چندانش بخشد بهنگام جود
چو دشمن قوی شد زبون سازدش | دلی چون زبون کرد بنوازدش
۵ بسا راه زن شیرِ مردم ربای | که گم گشتگان را بود رهنمای
نباشد چو تو شاه در مهر و کین | بکوشش چنان و به بخشش چنین
کجا خسروے جز تو باشد چنان | که کوشد به جان بخشیِ دشمنان
دگر شاه را در عدو سوختن | ز تو باید این بخشش آموختن
رهی کز تو در بندگی شاد گشت | کنون بندهٔ ترکش آزاد گشت
۱۰ چنانم گلو بستی از طوقِ خاص | که تا روزِ محشر نیابم خلاص
چو بستی بقیدِ عطا گردنم | چه حاجت رسن در گلو کردنم
هر آن مرغ کآسوده گشت از فراغ | دلش را قفس خوشتر آید ز باغ
چو آهوے وحشی ز جو گشت رام | دگر آهوان را در آرد بدام
چو طاوس را خانه شد بوستان | دگر یاد نارد ز هندوستان
۱۵ دگر تو بشاهی نخوانی مرا | یکے بندهٔ خاص دانی مرا
ز بنیاد برکنده بود اخترم | دگر ره تو کردی نهال از سرم

---

۱۱ - م: بستیم ۱۵ - م: نگر تا به شاهی نخوانی مرا

درختی نشاندی به نیک اختری | که امید باشد کزان برخوری
ازین پس من و خون خصمان شاه | کز ایشان نه سر ماند و نی کلاه
کسی را که باشد چو من چاکری | بخصمش چه حاجت دگر لشکری
مخالف چو کین آورد شاد باش | حوالت به من کن تو آزاد باش
گرم زندگانی دهد کردگار | کنم روشن اخلاص با شهریار
چو زینگونه خاقان چین عذر خواست | برآهنگ رفتن عنان کرد راست
بپای سکندر بسی داد بوس | پس آنگه روان گشت با پیل و کوس
برآمد بفرخندگی بر سمند | گراینده از بخت فیروزمند
ز سر ملک رایت افراز گشت | سوی دولت آباد چین باز گشت
سکندر بفرمود تا مهتران | ز فرمان دهان و ز فرمان بران
بتعظیم دیباچهٔ شاهیش | گرایند لختی بهمراهیش
کسی کین کرم دید یا خود شنید | تعجب کنان لب بدندان گزید
چو زان ناحیت حاصل آمد فراغ | شد از مشک چین خلق مشکین دماغ
ستوده جهان داور نیکنام | بنام نکو کرد آنجا خرام
تزلزل در اقلیم دیگر فگند | گهی تاج بر بود گه سر فگند
چو در ملک قادر بود پادشاه | گهی سر زند گاه بخشد کلاه

۸- س۲: نوازنده - ۱۰- س۲: گذاران - ۱۳- س۲: خاک چین

چو ابرست فرماندهِ کامیاب | که بارد گهی آتش و گاه آب

بیا ساقی آن شربتِ خوشگوار | کزو بزم گردد چو خرّم بهار

بده تا چو در تن در آرد توان | گلِ زردِ من زو شود ارغوان

بیا مطرب اسبابِ می کن تمام | بدان ارغنون ساز طنبور نام

۵ که گر چون عروسانش در بر نهی | مَی پُر دهد از کدوی تهی

نصیحت به قوی بازوان که زیردستان را بقوّتِ پنجه نگاه دارند و مجروحی که خونابهٔ او از خستگی بیرون تراود بر جراحتِ آن از سرِ لطف مرهم نهند

کسی کو به گیتی بود هوشمند | نیابد ز آسیبِ گیتی گزند

۱۰ باندیشه بنیادِ کاری کند | کزان خویش را در حصاری کند

به بیغوله در کند جای خویش | که دارد در پاسِ کالای خویش

گرش نیست کاری ز پیوستگان | گرفتی برد نیست از خستگان

ولیکن گرش قومے اندر دست | بهر نیک و بد عهدِ شان بر وی است

چو صد سر ترا سانیت زیر پاست | بسختی سرِ خویش گیری خطاست

۱۵ غمِ دیگران خور چو دستیت هست | غمِ خویشتن خود خورد هر که هست

---

۱ - س۲: بیارد - ۱۲ - ق۱: نوجه - ۱۵ ایضاً، س: بجمعے

بزرگی کسے را دہد دستگاہ — کہ دارد پناہندہ را پناہ
نہ زان ہا کیان کمتری در شمار — کہ بر چوزگان سازد از بر جفا
بزرگان کہ کہتر نوازی کنند — نہ رسم بزرگی ببازی کنند
سر مرد بہر سری کردن ست — چو نبود سری بار بر گردن ست
۵ ولیکن سران را توان کرد فرد — کہ با زیر دستان بود پائے مرد
کسے بر سر خلق زیبد امیر — کہ افتادگان را بود دستگیر
شرف کردن مردم از مردمی ست — وگرنہ ہمہ آدمی آدمی ست
شد از بوے خوش نافۂ مشک دوست — وگرنہ فراواں بود خون و پوست
بہ تنہا نہ باشد کسے سرفراز — سر آن شد کہ باشد رعیت نواز
۱۰ بزرگے کز و خورد بیرون شود — وگر خود فریدون بود دون شود
عقابے کہ از بے پری شد زبون — ستونہ کند لیک ہم بر ستون
برنگ ارچہ طاؤس باغے بود — گرش دم بریزد کلاغے بود
پلنگے کہ بشکست پایش بسنگ — سرش را برفتن نماند زرنگ
پرستارکش خدمت کردنی ست — ترا نیز تیمار او خوردنی ست
۱۵ زسر گرچہ پا زیر بار اندر ست — چو می بنگری بار پا بر سر ست
بود پا بجا تا بود سر بجاے — چو سر نیست پا اندر آید زجاے

۱۔ ق۲: کہ آرد۔ ایضاً۔ جم۔ پناہندہ را در پناہ ۹۔ م۲: سہ آن شد ۱۰۔ ق۲: وگرچون

مبین در جہاندار بسیار راد — تو بر گردنِ خواجہ ان بار راد

چو پشتِ شتر گرددار کژ نگار — دلِ ساربان را کند خار خار

ز روی خرد مہتر آن را پسند — کہ از کہتران باز دارد گزند

گر از فتنہ یک پای بی تیشہ نیست — چو داور قوی باشد اندیشہ نیست

۵ اگر میش در شہرِ گرگان بود — ز نجد چو زانِ بزرگان بود

چو سرسبزیِ خواجہ باشد بجای — چہ اندیشہ از دشمنِ سبز پای

سگی خورد را داں شبانی بزرگ — کہ بزغالہ را وارہاند ز گرگ

جہانداری آن را مسلّم بود — کز و رخنۂ فتنہ محکم بود

بہنگامِ فتنہ مکن بیغمی — کہ باشد سرانجامِ او درہمی

۱۰ چراغی کہ در خرمنی بر کنی — بکش ورنہ خرمن دران سر کنی

چو سیلابِ تند آید از برزنی — ز سوراخِ موری کند روزنی

بغوغای شور ابلہان خوش بوند — دلی کاردانان مشوش بوند

دلِ کاردش نوبتی در نفیر — بود شادیِ کودک و رنجِ پیر

مکن تکیہ بر خاطرِ ہوشمند — کہ زیرک تر از تست چرخِ بلند

۱۵ بود پاسبان گرچہ بیدار تر — ہمہ حال از دزد ہشیار تر

ز جورِ جہان گر توی تنگ خوی — جہان کارِ خود کی گذارد بگوی

۳۔ س ۱: کنند۔ ۷۔ س ۲: بزغالہ ہا را

غنی کو بغارت بہ بند د میاں | دراں بضعۂ خویش بندد زیاں
بد اندیش کو با تو بد میکند | زیانت از پئے سودِ خود میکند
کدیور ز باغ ار بدزدد ترنج | ز بے نانیش مردہ باید بہ گنج
کہن گرگ ناشاد از خونِ میش | بود بیگماں تشنۂ خونِ خویش
چناں باید اندر جہاں زیستن | کہ از فتنہ ایمن تواں زیستن
اگر بر سرِ کہتراں سروری | حمایت قوی دار تا بر خوری
چو خوش خسپد اندر پناہت کسے | بداں خواب تو نیز خسپی بسے
دگر کہتری در پناہے گریز | کہ ہنگامِ خفتن نگوید کہ خیز
ز دہرِ زبوں گیر چوں آگہی | رہانندۂ جوے تا وا رہی

حکایت فریاد کردنِ اشترِ دہاں بستہ و بفریاد رسیدنِ موش بر سرِ وقتِ او

شنگرف اشترے راہ ہنگام گشت | نگہ کرد موشے بہ پہنائے دشت
بدو گفت کاے رہروِ بردبار | رسن چیست کن چوں گسستی مہار
کمیں ہاست اینجا بسے زآسماں | از آنِ کسے شو کہ یابی اماں
شتر بانگ بر زد کہ خاموش کن | بمقدارِ خود گفت باید سخن
وجودِ تو زینگونہ خورد و حقیر | مشو با بزرگے چو من خردہ گیر

شتر چون نکرد آن نصیحت بگوش　　دکان بست موشِ نصیحت فروش

بسوراخ رفت این عبا افگنان　　شد او سوے دیگر مهار افگنان

بهر شاخِ خارے که شد سرفراز　　بلا را همی داد رشته دراز

همی گشت شاخ افگن و خارکن　　که پیچیده گشتش بشاخے رسن

٥ دو روز و دو شب ماند بیهوش و تاب　　اجل را همی دید هر دم بخواب

چو دل را ز بونی بریش آمدش　　نصیحت گرِ رفته پیش آمدش

بدو گفت چونی و زارانِ که　　بدین چاشنی میهمانِ که

شتر گفت دریاب کانِ تو ام　　بنزلِ کرم میهمانِ تو ام

به ار بندهٔ خویش خوانی مرا　　ازین بندگی وارهانی مرا

١٠ چو عجزِ چنان دید چاره سگال　　بعاجز رهائی بریدش دوال

درین ره که در سر کلاهے ترست　　پناهندهٔ بے پناهے ترست

عزیمت کردنِ سکندر سوے دیولاخ یاجوج و ماجوج و بعض را بتیغ کوه شگاف در غار کشتن و درِ آن رخنهٔ بلا را از آهن گرانِ سنگ و خشتِ پولاد بستن ١٥

گزارش گرِ نفسِ دیرینه ساز　　چنان بندد این پرنیان طراز

٣- س: بخارے　٩- ق: کے- ١٦- ق-م-س: نقش

که چون چیره شد کارفرمای روم — بشرق درون بر بسی مرز و بوم

ازان دل که دولت سگال آمدش — عزیمت بسوی شمال آمدش

گرفت آن طرف نیز یکسر بزور — بدریای خزران در افگند شور

ز طاعات بالانیان تاج داد — سر روسیان را بتاراج داد

۵ چو بر عرصهٔ روشنی دست یافت — بتاریکی آب حیوان شتافت

چو زان چشمهٔ عمر لب تشنه ماند — جنیبت ز ظلمات بیرون جهاند

سوی چشمه از روشنی کرد روی — به بی آبی از خویشتن دست شوی

سخنگوی پیشینه جادوی پیش — که جادوگری کرد زاندازه بیش

بنثر حکیه بست این ورق را طراز — ازین پیش بیرون نیفگند راز

۱۰ چو زین نکته راه معانی کشاد — نم از چشمهٔ زندگانی کشاد

ازان چشمه ماسیاهی گذاشت — گهر بستد و گوشت ماهی گذاشت

چو نگذاشت آدمی بشیشه درون — من از شیشه شویم چه آید برون

چو تاراج شد زلّه برخوان میر — من از ریزه چینی ندارم گزیر

چو دهقان کند خرمن از دانه پاک — بود عاقبت قوت موران بخاک

۱۵ گل از بوستان باده نوشان برند — خس و خار هیزم فروشان برند

چو آمد جهاندار دریا درون — ز تاریکی آب حیوان برون

۹- ق۱: نگار - ایضاً - ق۱: بار ۱۰- س۱: زین گونه

دراں رہ کہ نطعے نہ ہموار داشت | سپہ از روش رنجِ بسیار داشت
زکوہ و در و بیشۂ سنگلاخ | سمِ بادپایاں شدہ شاخ شاخ
علف را چناں بر عدم شد برات | کہ نایاب شد ناں چو آبِ حیات
فراخی زمطبخ بروں برد رنگ | ز تنگی دلِ ہمگناں گشت تنگ
۵ کسے را کہ صد گنج و دینار بود | شکم خالی و دل گرانبار بود
بجاے کہ باید شکم کرد پُر | یکی دانہ جو بہ ز انبارِ دُر
تونگر کہ ماش جہانے بود | چو بینیش محتاجِ نانے بود
چو بے توشگی در تن آرد شکست | توانا ترے را کند زیر دست
اگر آدمی پادشا یا رہی ست | دلش پُر مداں گر تہیگہ تہی ست
۱۰ بمجلس مے و میوہ خالی بود | قدح لشکن از شیشہ خالی بود
دل شاہ رنج از ہمہ بیش داشت | کہ بارِ ہمہ بر دلِ خویش داشت
ازاں غم کہ کارش بسختی فتاد | رہانندۂ خویش را کرد یاد
شبے شد زہمصحبتاں گوشہ گیر | بہ پوزش گری پیشِ پوزش پذیر
بخواہش نظر سوے بخشندہ داشت | شب بندگی را بجاں زندہ داشت
۱۵ چو با منعمِ خود بسے راز گفت | سرشتے پدیدار گشت از نہفت
سکندر نشستہ چو بے توشہ | کہ دادش ز انگورِ نو خوشہ

---

۱۰ - ق :- کاسہ

بدو گفت کآزاد باش از گزند | که برداشت دولت ز کارِ تو بند
زبارانِ اشکے که چشمت گشاد | برے داد زینگونه شاخِ مراد
نهادی چو در چشمهٔ عمر رُے | شدی آب نادیده زو دست شوے
بسے رنج دیدی به پویندگی | بسے حیله کردی به جویندگی
۵ خدائے که در کارگاهِ مراد | نکرد است رنج کسے را بباد
چو بر قسمت رزق پروانه داد | بپاداش آں آیت ایں دانه داد
گرت چاشنی بخشد ایں سلسبیل | کنی چشمهٔ زندگانی سبیل
یکے خضر زاں چشمه شد زنده نام | تو زیں عالمی زنده گرداں تمام
همه عمرت ایں توشه یاری رس است | ترا و همه لشکرت را بس است
۱۰ صلا ده بریں میوه هر جا که هست | که هم نقل و هم باده داری بدست
درونِ تن ایں تحفهٔ جاں نواز | بود تا بیک سال مهماں نواز
نه از خوردنش باشد ایں دانه فرد | نه سالے خورش جوید آں کس که خورد
تنومند را تازه گردد رواں | توانا شود مردمِ ناتواں
ولے چوں سپه یافت خورسندیے | درآید بدلها تنومندیے
۱۵ چنانست فرمانِ یزدانِ پاک | که ساکن نمانی دریں تیره خاک
ازیں جا بجنبی چو دریاے آب | سوے کوهِ یاجوج رانی شتاب

۴۔ ناخورد۔ ایضاً ق: نادیده ددست شو۔ ۵۔ س ل: نداد هست

جهاندار ازان روزیِ بی‌قیاس	بسی گفت روزی‌رسان را سپاس
چو خورشید رخشنده بنمود تاج	برآمد چو خورشید بر تختِ عاج
برآیینِ اسکندری داد بار	برافگنده پرده ز در پرده‌دار
بفرمود تا مردم از خاص و عام	ز لشکر کنند سوی خرگه خرام
۵ نوای نوازش بصحرا رسید	طلبگارِ گوهر بدریا رسید
بدرگاه راند آدمی فوج فوج	سپاهی چو دریا درآمد بموج
زمین زان نویدی که خوش کرد گوش	چو صحرای محشر درآمد به جوش
کسی کامد از پیر و برنا بخورد	بدستِ خودش دانه می‌سپرد
بدان دانه خلقِ شکم سوخته	شتابان چو گنجشکِ آموخته
۱۰ کسی را که نوبت رسیدی فراز	ربودی ز مخدومِ کمتر نواز
بدر دیده نفسِ دوزخ سرشت	سپردی بدوزخ نشانِ بهشت
ز پژمردگی زنده گشتی تنش	چو شمعی که افزون کند روغنش
جهاندار تا هفت روزِ تمام	بدان دانه آورد دلها بدام
سپه را که در ناله و وای بود	شکم پر شد و خوش بر جای بود
۱۵ چو لشکر همه سیر گشت از خورش	گرفت از غذا سینه‌ها پرورش
ز آرامشِ معده دلشاد گشت	ز دامِ شکم گردن آزاد گشت

۴- س ۲: صحرا ۵- س ۱: ندای - ۱۲- س: زنده کند

شهٔ مهربان طبع پاکیزه خوی — به تیمارِ درماندگان کرد روی

بفرمود تا مردم و چارپای — که از ماندگی مانده باشد بجای

خرامان و آهسته زین مرز و بوم — گرانید منزل بمنزل برُوم

خود از کوچگه کرّه بیرون جهاند — جریده سوی کوهِ یاجوج راند

۵ بدشت و بیابان و کوه و دره — بهنجار می شد سپه یکسره

دران ره که شد نرخ صد جان بشیر — خضر پیشرو بود و الیاس نیز

پس از چار ماهه گزندِ سفر — کشیدند در کوهِ یاجوج سر

چه بینند محنت ستانی درشت — که بیننده را زو دوتا گشت پشت

زمینی ز دوزخ غم انگیزتر — گلش خار و خار از سنان تیزتر

۱۰ علم برده هر کوه بر اوجِ میغ — ز ابرِ سیه آب داده به تیغ

سرانداز دا از تیغ گاهِ ستیز — کله می ربود از سر آن تیغ تیز

بهر کوه و غاری چو دریای ژرف — بهر غار در اژدهای شگرف

چنان خاکدانِ عفونت سرشت — شد از موکبِ خسروی چون بهشت

چو شاه اندران وادی پی فشرد — علم بر درِ غارِ یاجوج بُرد

۱۵ بفرمود تا خیمهٔ هر گروه — بدوزند دامن بدامانِ کوه

برآورد دهلیز و برزد سریر — از انجا بقدرِ دو پرتاب تیر

۷- س ۲: کوچ ۸- س ۱: چه دیدند ۱۳- س وق ۱: عقوبت

خبر شد باقصای آن مرز و بوم — که بگذشت بر کوه دریای روم

نواحی نشین مردم آن دیار — ق — که بودند پنهان بهر کنج و غار

ز یاجوج وحشی بجان آمده — ز بیدادِ شان در فغان آمده

چو دیدند کامد پدید از نوی — ستم دیده را دادبخشی قوی

۵ از آن گوشه گیری بره آمدند — تظلم کنان پیش شه آمدند

بفریاد گفتند کای دستگیر — ز بیدادِ یاجوجِ ظالم نفیر

برون می گرایند ازین تنگنای — به تندی چو گرگانِ مردم ربای

بچنگالِ شان هرچه افتد کم است — اگر چارپایست وگر مردم است

که یارد که شان را کند رخنه سخت — جز اقبالِ فرماندهِ تاج و تخت

۱۰ مگر بختِ بیدارت آرد شتاب — که آن فتنه را چشم بندد بخواب

چنین کار نبود به بازوی کس — جز اندازهٔ بازوی تست و بس

به سیمای تست این سعادت پدید — که سدی برین در توانی کشید

بسی زین نمط بازی انگیختند — سرشکی بزاری فرو ریختند

ز بس زاری و نالیدنِ آن گروه — ببانگِ صدا ناله می کرد کوه

۱۵ دل آزرده شد خسروِ روم را — نوازش بسی کرد مظلوم را

بامیدشان کرد چون تندرست — خبرهای آن وحشیان باز جست

۱- س۲: از آن کوه ۱۰- چشم بندی- ۱۶- ق و س: بامید چون کرد شان تندرست ایضاً- م: دل درست

که چونند و چندست مقدارشان | چه ره دارد اندیشهٔ کارشان
شناسندهٔ راز آن کارگاه | جبین سود بر فرش بارگاه
چو برداشت سر زان سرافگندگی | سخن گفت بر قدر دانندگی
که گیتی پناها جهاندار باش | شب و روز چون بخت بیدار باش
۵ جهان در پناه تو آسوده باد | بد اندیش ز اندیشه فرسوده باد
چراغ جهان از روی تو نور | دم سرد خصم از چراغ تو دور
ازان دیو خویان چه رانم سخن | که دیوانه گردد سپهر کهن
گروهی بهر سو چو دیوان بگشت | گره برده در تنگ غولان دشت
فزون از شمردن گروها گروه | چو ریگ بیابان و خاشاک کوه
۱۰ مثل گر بدریا کنند آب خورد | بیکدم ز دریا برآرند گرد
بهر سو که در پیش گیرند راه | نه گل ماند اندر زمین نی گیاه
بکوتاه چشمی سگ جیفه جوی | بگوش دراز از خران برده گوی
نه شرمی و نی بینش دل نواز | دران چشم کوتاه و گوش دراز
ته پا چو دامن فرو هشته گوش | نه زان دامنی کو بود عیب پوش
۱۵ بهنگام خفتن بخسپند سیر | یکی گوش بالا و دیگر بزیر

---

۱ - ق ۱: - چونند - ایضاً س ۱: - چونست - ۲ - بر فرش آن
۱۴ - س ۱: - به آواز دارند چون خر خروش
۱۵ - س ۱: - یکی گوش زیر

قباشان همان بست و جوشن همان — حریر بسر و حلهٔ تن همان

شکن بر شکن چین ابروی شان — کشان ریش تا زیر زانوی شان

گلیمی ز موی خشن بر وجود — مژه زرد و رو سرخ و دیده کبود

برون آمده پشت شان چون گراز — شکم پهن و پا خرد و ناخن دراز

۵ برهنه بیکدیگر آیند گرم — ز فرزند و مادر ندارند شرم

ز بی دانشی همچو خرس و خروس — بخواهر زنی گشته مادر عروس

بشهوت شب و روز با هم بکار — نمیرد یکی تا نزاید هزار

دران کوه بی میوه و جای شوم — که در وی همایون توان گفت بوم

نباشد چو چیزی دگر قوت شان — بود بهترین طعمه خر قوت شان

۱۰ شه کاردان کان حکایت شنید — عجب ماند لب را بدندان گزید

هوس گرم شد طبع جوشیده را — که بیند تماشای پوشیده را

ز لشکر گزین کرد مرد هزار — شتابنده چون باد در وقت کار

ز گوران سبق برده هنگام گشت — گرفته به تنگ آهوان از دشت

ز گرمی جهنده برابرش چو برق — ز سر تا به پا زیر فولاد غرق

۱۵ به پیکان چون موی خاراشگاف — ندیده کسی پشت شان در مصاف

۱- بر- ۳- س: - گلیمی ز سر موی کشن بر وجود + مژه سرخ رخ زرد و دیده کبود

۸- س ۲: - همانرا توان

۱۴- ق و س ۲: - قدم

چو شیرِ درنده بشمشیر و تیر ‌ ‌ ‌ بمردی و مرد افگنی بی نظیر

بفرمود تا هر همه یک سره ‌ ‌ ‌ کمین ساختند از درونِ دره

بهر گوشهٔ غار پنهان شدند ‌ ‌ ‌ بر آن فتنها فتنهٔ جان شدند

چو بکرِ فلک در عماری نشست ‌ ‌ ‌ شبِ تیره در پرده داری نشست

۵ عروسانِ شب زیور آراستند ‌ ‌ ‌ فلک را بگوهر بر آراستند

فلک پرده زان لعبتان باز کرد ‌ ‌ ‌ جهانبازیِ لعبت آغاز کرد

رسیدند بازی کنان فوج فوج ‌ ‌ ‌ زد از دیو مردم بهم دشت موج

چو طفلانِ همتاب بازی کنان ‌ ‌ ‌ لب از آبِ بینی نمازی کنان

نشستند در زیرِ هر خاربُن ‌ ‌ ‌ بهم انجمن انجمن در سخن

۱۰ چو دیدند نخچیرسازان ز راه ‌ ‌ ‌ که نخچیر بیرون زد از صیدگاه

کمانها کشیده بر آهنگِ کین ‌ ‌ ‌ چو شیران برون تاختند از کمین

دران وحش صحرا در آمیختند ‌ ‌ ‌ گرفتند و کشتند و خون ریختند

بکشتند چندی به شمشیر و تیر ‌ ‌ ‌ دگر زنده کردند لختی اسیر

ز چنگالِ آن قومِ بیباک نیز ‌ ‌ ‌ فرو شد فرادان جوانِ عزیز

۱۵ سراسیمه شد مرد از آن بدرگان ‌ ‌ ‌ چو شیری که اُفتد میانِ سگان

بر آنگونه کندند پولاد را ‌ ‌ ‌ که سنگینِ پولاد بنیاد را

---

۱ - س : - مردانگی - ۸ - س : - به مهتاب ۱۵ - س : - گشتند -

بدنداں ہمہ حلقہاے زرہ — بُریدند یک یک گرہ بر گرہ

ہمہ شب ہزبرانِ جنگی بپاے — دراں فتنہ بودند دست آزماے

چو گلہاے سیّارگاں بُرد باد — پُر از سبزہ گشت ایں ہمایوں سواد

درخشندہ شد چشمۂ آفتاب — زہر سوے فتنہ بر آمد ز خواب

۵ ز زنبورکِ مردِ کابل بزور — بزنبور خانہ در افتاد شور

بجوش آمدند آں سگاں صد ہزار — چو موراں ز سوراخ ماراں ز غار

برغبت شتابندہ سوے ہلاک — نہ از دشنہ ترس و نہ از نیزہ باک

رواں سوے شمشیر و خنجر بہ لاغ — چو پروانہ کو زند بر چراغ

بہر حملہ صد دشت انگیختند — بہر مرد صد تن در آویختند

۱۰ یلانے کہ رستم نشاں آمدند — ازاں دیو بازی بجاں آمدند

باندازۂ زورِ بازوے مرد — نمودند با دیو مردم نبرد

ولیکن چو موجِ بلا بود سخت — بسیلابِ طوفاں در افتاد رخت

یکے تن کہ در پیشِ صد تن شود — اگر خود تہمتن بود زن شود

بسا بچۂ شیر بر روے خاک — کہ گردد ز غوغاے موراں ہلاک

۱۵ ز چنداں نبرد آزماے سرہ — چہل تن بروں آمدند از درہ

دگر حملہ خفتند بر نطعِ جنگ — ز آسیبِ دندانِ آزار چنگ

---

۷ - تیغ - ۸ - س ا: - دواں

ز پولاد پوشانِ خنجر گزار | دِر رخنه را گشت ز آهن حصار
گروهے کزاں در برون تاختند | سرِ خویش در دستِ خود باختند
ز بس تیغ راندن چو آب روان | فرو ماند بازوے مردان ز توان
ز خون غرق شد گرچه کهسار و دشت | ز دریاے شاں قطرهٔ کم نه گشت
۵ زبون گشت شہ اندراں داوری | باندیشه جست از خرد یاوری
در آئینهٔ راے بسیار دید | نشد صورتِ چاره بر رو پدید
به آخر براں یافت خاطر قرار | که رخنه به آتش کنند استوار
بفرمود تا درگزرگاهِ تنگ | ره از چوب کردند محکم چو سنگ
برافروختند آتشے تا سپهر | که از دودِ آں تیره شد ماه و مهر
۱۰ رقیباں نشاندند تا صبح و شام | فروزنده دارند آتش مدام
همه مردم و چارپا و سپاه | بماندند ازاں آتش اندر پناه
چو دروازهٔ فتنه شد ناپدید | درِ چاره را یافت دولت کلید
جهاں بادشاه بر سریر کیاں | برآمد به آئینِ فرخ پیاں
بزرگانِ درگاه را بار داد | پناهنده را رونقِ کار داد
۱۵ اسیرانِ یاجوج را جست پیش | بدیدن هوس کرد ز اندازه بیش
دو دیدند جمعے ز نظاره گاں | طلبگارِ آں آدمی خوارگاں

۱- ببست - ۲- بردست - ایضاً - ق: - خون - ۱۵ - س ل: - خواند

رسن بسته بر شاه بردندشان | بخاصان درگه سپردندشان
سکندر ز نظارهٔ آن خیال | بحیرت همی شد ز حالی بحال
بفرمود کز مطبخ آرند خورد | ز بریان سرخ و ز حلوای زرد
فراوان فشاندند از آن جمله چیز | بدلداری میهمان عزیز
۵ چو آماده شد نزل مهمان تمام | دل میهمانان درآمد بدام
نمودند از انسان بخوردن شتاب | که آتش بخاشاک و تشنه به آب
نه چون سگ بخوردن ادب پیشه | نه زان بستگی در دل اندیشه
گه این روی آن را ابا خن درید | گه او پشت این را بدندان گزید
چنان خوانچه پر ز چشم تهی | بخوردند چون چشم برهم نهی
۱۰ بران گونه دندان زدند از توان | کزان آسیا آرد گشت استخوان
درآیین شان خلق نظارگی | بحیرت فرو ماند یکبارگی
چو نان خورده شد شاه مهمان نواز | بریحان می گشت شان جاب لواز
بفرمود تا همچو گرداب ژرف | نهادند پیش تغاری شگرف
بدان آب کاتش برآرد ز مغز | نمودند رغبت حریفان نغز
۱۵ چنان درکشیدند بیباک و شرم | که باران بریگ اریگ گرم
چو در مغزشان باده در کار گشت | ز سر فتنهٔ خفته بیدار گشت

۲- م۱ :- آن جمال

ازاں بوم خوئی فرود آمدند | چو زاغ و زغن در سرود آمدند

نشستند باہم بگفت و شنید | زبانہا در خندہا را کلید

زمے ہر کلاغے شدہ بلبلے | فگندہ دراں بوستاں غلغلے

ملک با دلِ حکمت اندوختہ | دراں تنگ چشماں نظر دوختہ

۵ بدشمن گراں گونہ بیچارہ بود | ہمہ روز مشغولِ نظّارہ بود

چو در سدِّ اسکندری رفت مہر | بہ یاجوج بازی در آمد سپہر

فروزندہ شد ماہِ ناکاستہ | چو اسکندرے موکب آراستہ

ہمہ شب ملک شیشۂ می بچنگ | ہمہ ریخت گوہر بہ آوازِ چنگ

بہر جرعہ گنجینۂ مے فشاند | غبارے ز ہر سینۂ مے نشاند

۱۰ نوائے چکاوک زِ رود و رباب | ہمی کرد خوں در رگِ زہرہ آب

کرشمہ کناں ساقیِ نیم مست | بہ خونریزِ مستاں پیالہ بدست

چو می داد ساغر نشینندہ را | دل از دست می برد بینندہ را

ندیمانِ خوش طبع بیدار مغز | غزل خواں شدہ بر نمط ہای نغز

ازاں بلبلانِ خوش نغز گوے | شدہ بزم چوں بوستاں تازہ روے

۱۵ زبس شمع کاں عالم افروز بود | شبِ تیرہ روشن تر از روز بود

چو اسپِ سحر زیں شدہ ہفت پوش | برآورد پولادِ رخشاں بدوش

بکہتر جہاندارِ فیروزمند | بر اورنگِ شاہی برآمد بلند

۱۶- م ۱:- چو دشت سحر زیں شدہ ہفت جوش

عنان داده دل را به نیک اختری ‌‌‌ باندیشهٔ سدّ اسکندری

بفرزانه فرمود کز هر دیار ‌‌‌ مهیّا کند جمله اسباب کار

ارسطوی دانا فرو ریخت گنج ‌‌‌ بدین داوری گشت سرمایه سنج

بهای متاعی که بایست بود ‌‌‌ بدامان جوینده دادند زود

۵ دویدند جویندگان سو بسوی ‌‌‌ ز بهر مس و آهن و سرب روی

منی گر بخروار زر یافتند ‌‌‌ خریدند چندان که دریافتند

نه آهن ز آهن اگر بود ریم ‌‌‌ چو آب روان می فشاندند سیم

دگر جای از روی باز آهنی ‌‌‌ ق ‌‌‌ شنیدند کانی و یا معدنی

چو آهن فشردند در سنگ پای ‌‌‌ ربودند چون سنگ آهن ربای

۱۰ ز بهر اساس بدانگونه سخت ‌‌‌ کشیدند ششمه بدرگاه رخت

چو ساز عمارت شد آراسته ‌‌‌ ز دلها شد آن بار برخاسته

نشستند پولادکاران روم ‌‌‌ که پولاد بر دستشان گشت موم

ز مالیدن پتک کر گشت گوش ‌‌‌ ز سندان بعیوق بر شد خروش

دمی کو دم کوره را گرم کرد ‌‌‌ نه آهن که الماس را نرم کرد

۱۵ بفارغدلی جا بجا تن زدند ‌‌‌ همه روز و شب خشت آهن زدند

چو در کوره ها پخته شد کار خشت ‌‌‌ جهان سکّهٔ گل بر آهن نبشت

---

۴ - س ا : - بها را - ۱۰ - ق و س ا : - زبهر اساسے - ۱۲ - س : - بود ۱۳ - ق ا : - بیل

خداوندِ فرمان بعزمِ درست | به بنیاد سنجی میان کرد چست
سپه جست و حشرے بانبوه کرد | عزیمت بدروازهٔ کوه کرد
پس و پیش در کوشش آمد گروه | چپ و راست در کاوش افتاد کوه
چنان تیشه زد مردِ پولاد چنگ | که آتش برون آمد از نافِ سنگ
۵ زبس کاهنش سنگ را تاب داد | زتحت الثری تیشه را آب داد
ز کاویدنِ سنگها در شتاب | نخست آتش آمد برون آنگه آب
ز گرمیِ سنگ آتشے بود تیز | شتابان تر از آب در آب خیز
چو آتش چنان دید پولاد را | که در آب حل کرد بنیاد را
بفرمود کاهن در آتش نهند | چو پولاد کز آتش آبش دهند
۱۰ اساسے کز آنسان بتمکین کنند | بر آن خشتِ پولاد سنگین کنند
رسیدند بنیاد سنجان چو باد | اساسے نهادند محکم نهاد
بهر روے فرشے که انگیختند | برو روے حل کرده می ریختند
شگافے که در عرض و در طول بود | بجاے گلش روے محلول بود
تباش از کم و بیش طرزے نداشت | چو پولاد یک تخت و رزی نداشت
۱۵ نهانی به بیغولهٔ آن اساس | دری بر کشیدند عالی قیاس
گزے شصت در پنج از فراخیش ساز | صد و پنجه اندر درازا دراز

۲- م: - سپه بجمعیت - ۱۱- ق پولاد

یکی قفلِ شش پہلو انگیختند — بزنجیر دہ گز در آویختند
گزی ہشت کردہ کلیدش پدید — سہ گز چار دندان ہاے کلید
ہر آں طول و عرضے کہ درکار بود — باندازۂ خود گراں بار بود
چو سدِّ سکندر شد آراستہ — شد آشوبِ خصم از میاں خاستہ
۵ سکندر ز توفیقِ کارے چناں — ق — کہ برخاست از سینہ بارے چناں
دو روز و دو شب روے بر خاک سود — خداوندِ خود را پرستش نمود
سیوم روز کاں سکندر صبح گاہ — ق — برآورد بر اوجِ گردوں کلاہ
جہاندار بر تختِ زرِ بار داد — بکوشندگاں گنجِ بسیار داد
کسانیکہ از بازوے چارہ سنج — ق — بہ بنیادِ سنجی کشیدند رنج
۱۰ نمود از درِ برگ سازندگی — بمقدارِ ہر کس نوازندگی
چو پاداشِ رنجِ کساں دادہ شد — بقدرِ عمل قیمت آمادہ شد
ز گردن فرازانِ لشکر سری — نشاند اندراں عرصہ بالشکری
کہ مر بیشِ آں کشوراں را اسیر — کہ ناید از فتنہ را دست برد
بضبط آورد کشور از طوق و باج — ز کشور نشیناں ستاند خراج
۱۵ عمارت کند جملہ ویرانہا — ز دہقاں بکشت افگند دانہا
شب و روز دربانیِ سد کند — یکے سد بہ نیروے خود صد کند

---

۴ – س۲ : – خلق از جہاں – ۱۴ – س۱ : – تخت و تاج – ۱۶ – س۲ : – یکے را

کند نام زد مردم از روم و رُدس | که کوبند بر در شب و روز کوس
تغلغل در آرند کوس و درای | جهان کر کنند از دمِ کرّه نای
بدان تا دران حصن بی فتح باب | رود فتنه زان نغمه خوش بخواب
چو دانند کانجاست خیل و سپاه | هراسنده باشند ازان کارگاه
۵ چو زان کار شه را دل آسوده گشت | همان فتنهٔ بوده نابوده گشت
علم را سوی روم پرواز داد | فرس را برفتن عنان باز داد
بیا ساقی آن بادهٔ چون عقیق | که هم کوثرش نام شد هم رحیق
فرو ریز تا چون بهشتی شود | خراباتی از وی بهشتی شود
بیا مطرب آن چاشنی بخش روح | که هم صبح ازو خوش شود هم صبوح
۱۰ فرو گوی و مجلس پُرآوازه کن | دل و جانِ میخوارگان تازه کن

در نصیحت گردکنندگانِ دینار و درم که چون زخم تیرِ چرخ بخطا می بینند این مدوّرات را بدست خود سپری کنند و دل در گرهِ سیم نه بندند بلکه این مس قلب را ۱۵ در دل گره زنند که هیچ سره قلب را گره نه بندد

زهی بختِ بیدارِ آن نیک بخت | که ندهد بدزدان درین خانه رخت

۵ - م: - چنان

مزاج جهان را که با کس نساخت | شناسد بد انسان که باید شناخت

چو دریابد از راهِ دانندگی | که هیچ ست سرمایهٔ زندگی

فراهم کند محرمِ چند را | گزارد به شادی دمِ چند را

خورد نقد خود با دمِ نا و کوس | با فسون خوران گزارد فسوس

۵ گزان بس که شد خوابگه در مغاک | بجز خاک خوردی نه باشد بخاک

بیا تا به شادی و فرخندگی | بر آریم با همدمِ زندگی

به هم صحبتان دوستگانی دهیم | نشینیم و دادِ جوانی دهیم

اگر باز کاویم بنیاد را | بنا بر غم ست آدمی زاد را

چو غم را کرانه پدیدار نیست | به از شادی بودن دگر کار نیست

۱۰ کسانی که رخت از جهان برده اند | همه در غمِ زیستن مُرده اند

که و مه طلبگار عمرند و بس | کسی را به مردن نیاید هوس

بقا را چو تنگ ست جای درنگ | چه داریم دل را به بیهوده تنگ

یک امروز در خوشدلی دل نهیم | غمِ دی و فردا به یک سو نهیم

دل امروز در بندِ فردا همان | نگر تا به فردا نیابی امان

۱۵ به عمری که نقد ست و از غم تهی ست | غمِ عمرِ نسیه خوری ابلهی ست

چو خواهی غم و شادمانی گزاشت | جهان خوش گزارا ر توانی گزاشت

۱۴- س: - همان

بمی تازہ گرداں دلِ ریش را | رہا کن حسابِ کم و بیش را

متاعے کہ دہ روز مہمانِ تست | بخور کانچہ خوردی ہماں آنِ تست

درم در جہاں بہرِ خوش خوردن ست | نہ از بہرِ زیرِ زمیں کردن ست

زرے را کہ در گور کردی بزور | چو گورت کند سر برآرد ز گور

۵ نہ بہتر ز نست آں گلِ رو نمائے | کہ او ماند و تو نمانی بجاے

گرہ گر تہی گشت بد خو مباش | سفالِ درست در جہاں گو مباش

کسے بر سفالے چہ نالاں بود | کہ بازیچۂ خورد سالاں بود

دو درمے کز ودہ دل ست آدمی | بدہ تا پدید آیدت خورّمی

درم چوں تواں داشت در دل نگاہ | کہ گر مشت بندی شود کف سیاہ

۱۰ دریں روضہ تخمِ عمل پیش کن | کشاورزیِ دانۂ خویش کن

بدل دانۂ حرص چنداں مکار | کہ آخر پشیمانی آرد ببار

خود از بہرِ خود دہ گرت ہست چیز | کہ ندہد کسے بہرِ تو یک پشیز

ستانندہ ہر جاے بینی بسے | رسانندہ دشوار یابی کسے

جوانمرد از اں قبلہ مدخل ست | کہ چیدن خوش و ریختن مشکل ست

۱۵ خساں ذرہ ذرہ بیکجا نہند | کساں تودہ تودہ بیغما دہند

ہم کردنِ تار جولاہ راست | چو دیبا شود بخششِ شاہ راست

برد کشتباں خوشۂ خود بداس | دہد تنگ تنگ آسیابان بآس

خزینه بماند و ختن خاص نیست | که دُر در خورِ گوشِ غوّاص نیست
منعم ندادست روزی رسان | مگر بهرِ آسایشِ مفلسان
درختی که دور افگند برگ و شاخ | کند سایه بر زیر دستان فراخ
کند کشت دهقان چو بی خوشگی | جهانی بمیرد ز بی توشگی
۵ اگر ابرِ بارنده گردد بخیل | نه بر آبِ خود دجله ماند نه نیل
کسی کز پی سیم کان میکند | بمزدوریِ حرص جان میکند
نگر تا چه خون خوردی از حرص و آز | که نقدی بدامانت آید فراز
ازان بار صد کوه بر گردنت | کم از صد یکی در شکم خوردنت
خری را که بیکار خربنده گشت | دو جو در شکم به که ده من به پشت
۱۰ بخور آن که امروز با هم بود | که روز دگر روزیِ هم بود
چو روزی خوری بهرِ فردا مپای | که نا اعتمادی بود بر خدای
اگر مایه داری چرا کم خوری | چو بخشنده داری چرا غم خوری
چو روزی نخواهد کم و بیش گشت | نشاید بهمت کم اندیش گشت
بران تنگ روزی بباید گریست | که از بیمِ تنگی بود تنگ زیست
۱۵ ازین غم که بی توشه ماندن بلاست | همه عمر بی توشه بودن خطاست

حکایت حریصی که با صد هزار دینارِ مغربی چون خورشید

۱۔ س ا :- بدریائے چیں

همه شب در آرزوے قرصِ خور بودے بامداد که قرصِ خورپید اشد ورمی دید وحسرت میخورد تا چندانکه در آرزوے قرص جان داد

۵ در اُفتاد قحطے بشہرے درُون | که می مرد مردم زغایت فزوں
حریصے که دینار بودش ہزار | بدریوزه گردی دراں روزگار
رسیدش چو برداشت از جاں اُمید | پس از فاقهٔ چند قرصِ سپید
همیکرد از دور در وے نگاه | بدانساں که مردم بخورشید و ماه
اگر چیش تہی گه پُر آزار بود | تہی چشمیش مانعِ کار بود
۱۰ همه روز از اں حسرت آزرده ماند | شب او مرد و آں لقمه ناخورده ماند
چو بے برزید مرد هنگامِ برگ | سبوسے نیرزد بهنگامِ مرگ

ساختن سکندر برگِ مجلس درباغ و آزمائی و نوشِ لبِ چینی نوش دارو ے لبالب نوش کردن و چنگ زدن

۱۵ آں شاهینِ شاه شکار و دل ربودن از شاه و سیر کردنِ شاه او را از خلاصهٔ سرخاب و خونِ بط و گردنِ کلنگ

۶- ق: برفتے

کشاینده نافهٔ این سواد	سر نافهٔ چین بدینسان کشاد
که چون فرخ اسکندر سرفراز	بفیروزی از ملک چین گشت باز
بران شد که فارغ دل و شادکام	ازان کام دل کام گیرد تمام
ز چین گرچه چندان غنیمت ببرد	کنیفوی چین را غنیمت شمرد
۵ بهین روزی از موسم نوبهار	که گیتی شد از خرمی چون نگار
هم از اول بامداد آفتاب	بفرخنده طالع درآمد ز خواب
ز باد بهاری هوا مشکبوی	عروس جهان ز آب گل شسته روی
شده جلوه گر نازنینان باغ	رخ آراسته هر یکی چون چراغ
بساط گل از سبزه گلشن شده	چراغ گل از باد روشن شده
۱۰ به لاله ز فردوس جام آمده	ز رضوان بگلبن سلام آمده
شده مشکبو غنچه در زیر پوست	چو تعویذ مشکین به بازوی دوست
بنفشه سر زلف را خم زده	گره در دل غنچه محکم زده
کشاده گل لعل جلباب نور	نظاره کنان چشم نرگس ز دور
ز بس تری اندام زیبای گل	شده پاره پاره سراپای گل
۱۵ شده سرخ گل مفرش بوستان	بصحرا برون آمده دوستان
برون کرده سوسن زبان خموش	همی کرد هر دم تقاضای نوش

۱۰ — ق ۲: بگلشن

هوا بر سرِ سبزه می ریخت سیم | مراغه همی کرد بر گل نسیم
بهر چشمه منفار ربط آب گیر | چو مقراضِ زرّین بقطعِ حریر
بهر شاخ مرغ ارغنوان ساخته | بهر نغمه گلبن سر انداخته
ازان نغمه کو غارتِ هوش کرد | مغنّی ترنّم فراموش کرد
۵ غزل خوانیِ بلبلِ صبح خیز | تمنّای میخوارگان کرد تیز
ز آوازِ دُرّاج در رقصِ تدرو | سبک گشته در خاستن پای سرو
ز نالیدنِ قمریِ خوش نوا | کبوتر معلّق زنان در هوا
بروزی چنین خوب و عشرت فزای | سکندر سوی بوستان کرد رای
کس از ندماران شه در پیش و پس | تنی چند خاص از غلامان و بس
۱۰ بفرمود ئشاقانِ درگاه را | زدن بر لبِ جوی خرگاه را
گل و میوه و نقل و می خواستن | ملوکانه بزمی برآراستن
ولیکن بشرطیکه در بزم گاه | تهی کرد از خویش و بیگانه راه
کس از جنسِ مردان نماند بباغ | بجز لعبتانِ برخ شب چراغ
کمر چست کردند ئشاقانِ کار | بفرمان بری پیشِ فرمان گزار
۱۵ مرادی که اشارت زدرگاه بود | بیک چشم زد در نظر گاه بود
برآمد سراپرده بر اوجِ ماه | سرِ نوبتی شد بابر سیاه

۱۳- ق و س ۲: - چو در دشتِ چراغ

رسیدند شکرلبان در زمان　　　چمن گشت خالی ز نامحرمان

نماند ایچ خار است گرد گلی　　　دگر ماند ریحان و با سنبلی

ز خوبان زمین جنت آباد گشت　　　گلستان پر از سرو آزاد گشت

صنوبر قدانی چو گلنار تر　　　برخساره خون کرده گل را جگر

۵ بناگوش شان پر ز یاقوت دُر　　　دهان و لبان نیز ازان مایه پُر

لبی پُر می و در خوی انگیخته　　　گلاب و شکر با هم آمیخته

همه نازپرور د و نازک خرام　　　مه نیمه و آفتاب تمام

ز بیداری فتنه خونخوارتر　　　ز خواب جوانی ستمگارتر

مسلسل بسی دل به گیسوی شان　　　معلق جهانی به هر موی شان

۱۰ نهفته معنبر گل خویش را　　　نظربسته چشم بداندیش را

بهر بازی از نرگس پرخمار　　　خدنگ افگنان فرشته شکار

همه نارپستان و نارنج خوی　　　به بُرده ز نارنج و نار آبروی

سخن گوی بربط زن و خوش سرود　　　چو آب روان دست ایشان برود

خرامان و خوش پیش شه آمدند　　　چو پروین به مهمان مه آمدند

۱۵ ز چندان پری پیکران چو ماه　　　همان ترک چین بود مطبوع شاه

که در جنگ خاقان بجنگ آمدش　　　خرد فتنهٔ چشم تنگ آمدش

۴۔ گلبرگ۔ ۷۔ س ۲: یکے مہ یکے آفتاب تمام۔ ۱۰۔ ق: معتبر

جهان سوزی از مه شب افروز تر | ز خورشید رویش جهان سوز تر

بیک طرّه صد شهر بر هم زده | بیک غمزه بر ملک عالم زده

درآمد خرامنده با همسران | چو مه در صفِ مشتری پیکران

بطاعت گهِ شاه با صد نشاط | زمین بوسه زد همچو نقشِ بساط

۵ ز فرمانِ فرهنگ آرای خویش | بصد ناز بنشست بر جای خویش

دگر نازنینانِ گلچهره نیز | بدامن کشیدند پای عزیز

اُتاقان که بودند نزدیک و دور | رمیدند یک یک چو سایه ز نور

جهانِ سمن ماند و سروِ جوان | یکی شیر و یک بیشه آهوان

از آن حور چهرانِ مردم سرشت | شد آراسته مجلسی چون بهشت

۱۰ نوای بریشم برآمد براوج | رحیق از صراحی برون داد موج

ز نالیدنِ چنگِ موزون نوا | فرشته درآمد چو مرغ از هوا

فروتن شده چنگِ موزون سرای | سر افگنده و ایستاده به پای

خوش آوازیِ ارغنون و رباب | بمستان همیداد داروی خواب

به نغمه چنان برکشیدند زیر | که از زهره و مه برآمد نفیر

۱۵ کرشمه کنان ساقیِ خوشخرام | همی ریخت خونِ صراحی بجام

قرابه چنان خنده زد سرنگون | که جستش بدان قوت از سینه خون

۱- ق: - روشن - ۴ - س۱: - چون سرنها - ایضاً - س۲: - زمین بوسه میداد با صد داد - ۸ - ق۲: - پر ۱۲ - نغمه

بهر سو گل و غنچه دلنوش خند ‌‌ ملک در میان همچو سرو بلند

بزم ار چه دلبر ز حد بیش بود ‌‌ دلش همبر دلبر خویش بود

نشانده صنم را به پهلوی خود ‌‌ چو آئینه نزدیکِ زانوی خود

بهر دورش آن ساقیِ نیم خواب ‌‌ ز لب نقل میداد و از کف شراب

۵ بعشرت نشسته دو سروِ جوان ‌‌ پیاپی شده دوستگانی روان

ملک عاشقِ رویش از جان و تن ‌‌ بر انسان که او عاشقِ خویشتن

گهی گل همی ریخت اندر کنار ‌‌ گهی دست می سود بر سیب و نار

چو می رغبتِ عاشقان تازه کرد ‌‌ شکیب از میان عزم دروازه کرد

چنان باده در نازنیں راه یافت ‌‌ کزو شرم را دست کوتاه یافت

۱۰ هوای دلش قفلِ عصمت شکست ‌‌ عنانِ تکلّف ربودش ز دست

به افسون گری چنگ را برگرفت ‌‌ فسونش بدیو و پری در گرفت

از آن نغمه کاندر پری خانه شد ‌‌ سلیمان پری وار دیوانه شد

بر آئینِ خوبان ز شوخی و ناز ‌‌ سرودی بر آورد عاشق نواز

بر و تازه بود آن گلِ مشکبوی ‌‌ که بویش جهان را کند تازه روی

۱۵ گه از رنگِ تر عشوه بازی کند ‌‌ گه از بوی خوش دلنوازی کند

چو بشگفت گل خوش بود بوستان ‌‌ ولیکن بهمراهیِ دوستان

۳- س او۲: - خویش (د و امه د مصرعه) ۱۰- س۲: - بردن شد

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود | چمن دور ازیں جا بے زنداں بود

کسے را کہ من باشم اندر کمند | چہ حاجت بہ بالاے سرو بلند

چو سروِ جواں را کنم خوش خرام | شود خواب و خور بر جواناں حرام

بیک غمزہ بر پارسایاں زنم | بدیگر رہِ آشنایاں زنم

۵ مشعبد کہ داند جہاں سوختن | زمن بایدش بازی آموختن

جہاں فتنہ در پے شرابی کنم | وگر مست باشم خرابی کنم

چو لب را کنم چاشنی گیرِ مے | شکر بیش بیروں نیاید ز نے

ہمہ خونِ خوباں بکش مے خورم | دلی نوش بادم کہ خوش میخورم

چو درہم شود گیسوے من بردے | بخیزد بر اندامِ خورشید موے

۱۰ چو شانہ زنم زلفِ آشفتہ را | برقص آورم فتنۂ خفتہ را

بشکلے کنم سوے بستاں شتاب | کہ خوں گرید ابرِ بہاری نہ آب

رخِ ہر صنم ناپدید از من ست | صنم خانہا را کلید از من ست

بہ تیرے کزیں چشمِ مست افگنم | صفِ توبہ ہا را شکست افگنم

کسے کش برحمت زبانے دہم | بہر بوسہ تازہ جانے دہم

۱۵ دلے کش سپارم بیادِ ہلاک | کنم چوں گریبانِ گل چاک چاک

چو گیسو کشم مقنع از طرفِ گوش | کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش

---

۳ - س ۲ :- حریفاں - ۱۰ - س ۱ :- کنم - ۱۶ - س ۲ :- کنم

پری گرچه باشد دل آویزتر — نباشد ز من آفت انگیزتر

هر آں جا دوی کامد اندر شمار — بشاگردیِ من شد اُستادِ کار

بهار ار کند عالمے مشکبوے — دو عالم کنم من بیک تارِ موے

چو من در نظر آرمش کنم نازِ خویش — گر او خوں گرفت ست کاید به پیش

۵ هزبرے که آید به نخچیرِ من — برون نامدش سر ز زنجیرِ من

سپهر آفتابِ زمیں خواندم — دگر ماه بینند همیں خواندم

چو رفتم بیازارِ نیک اختری — جمالِ مرا بنده شد مشتری

منم قبلهٔ روم و انجاز عجم — کرشمه مرا زیبد و نازِ عجم

قصب را چو زاندام بخشم جمال — کشم گردنِ ماه را در دوال

۱۰ بغمزه ز کوهے بر آرم نفیر — و گر مو شود موشگافم به تیر

مرا زیں مژه موشگافی ست خوے — که دیدست کو موشگافد بموے

چو بیننده در نارم آرد شتاب — لبش خشک بینی و چشمش پر آب

بهشتے ست ایں قامتِ چوں نگار — پر از سیب و بادام و نارنج و نار

دل آنگه پذیرم ز نظّارگی — که جاں پرورم دُرِّ سیم بارگی

۱۵ چو زلفم زنخ را بچوگاں سپرد — ببازی ز خورشید و مه گوے بُرد

ز سیمم نگر غبغب انگیخته — هلالے ز خورشیدے آویخته

---

۴ - س ا : پاے - ۹ - س ا : خردرا - ۱۰ - س ا : بنغمه

بشوخی چو گیرم در آغوش چنگ / بزخمہ رگِ خوں کشایم ز سنگ

بمستی چو رخسارہ شویم زخوے / دہم غسلِ پرہیزگاراں زمے

کسے را کہ من مست کردم خراب / نہ بیند دگر ہوشیاری بخواب

چو ساقی شوم با چنیں زلف و خال / بود بادہ چوں خونِ مستاں حلال

۵ گل از رنگ رویم گلستاں شود / می از دستِ من آبِ حیواں شود

سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس / نظیرِ منش بود مقصود و بس

چو در روشنی چوں منی را ندید / بتاریکی آبِ حیواں دوید

چو باز آمد آں مے بہ پیمانہ یافت / بہ ویرانہ گم کردہ در خانہ یافت

منہ نام آں چشمہ ایں جوے را / چہ نسبت بمن آں سیہ روے را

۱۰ چو من کے بود آں کہ در رہزمن / تواں شست از دوست نتواں زمن

نگر شاہ زلفِ مرا در نیافت / کہ در عینِ ظلمات چنداں شتافت

چو در خلوتِ من نہانی رسید / بسر چشمۂ زندگانی رسید

گر از چشم راجع شد ادرا برات / من اندر دہاں دارم آبِ حیات

گر انداز داد شیر را آہو بہ تیر / من آں آہوم کو بود شیر گیر

۱۵ گر او ہست کیخسروِ جام جوے / مرا جامِ گیتی نماسیت روے

گر از مجلسِ او سمن میدمد / مرا لالہ و گل ز تن میدمد

گر او پیل بندد بخشمِ کمند / من از تارِ موے کنم پیل بند

گر او حربه بر جسم نبرداں زند — رخ من رہ شیر مرداں زند

گر او اژدهایی ست در زین دلیر — من آرم ز زین اژدها را بزیر

گر او گیتی از لشکر آرد بدام — خیالم به تنها بگیرد تمام

گر او زنگ و چین را ستد بیدرنگ — بهر موی من هست صد چین و زنگ

۵ گر او هست بر تختِ زرپای بست — مرا در دلِ اوست جای نشست

گر او را کلاه است بر آسمان — مرا صد کلاه است بر آستان

گر او باز خواهد ز شاهان خراج — من از سروران سر ستانم نه تاج

گر او گنجِ زر ریخته دارد تمام — مرا نیز گنجی ست از سیم خام

گر اقبال و دولت ورا یاورند — مرا هر دو چون کمترین چاکرند

۱۰ گر او جبرئیل ست با پر نور — منم قبلهٔ خوبرویان ز دور

گر او تخت گیرد ز کین چون شهان — من از بازوی مهر گیرم جهان

گر او دشمنان را بخون خوردن ست — مرا خونِ صد دست در گردن ست

گر او را یک آئینه بر کف نشست — دو آئینه دارم من از پشتِ دست

علمهای او گرچه بالا رس ست — مرا یک علم هم ز بالا بس ست

۱۵ کمانِ وی ار صد شکار افگند — یک ابروی من صد هزار افگند

کمندِ وی ار صید بندد بدام — من آنم که صیاد گیرم بدام

۱- س: - حمله - ۱۴- س ۲: - مرا قامتِ سرو بالا بس ست

نگینِ وی از لعلِ رمّانی ست   نگینِ لبِ من سلیمانی ست

ز جنس گهر جهان را مبارک نمود   من از روی مبارک ترم در وجود

تبسم بالب شاه در خنده باد   ترنم با چنان روی فرخنده باد

چو سازندهٔ ارغنون نوش نوش   بدین رهزنی کرد تاراجِ هوش

۵ ز سرها خرد در رفت سرمست رفت   ملک را عنانِ دل از دست رفت

بخوبانِ دیگر اشارت نمود   که هر یک بسوی چمیدند زود

چو پروین ز همراهیِ ماه راند   مه آفتابی بخرگاه ماند

تهی گشت خرگاهِ شاهنشهی   ولیکن شه از خویشتن شد تهی

چو لختی از آن بیخودی بازگشت   ز مستیِ بجید سر انداز گشت

۱۰ حکیمِ الهی طلب کرد شاه   که بستند تا عقدِ خورشید و ماه

از آن مه که مهمانِ برجیس بود   سکندر سلیمانِ بلقیس بود

ملک سرخوش و نازنین نیم مست   دو عاشق بیکدیگر آورده دست

رسانیده این خضرِ صافی صفات   به اسکندرِ تشنه آبِ حیات

چو نوشیدن از دستِ جانان بود   هر آبی که هست آبِ حیوان بود

۱۵ زبس کاوریدش در آغوش تنگ   بنفشه دمید از گلی لاله رنگ

همای در افگند باز سپید   در آمیخت گلبرگ با مشک بید

---

۷ ـ به مهمانیِ ماه ماند ـ ۱۲ ـ س: ـ ملک مست و آن نازنین نیم مست ـ ۱۶ ـ س۲: ـ در افگند

زشاخِ گل و نخلِ خرمائے تر | گہے انگبیں چید و گاہے شکر
گہے نار با سیب پیوستہ بود | گہ از ناردان سیب را خستہ بود
گرفتہ زگل خرمنے در کنار | ہمش نار بر دست و ہم آبِ نار
زساعت کمر ساخت دلخواہ را | کشید از دوالِ قصب ماہ را
٥ بگنجینۂ آرزو دست برد | کلیدِ خزینہ بخازن سپرد
بکانِ گہر شاخِ مرجاں نشاند | گہر سفت و یاقوت بیروں فشاند
چو خورشید را چشم در خواب رفت | پیالہ فتاد و مئے ناب رفت
بہ بربط زنی زہرۂ پردہ ساز | شد از پردۂ تار بربط نواز
بہ پردہ درون خسروِ پردہ پوش | بخاتونِ پردہ نشیں داد ہوش
١٠ دراں رہ کہ ہرگامش از دل برفت | نشد ماندہ تا بست منزل برفت
چو زاں مے دلِ تشنہ سیراب کرد | زسرمستی آسایشِ خواب کرد
چو شد رومیِ صبح رخسارہ شوے | فرو شست خالِ سیہ را ز روے
عروسانہ خورشیدِ چینی خیال | نمود از پسِ چادرِ شب جمال
دگر رہ مہِ چین و خورشید دم | نشستند باہم چو دو نخل موم
١٥ ہماں عشرتِ دے ز سر تازہ گشت | ہماں ساز شب عالی آوازہ گشت
رسیدند باز آں پری پیکراں | کشیدند صفہا کراں تا کراں

٣- س۲ :- آب ٦- س۲ :- در کاں فشاند

زرود و سرود و گل و نقل و مے — فزاینده شد خرمی پے بہ پے
بشادی ہمہ وز ساغر زدند — گہے چنگ گہ بربط تر زدند
بہنگام شب عاشق رفتہ ہوش — بت دوش را بست پیمان دوش
بیک برج زینگونہ تا چند گاہ — قران کردہ بودند خورشید و ماہ
ہمہ عمر ازاں پس بت سیم ساق — نبودی ازاں جفت شائستہ طاق
سکندر کز آں سان جہاندار بود — پرستار خود را پرستار بود
بنخچیر گاہ ذوق و طرب گاہ بزم — بصحرای نخچیر و میدان رزم
حریفے بدانگونہ در خور نداشت — وگر داشت با او برابر نداشت
جہاں خورد و خوش خورد و پرداد و کرد — بدین مایہ نام نکو سود کرد
تو نیز ار توانی ہمیں سود کن — جہاں انجور شاد و پدرود کن
کہ فردات چوں خورد ندہد کسے — پشیمانیت خورد باید بسے
بخاک اندروں لقمہ خور کردنیست — بجز افسوس و حسرت دگر خوردنیست
بجام طرب زندہ کن جان پاک — کہ محتاج جرعہ است مردہ بخاک
بیا ساقی آں گنج دان نشاط — ق — کہ اندیشہ را درنوردد بساط
بدہ تا نشاط سخن نو کنیم — وز و مجلس آرای خسرو کنیم
بیا مطربا ساز کن چنگ را — بنالش درآر آں پرآہنگ را

۱- س ن:- خوشش - ۱۶- س ن:- بساط

زہی گیر کز ذوقِ آوازِ وے ... حریفاں نگردند محتاجِ مے

ستایشِ جوہریانی کہ از فعلِ ایشاں متاعِ انفعال
نریزد کہ پیش ازاں درین کیف دیگراں کم بردہ بودند
وچوں آں وضعِ ملکِ ایشان باشد بغیری مصاف
نتواں کرد مثلاً گردہ کس در ملکیت ست آں سخن گویند
ازاں مقولات عشر جوہرہاں یکی تو اں نہاد موضوع در
صنعت دہ و دیگراں را کہ چوں اعراض اند چنداں
بقای نباشد

دلِ روشن آئینہ شد زغیب ... کہ ہر دم بر آرد خیالے زجیب
بہر پیشۂ پیکرِ نو کند ... بہر پیکرے زیورِ نو کند
بہر صنعتے کاندیشش در گرفت ... نمو داری از خود بر آرد شگفت
چو بیکار نہ گزاری اندیشہ را ... تراشے دہی عاقبت تیشہ را
زخود قالبے باید انگیختن ... نہ در قالبِ دیگراں ریختن

مثل گر تو آهنگری در هنر — ز آرایش تیغ و پیکان مپر

چو این کهنه آمد نو دیگران — درین فن توئی پس رو دیگران

مثال دگر کن بهنجار خویش — که خلقی کنی پس رو کار خویش

چو هر صنعت آید ز دانا به تو — ببین تا چه فرق ست از تو تا به تو

۵ در انگیزش و ساخت فرق ست چند — که این نخل کارست و آن نخلبند

بدلها بنا ز استادِ قوی ست — کز و هر زمان صنعتے انوی ست

وگرنه بمرغان که تعلیم کرد — که باید بناه از پے بیم کرد

بموران که آموخت صحرا کنی — بموشان که فرمود نقب افگنی

بسے هست کنجشکِ باریک باف — که در خس تنگانی بود موشگاف

۱۰ بزنبور بین کز پے خورد و خواب — کند خانها صد هزار از لعاب

مگس کانگبین ست بنگاه وے — که هم خانه قے کرد و هم پخت قے

بهر خانه بین عنکبوتان که چون — کشند از شکم خانهٔ خود برون

چراگاه پوید هبر خانه خوار — که او در شکم خانه دارد هزار

ازان جانور ساخت کاشانهٔ — که حاجت ندارد بهر خانهٔ

۱۵ ولیک آدمی را بجز خانه نیز — به خانه است بایست بسیار چیز

بران می گمارد بناچار هوش — که سازد هر آنچه بدل کرد جوش

۵- س ۲:- کم - ۱۱- س:- راست بنیاد وے

همه خلق وضعِ گزین پیش کرد | متاعے باندازۂ خویش کرد

که تا ماند از گردشِ روزگار | نمودارے از ہر یکے یادگار

زجمشید ماند آلتِ دار و گیر | سریر از سلیمانِ صاحب سریر

ز توراں کلہ وز کیاں تختِ عاج | درفش از فریدوں ز ہوشنگ تاج

۵ ز کیخسرو۔ آں گیتی افروز جام | که دیدے درو رازِ گیتی تمام

صطرلاب و آئینۂ گوہری | نمودارِ آئینِ اسکندری

چناں کز سراں ماند سازِ سراں | دگر سازہا ماند از دیگراں

ولے رختِ خاص ارچہ موزوں ترست | بکالاے کم حاجت افزوں ترست

مبیں شکلِ غربیلِ چوبیں پوست | ببیں چند باریک بیزے درست

۱۰ دگر آسیای ست اندر خراس | دقیقه نگر چند دارد اساس

درآندم که گرد شکم دام خواه | گلیں دیگ بہتر ز زرّیں کلاہ

چو ترکِ گرسنه خورش گم کند | کُلہ در تہِ دیگ ہیزم کند

شنیدم که در روزگارِ نخست | ق که اندازِ ہر پیشه می شد درست

ہمه کس ز راهِ نیازے که داشت | ہمی ساخت آہنگِ سازے که داشت

۱۵ یلاں تیغ، ترکاں کماں ساختند | زناں دوک - مرداں سناں ساختند

یکے پنبه رشت از پئے جامه را | یکے بافت پوشیدنِ عامه را

۱- س: - وصفے - ۵- س: - زکیخسرو گیتی - ۱۱- س: - یکے قرص جو بہتر از صد کلاہ

یکے بہرِ زیبِ خود آئینہ ساخت | یکے بہرِ آبے سفالینہ ساخت
یکے شمع افروخت از بہرِ تاب | یکے شیشہ ساخت بہرِ شراب
یکے پتک و سنداں زد از بہرِ کوب | یکے تیشہ آراست از بہرِ چوب
یکے دستہ برصلایہ نہاد | یکے آسیا را دو پایہ نہاد
۵ یکے گونہ گونہ برانگیخت خورد | یکے خوان و کاسہ پدیدار کرد
کنوں ہرچہ ایں مردماں می خورند | ہمہ پختۂ دیگراں می خورند
شد از ہر کس آرایشِ خاستہ | کہ ترتیبِ عالم شد آراستہ
بر ختے کہ باشد فراواں نیاز | چو بینی بکم خرچے آید فراز
چراغے بداں کے زند لافِ نور | و لے پاسِ صد گنج دارد ز دزد
۱۰ بود نرخِ جاروب فلسے و بس | کہ دہ خانہ را پاک دارد ز خس
گر ایں ساز ہا بیش جستے فراغ | بجز بادشا کس نکردے چراغ
چو کالاے و کار آمد اندر شمار | ہوس شد بکالاے افزوں بکار
گروہے بزمار و تار آمدند | گروہے بنقش و نگار آمدند
گروہے بہنگامہ گشتند فرد | گروہے کشیدند شطرنج نرد
۱۵ گروہے بچوب و رسن برشدند | گروہے بباز و کبوتر شدند
چناں کالتِ کارہا شد عزیز | ازاں بیشتر گشت بازیچہ نیز

۱- س: - یکے بہر زینے دوالینہ ساخت - ۱۲- س ۱: - کم آمد

ازیں نکتہ مقصود م آں ست و بس | کہ زایندہ باید دلِ پُر ہوس
ببیں تا بزرگاں چہا ساختند | کہ کارِ تو پیش از تو پرداختند
توانی تو با ایں ہمہ سرکشی | کہ یک سا ز ازیں ساں زخود برکشی
کساں کز خود ایں جملہ فرمودہ اند | نہ آخر چو ما آدمی بودہ اند
۵ چو انگیزشِ زیرک افزوں فتد | دم اندر دمش وضعِ موزوں فتد
عجب نبود از بے فسون و فسوس | دماند بر از عاج و گل ز آبنوس

حکایت دو تراشندہ کہ یکی برنج از استخواں بروں کشید و دیگرے کنجد از شاخ بر آورد

۱۰ تراشیدہ پیرے ز طبعِ جواں | برنجی تراشیدہ از استخواں
بہ ہمچوں خودے بُرد و خواہش نمود | کہ ایں دانہ را پختہ پیش آر زود
شد آں مرد در دیگِ جوشاں فشاند | زمانی زبر پا میہماں نشاند
چو کرد از پئے چاشنی کام تر | بُد آں دانہ زاول بسے خام تر
زمانی دگر ماند چوں باز دید | بزیرش نہیں ہماں راز دید
۱۵ چو آں خام کارے گزشت از قیاس | ز صنعت شد آگاہ صنعت شناس

۱۔ س ل:۔ مقصود آنست۔ ۷۔ دسُرخی، ق:۔ از دندانِ ماہی۔ ۱۲۔ شد آں مرد
۱۴۔ س:۔ دگر چوں چشید آں ہماں راز دید

کهن گنبدے داشت ناکاشته | ز بہر چنیں روز را داشته
بباریکی از شاخ بر کرده ساز | که از گنبدش کس ندانست باز
بمہماں کفے داد کیں کن بکار | دمے تا رسد لقمہ خوشگوار
ہنرمند کردش چو در کام جاے | نشد چیره دندان پولاد خاے
۵ بروں برد آں خورده دبارجست | که ایں گنبد از کشت زار که رست
بگفتش نیوشنده پخته کار | کزاں کشت کآمد برنجت ببار
ہنر پروراں کز ہنرے پرند | یکے از یکے در ہنر برترند

داستان دوانی که خداوندان امرونهی از براے حال و استقبال وضع کردند مبنی برآنکه اسم ایشان از اں ۱۰ فعل در حرف ماند و ذکر مصنوعاتیکه اسکندر بالہامات الٰہی و قوت طبعی و صنعت ریاضی اختراع کرده و باشارت او بر قانون حکمت تمام گشته و مناظره چینیاں و رومیاں ۱۵ که در نظر او بود. قصه سطرلاب که در آفتاب و گردش

۱- ق ۲ :- روزش آراسته ۳- س ۲ :- دگر- ۵- س ۱ :- بروں کرد
۶- س ۱ :- که مرداں که گوے ہنرے برند- ۷- س ۲ :- بهتر

برهانِ روشن شد صورتِ حالِ آئینه دارا ورونمود

نماینده صورتِ این جمال | چنین داد زآئینه بیرون خیال
که اسکندر از راهِ پنهان روی | چو در رفت در غار کیخسروی
بر اورنگِ کیخسروی سود پای | به کیخسرو دیگر آراست جای
ستد جام از دستِ بخشنده گرد | تماشای آن جامِ رخشنده کرد
جهان را درو دید دارا بدید | نهانِ جهان آشکارا بدید
بسی حل شدش مشکلِ روزگار | بسی راز پنهانش گشت آشکار
بسی یاد آن شاه در دل نگاشت | کز آن سان عجب یادگاری گذاشت
دلش خواست از رای پوشیده چهر | کز و نیز ماند نشانی به دهر
چو گوهر برون آمد از تیرگان | فرو ریخت این قصه با زیرکان
کز آن در زمینی که دارم بهوش | چو کردم من این جامِ بی باده نوش
نهانهای این جامِ آئینه فام | درین جامِ رخشنده دیدم تمام
درودی دمیدم ز جانِ عزیز | بر آن جام و سازندهٔ جام نیز
کنون کان همه پادشاهی مراست | بزرگی ز مه تا بماهی مراست
حکیمان که من دارم از بیش و کم | نه کیخسرو آن داشت هرگز نه جم
چرا باید آخر که در روزگار | نشانی نماند ز من یادگار

زمین بوس دادند روشن دلان — نمودند کای قبلهٔ مقبلان

چه فرمود شاهِ کفایت شناس — که آن بر کفایت نگردیم اساس

هر آن فن که مقدارِ مردم بود — نه مردم بویم ار زما گم بود

بر این گفته باهم نشستند راست — که تا او کند آنچه جوینده خواست

۵ همه فیلسوفانِ هر پیشهٔ — نهادند روی اندر اندیشهٔ

همه کس دران رازِ پوشیده حرف — باندیشه می کرد جهدی شگرف

چو هر کس مثالی ز هر باب ساخت — ارسطوی دانا صطرلاب ساخت

بیونانی اصطر ترازو بود — که در سکّهٔ عدل ساز او بود

دگر معنیم باز پرسی زلاب — بود هم بگفتارِ رومی آفتاب

۱۰ چو این نامها شد به پیوند راست — بترکیبِ موزون صطرلاب خاست

پس آن کو مرادِ صطرلاب جست — ترازوی خورشید باشد درست

دگر کاردانان دران داوری — دگرگون نمودند نام آوری

یکی گفت لاب است نامِ حکیم — که او ساخت این پیکرِ مستقیم

اگرچش براسکندر انداختند — ولی پیش از اسکندرش ساختند

۱۵ دگر گفت لابی کش این نور بود — ارسطوی فرزانه را پور بود

دگر گفت دیدم بتاریخِ عام — که شد پورِ ادریس الاب نام

۴- س ا: - بدینگونه - ۱۴- س ا: - اگرچه باسکندر - ۱۶- س ا: - که بد

ازان بهره کو داشت اندر سپهر | برآراست زین سان ترازوی مهر
بر این گونه این ماجرا را که هست | کند هر کسی بر کسی بازبست
بتحقیق چون کرده شد بازجست | درستی شدش هم ز رسطو درست
غرض سالها خسرو کارسنج | بکار صطرلاب می برد رنج
۵ که ما هم بر آیین پیشینه جام | بفرهنگ فرزانه گردد تمام
بخورشید سنجی چنان سر کشید | که در ثقبه خورشید را بر کشید
سماکو چو پر مگس تاب داد | بدان عنکبوت صطرلاب زاد
ازان تنگ سوراخ بینش فروز | شدش ذره از خورشید روشن چو روز
ز آگاهی آن چنان رازها | هوس بیش گشتش دران سازها
۱۰ شنیدم ز گوینده راستگوی | که در چند گه شاه فرزانه خوی
نشستی بفرزانگی با مهان | مثالی برآراستی در نهان
چو گشتی نمودار آراسته | شدی پرده از پیش برخاسته
در آن پیکر از پیکر آرای خویش | عمل یافتی در عملهای خویش
ازین سان بسی سازها کرد اساس | بنرخ اندک و در عمل بی قیاس
۱۵ نشانها که امروز ازان مرکزست | ترازوی وکیل کیان در گزست
همون ریخت در طاس سیاغ زلال | همون کوفت بر پنج نوبت دوال

---

۵ - س ۱: - تا هم - ۵ - م ۲: - کردش - ۸ - س ۱: - دانش - ۱۱ - س: - بفرزانگان جهان
۱۴ - س ۱: - کارها - ۱۶ - س ۱ و ۲: - همه - ۱۶ - ق: - هم او

چو بنیادِ نوبت سکندر نهاد | سه از وی شد و پنج سنجر نهاد

بماند اینک از چرخِ گردش نمای | سه و پنجِ شان در سپنجی سرای

سراپرده و خیمه از گاهِ جم | ز گرگینه بود و پلنگینه هم

ازان رخنها کز پیِ عام ساخت | همه سازِ آن اهم از جام ساخت

ز فرهنگِ آن خسروِ روم و زنگ | بدل شد بکرباسِ چرمِ پلنگ

هر آلت که بیش است سویش نیاز | بدورانِ او بیشتر یافت ساز

نمطهای شاهی که جاوید ماند | ز آرایشِ رای جمشید ماند

ز اسکندر آن ماند در روزگار | که در حاجتِ حکمت آید بکار

ز بس کو فرو شد بهر بیشهٔ | خبر یافت هر جا یک اندیشهٔ

هنرپیشه مردم ز هر چار سوی | بسوی هنر چو نهادند روی

هنر پیش می برد هر کار سنج | باندازه کار می یافت گنج

بفرخنده روزی خداوندِ تاج | بفرخندگی بود بر تختِ عاج

بزرگان کمر در کمر بافته | مسلسل چو زنجیرِ زر بافته

بکرسی نشسته قوی پایگان | گران کرده جای گران مایگان

ندیمان ز دانش سخن کرده ساز | حکیمان ز حکمت بیان کرده راز

ز هر هوشمندی و دانشوری | همی رفت گفتاری از هر دری

۲- ق:- نوبت - ۴- ق ۱:- عامه - ایضاً - ق ۲:- جامه - ۱۵- م ۲:- زبان کرده باز

زهر ماجرای چو بگذشت کار | بصنعتگریها درآمد شمار
ز کار آزمایان نو تا کهن | همی گفت هر کاردانی سخن
چو گفتند هر کس ز هرگونه چیز | سخن گفت ارسطوی داننده نیز
که صنعتگر چند باریک بین | بردم آمدستند ز اقصای چین
۵ ازان جا که شد دعوی کارشان | برون ست ز اندازه گفتارشان
در ایوان شان خواند باید براز | که برهان دعوی نمایند باز
ملک گفت تا پیش خوانند شان | بترتیب صنعت نشانند شان
فرستاده تک زد از بارگاه | سبک حاضر آورد شان پیش شاه
طلب کرد زایشان شهنشاه دهر | که بیرون دهند آنچه دارند بهر
۱۰ همان نقشبندان دانش پسند | شدند از مژه خاک را نقش بند
پس آنگه کشادند یکسر زبان | که جاوید بادا سر سروران
همیشه جهان زیر فرمانش باد | ز شمع خرد نور در جانش باد
هنرپیشه چند مانی خیال | ز چین آمدستیم صنعت سگال
که تمثال چینی چنان برکشیم | که بر حرف رومی قلم درکشیم
۱۵ کی آید ز رومی نمودار ما | که گم گردد اندیشه در کار ما
هران نقش کز خامه شد رونمای | بدیوار ایوان نجنبد ز جای

۵ - س ۲: - اندیشه - ایضاً - م ۱: - زاندازه کاشان - ۱۱ - ل ۱: - مرزبان

دلی نقشِ ماکان نہ از خامہ رست | بسیر و سکون ست چون ما درست
مُقابل بود جملہ را او بروے | مشابہ بود با ہمہ مو بموے
کند ہر چہ در پیشِ ویش کنند | دہد پشت اگر پشت سویش کنند
چنان پشت آید کہ پیش آئیش | ہمہ آن نماید کہ بنمائیش
۵ ازینسان خیالے کہ داند نمود | کہ بے جان چنینہا تواند نمود
نیابند اگر چند جویند چند | بروم اندران نقش و آن نقشبند
شگفت آمد این ماجرا شاہ را | بفرمود خاصانِ درگاہ را
ز ہر جاے پیکر نگارے بروم | رسد پیشِ شہ از ہمہ مرز و بوم
چنان در ہنر نقش بینی کند | کہ بر چینیان نکتہ چینی کند
۱۰ نگارندگان جملہ با ساز و رخت | بفرمان رسیدند در پیشِ تخت
اشارت چنان آمد از بارگاہ | کہ ہر کس بجاے کند کارگاہ
کند رومی از نقشِ نو خاستہ | جُدا گانہ ایوانے آراستہ
بہ چینی ہم ایوانِ دیگر دہند | کہ با خصم سازش برابر نہند
وکیلانِ ایوان نمودند جاے | دو ایوان را در دو ایوان سراے
۱۵ گرفتند ہر قوم با سازِ خویش | در ایوانِ خود پردہ را زِ خویش
خیالے کہ مردم ہنرپیشہ داشت | ہمی بست از آن سان کہ اندیشہ داشت

۱۴۔ نسخ ل :- نہادند ۔ ۱۶ ۔ نسخ ل :- بسے بست

چو شد حجّتِ ہر دو دعوی تمام ... سپر زند بر دستِ حاکم ز مام
شہِ کاردان بہرِ آن بازجست ... بایوانِ رومی در آمد نخست
صنم خانۂ دید خاطر فریب ... ربوده ز ارژنگ و مانی شکیب
نگارے بصد رنگ چون نوبہار ... خیالے بصد نقش چون روزگار
۵ بسے رومیان استایش نمود ... پس آنگہ بہ چینی گرایش نمود
چو در شد بہ ایوانِ وبنیش گماشت ... چہ بیند کہ خود تابِ دیدن نداشت
ہمہ روے دیوار دید آہنی ... سراسر زدوده بصد روشنی
دران روشنی عکسِ دیدار ہا ... نموده چو صورت بدیوار ہا
اگر پس نظر کرد وگر پیش دید ... بہر جانبے پیکرِ خویش دید
۱۰ جہت ہاے ایوانِ صورت پذیر ... دران بے نظیری نبودش نظیر
کسے کو بہمراہیِ شاه بود ... بہر جا خیالیش ہمراه بود
بران سان کہ جنبید ہر کس ز جاے ... نمودار او بود جنبش نماے
چو شد شہ دران بقعہ نظارگی ... شگفتی فرو ماند یکبارگی
بہر سو کہ نظارہ در گرفت ... نیارست ازان جا نظر بر گرفت
۱۵ چو کم دیده بود آئینہ پیش ازان ... بدید آن و شد دستِ حیرت گزان
بپرسید کین سازِ آہن زواے ... نخست آنچہ سان شد بچین رونماے

---

۱۵ - م۲ :- بدیدن شده

هنرپروران پاسخ آراستند — که آن زیرکان کین هنر خواستند
اساس هنر بر آن شد نخست — که روی کژ لقوه گردد درست
ازان جا بهر دستگاهی نشست — عروسان چین را شد افراز دست
خبر چون بصاحب کلاهان رسید — ز دست عروسان بشاهان رسید
۵ سکندر چو بشنید کرد آفرین — چه بر چین چه بر کارسنجان چین
درین صورت آئینه در مرز بوم — ز چین گشت صورت نمای روم
سخن کز درستی بشرح اندرست — اساسش ز خاقان نه ز اسکندرست
ولیکن سکندر درین داوری — بشان دگر یافت نام آوری
نگارنده زان گونه بست این نگار — که شه بود روزی بر اورنگ بار
۱۰ دل آزرده چند تاراج راه — رسیدند پوینده در بارگاه
نمودند کای خسرو نامجوی — نفیر از فرنگان بیداد خوی
گروهی ز گرمی چو باد سموم — برآورد آتش ز دریای روم
جزیره که خوانند قبرس بنام — شد این قوم بی عاقبت را مقام
ازان جا بکشتی نشینند تند — بدنبال شان باد را پویه کند
۱۵ پیاپی بصد گونه زشتی کنند — وزان گونه تاراج کشتی کنند
جهاز ار فزون ست ور اندکی — سلامت بساحل نیاید یکی

۱۴- س۱: نشیننده شد - ۱۴- س۲: - باد پوینده شد

چو ما را بدین جانب آمد جهاز — رسیدند پیرامنِ ما فراز

نمودند در کشتیِ ما شتاب — چو موجے که در کشتی افتد ز آب

بانبوه در ما درآویختند — گرفتند و خستند و خون ریختند

ز شامیم بازارگانِ سه چار — بآرمینیه می کشیدیم بار

۵ ز مغرب طرائف بسے داشتیم — بپاداشِ سر حمله بگذاشتیم

کسانیکه کردند زور آوری — سُپردند کالا و سر سرسری

چو شد کشتیِ ما ز زنجیر گاه — کنون ماؤ زنجیرِ دهلیزِ شاه

متاعے که دزدان ز ما برده اند — نه از ما که از بادشا برده اند

چو شه میرِ بحر و بیابان بود — بتاراجِ ما بر که تاوان بود

۱۰ چو تو پاسبانے و غارت چنیں — جهان چون پذیرد عمارت چنیں

چو تاراج گشت اشترِ ساربان — چه سود از توانائیِ کاربان

اگر دادِ ما داد شه ورنه پیش — ستانیم داد از خداوندِ خویش

سکندر چو بشنید فریادِ شان — فرو شد باندیشهٔ دادِ شان

بخود گفت کآرے به بیگاه و گاه — پناهنده را شاه باید پناه

۱۵ اگر چاره شان من نه سازم براز — دگر کیست بیچاره را چاره ساز

بود واجب اُفتاده را یاریے — ولی دارد این کار دشواریے

۲- درکشتنِ ما۔ ۴- ق۲:- که بارِ زمیں۔ ۱۱- ق۱:- اشتر از کاروان ایضاً- ق۲:- پاسبان- ایضاً- س۲: بکاروان
۱۴- ق۲:- باشد

گراین پویہ بودے بصحرا و کوہ — زمین گشتے از بارِ لشکر ستوہ

چو نتواں بدریا فرس تاختن — بباید دگر چارہ ساختن

مرا دیر یازست تا در دل ست — اساسے کہ ترتیبِ آں مشکل ست

بداں گونہ کاندر سطرلاب ہا — تواں دید افلاک را باب ہا

۵ بسازیم شکلے دگر تابناک — کہ بینیم از و رازِ دریا و خاک

شبے چند با فیلسوفانِ عہد — بانگیزشِ تازہ می کرد جہد

چو با خود خیالے گرفتند راست — خیال آشکارا شد و پردہ خاست

بفرمودۂ شاہ خداوندِ رائے — ہم آہن رساند ہم آہن زدائے

چو سرمایۂ کار شد ساختہ — شد اندیشۂ کار پرداختہ

۱۰ نمونہ کہ از چینیاں دیدہ بود — بدانا نمود آنچہ برچیدہ بود

بداں ہمنونی کہ فرمود شاہ — نمونہ نہادند در کارگاہ

تبدبیر شکلے بپرداختند — دہ اندر دہ آئینہ ساختند

طلسمے ز آئینہ کردند ساز — کہ روشن تواں دید راہِ دراز

چو شہ دید کز روشنائی و تاب — درخشاں شد آئینہ چوں آفتاب

۱۵ بفرمود بر شطِ دریائے روم — منارہ برآرند چوں نخلِ موم

دویدند معمار و بنا بکار — ز بنیادِ گیتی برآمد غُبار

۱- س۲:- آہن - ۳- س۲:- بنیاد - ۸- س۲:- کہ آہن ستاندز - ۱۲- م۱:- تبدویر

بجاهی کشیدند میلی بلند — که در چشمِ انجم رساند گزند

مناره چو اندر هوا سر کشید — شه آئینه را بر سرش برکشید

دران سطحِ روشن که برکار گشت — بسی عکسِ گیتی پدیدار گشت

نمود اندرو عکسِ دریا ز پیش — باندازهٔ شصت فرسنگ بیش

۵ جزیره که هست آن زمینِ فرنگ — نماینده گشت اندر آن آبِ رنگ

بفرمود صد کشتی انگه شگرف — که باشد مهیّا بدریای ژرف

چو جنبش کند مردِ قبرس ز جای — شود عکس از آئینه پیکر نمای

بکشتی بود بدرقه ساخته — شتابنده زان سوی پرداخته

بران لنگران زنند از کمین — بدریا بشویند از ایشان زمین

۱۰ بدینگونه چون چندگه تاختند — بران رهزنان رهزنی ساختند

ره ایمن شد از دزدِ بیدادمند — خرامان شده راهرو بی گزند

چو انصافِ شه زد بدریا رقم — سفینه نگشت ابتر از باد هم

جهازِ شتابنده در رهگذر — شد از کشتیِ نوح بی بیم تر

بماند آن مناره بسی روزگار — همان آئینه نیز بر عکسِ کار

۱۵ چو دورِ سکندر بپایان رسید — ق — جهان بر دگر کدخدایان رسید

همان رسمِ پیشین نگه داشتند — بدان آئینه پاسِ ره داشتند

---

۴ ـ س ـ اندران ۱۲ اس : علم

فرنگان رهزن ز بیچارگی | فرومانده گشتند یکبارگی
نهانی بر آیینه داران شدند | برآیینِ آیینه داران شدند
چو شد دزد با پاسبانان یکی | نماند اندر آیینه بردن شکی
شبی بر مناره شدند از شتاب | گشادند و انداختندش در آب
۵ همان شورِ دریا ز سر تازه گشت | همان رهزنی بیش ز اندازه گشت
ازان پس چنان کاردانی نخاست | که داند چنان پیکری کرد راست
زمانه که دزدیست بر سینه ها | بسی دید ازینگونه آیینه ها
بیا ساقیا زان مے دلنواز | دلِ آهنینِ من آیینه ساز
مے صاف کاید چو ما را به تن | توان دید جان آشکارا به تن
۱۰ بیا مطربا نغمه خوش برآر | بزاری یکی قولِ دلکش برآر
بزن زان زبان راه بابی درنگ | که شد راهزن همچو تیغِ فرنگ

صفت دیوانه و آهنی گشتن زنجیر آب و بسته شدن چشمها از جنبش و ذکر روز بازار خورشید و گرمی هنگامهٔ
۱۵ آتش و شور خلق در موسم سوزن شدن موے بر تن پاره(؟) پیراهنان و گرم شدن پشت پوستین پوشان و تحریصِ معاشرت

۱۰- س ۱ ن:- نواز- ایضاً:- س ۲ ن:- نواز

وحوش پوشی

خوشا حسرگهِ گرم در ماه دی — هم از تابِ آتش هم از تابِ می
مئی روشن و ساقیِ چون شکر — بریشم زنِ ساده زان خوبتر
کبابی و نقلی و هم خوابهٔ — که جانی ستاند بهر لابهٔ
۵ کسی کین تماشش بهره بود — اگر بیش ازین جوید ابله بود
مشو ابله ای مردِ عشرت پسند — زعشرت دمی چند شو بهره مند
بکف گیر جامِ درفشنده را — درو ریز یاقوتِ رخشنده را
درآمد زمستان و شد تیر ماه — گرفتند هر کس بکنجی پناه
دی آمد بدیوانگی چون بهار — گسست آبِ زنجیر در جویبار
۱۰ کفِ ابرِ رستم کمان گشت باز — خزان کرد بازوی بهمن دراز
چنان آهبا جان نوازنده گشت — که چون ژاله دندان گدازنده گشت
بجوی روان دی چه تعلیم کرد — که سیمابِ لرزنده را سیم کرد
حصاری شده ماهیان زیرِ رود — بقعرِ زمین رفته ماران فرود
گریزنده شد مرغ ازان بوستان — زسوی خراسان بهندوستان
۱۵ بدشت آهو و شیرِ مسکین شده — بخانه زن و مرد پشمین شده
فنک بر فنک جبهٔ کهتران — وشق بر وشق شقهٔ مهتران

۷- س۲:- دران - ۱۰- م۲:- فراز - ۱۵- س۱:- گرگ - ۱۶- س۱:- جامه

نگر بیم شمشیر سرما که چون | خزد شیر در چرم روبه درون
همه کس ز موئینه تن کرد نرم | گلیمینه را گشت بازار گرم
ز نوری شده برد پاینده تر | پلاس از کتان‌ها خوش آینده تر
بر آن کس که باد مخالف وزید | مثل گرچه کوه است در مو خزید
۵ ز باد مقامِ گشن کینه کش | مقامِ دوان دست کرده بکش
برهنه تنان را ز تن پوش کم | درون رفته زانو درونِ شکم
شب آن کو ندارد ز تن پوش فراغ | طلب کرده خورشید را در چراغ
فرومایه لرزنده چون بید بین | همه جا یکی پوشش خرشید بین
چو چشمِ خسان روز کوتاه باز | چو سودای زر دوستان شب دراز
۱۰ شب از کوتهی مرغِ بی بال بود | کنون زلف گشت آن که او خال بود
بر آتش همه خلق هنگامه وار | چو مرغانِ بستان به گل بی قرار
درین موسم آن را شمار آدمی | که کاری ندارد بجز خرمی
بمقدارِ سرمایهٔ خویشتن | نهد در طرب پایهٔ خویشتن
یکی لعل روشن فشاند بجام | یکی در سفال افگند دردِ خام
۱۵ یکی گوش دارد برود و رباب | یکی بر لبِ رود نوشد شراب
یکی برّه و مرغ بر خوان نهد | یکی ترّه و ترب بر نان نهد

---

۶ - س ۲ :- فرد - ۱۴ - س ۲ :- درد جام - ۱۵ - ق ۲ :- یکی در عجب زدد

یکے منقلِ زر بر آتش کند　　یکے ہم بخاشاک جا خوش کند
یکے با حریفاں شود توشہ گیر　　یکے با نگارے بود گوشہ گیر
خورندہ کہ در بندِ خوش خوردن ست　　نہ از بیش و کم در خوشی کردن ست
نہ عشرت چنیں مایہ داراں کنند　　کہ نعمت بسے بذلِ یاراں کنند
۵ گدائے کہ در گوشۂ دُردی کش ست　　ہمہ مستیِ چوں خودے ہم خوش ست
چہ فرخ شد آں مردِ عشرت پسند　　کہ از ہر چہ دارد شود بہرہ مند
بہ بسیار جوئی مشو بیش بیں　　بکم خو کن و بے غمی پیش بیں
چو جو جو بصد کوشش آری بچنگ　　فراخی کجا بینی از خوئے تنگ
چو جو بشمرد آسیاباں دُراس　　علف کے رسد تابہ را از خراس
۱۰ چو از نوکِ سوزن کَند تشنہ چاہ　　بجاں کند نش مُردہ باید براہ
چو کم را نخوردی باُمیدِ بیش　　کمت نیز ترسم گریزد ز پیش
یکے بہرِ سکبا زناں روزہ بست　　چو ناں خوردہ شد دیگِ سکبا شکست

حکایت سگے کہ گرفتہ را بر اُمید نا گرفتہ بگزاشت

۱۵ سگِ پیر مردارے اندر دہن　　ہمی بر لبِ جوے شد پویہ زن
مگر ماہئے دید خستہ ز جوے　　تپیدہ بروے زمیں سو بسوے

۵ - ت ۲: - ہمہ دوستی - ۱۲ - ش ۱: - سگے

رہا کرد مرد ا روشد درشتاب | چو آں جا شد افتاد ماہی درآب
چو باز آمد و دیدہ واپس گماشت | غلیواز برد آنچہ واپس گزاشت
بخور کم میا از پے بیش را | غنیمت شمار آں کمِ خویش را

مردے نمودن سکندر در عیش و عشرت و باشارت

۵ حاجت نقدہائے عین بر میل مے و نغمہ با اہلِ الصبارت و زمرۂ خلافت دادن و بفکۂ نار در نار با مخلصانِ جانی مشغول شدن و از میوۂ النار لنا فاکہتہ فی الشتاء ۱۰ مزۂ نار دان و نار برداشتن و تیرگی کیش مغان از زبان آتشیں روشن گردانیدن و دریائے لشکر را بکشتنِ الشہائے زرتشتیاں رواں کردن

زآتش فروزانِ با ژند و ژند | روایت چنیں می کند ہوشمند
۱۵ کہ روزے سکندر در ایّامِ دے | نشاطے برآراست از مرغ و مے
نشستند فرمانروایانِ دہر | کہ از خرمی باز یابند بہر

---

۱۵ - س ۲ :- لبساطے

بریشم زنان در سرود آمدند — در آزردنِ تارِ رود آمدند
چنان زیر و بالا شد آوازِ زیر — که از مرغ و ماهی بر آمد نفیر
پری پیکرانِ ترنم سرای — بر زخمه شد ندا از درون دل رُبای
بہر زخمہ راہ صد جان زدند — بہر غمزہ در سینہ پیکاں زدند
۵ خرامندہ شد ساقیِ انجمن — چو کبکِ دری درمیانِ چمن
قدح داد بر زندگانی برات — صراحی سخن گفت ز آبِ حیات
دران روز ازین چرخ دولاب گرد — ہوائے زبارندگی بود سرد
بکافور پنہاں شدہ قرصِ مہر — ہمی کرد کافور باری سپہر
بفرمود شاہ آتش افروختن — حطب چوں دلِ دشمناں سوختن
۱۰ فروزندہ شد گوہرِ تابناک — چو خورشید کو سر برآرد زخاک
گل انگیز شد شعلہ چوں نوبہار — زخوبی برآورد گلنار نار
عجب میوہ رستہ از چوبِ ز — کہ ہم میوہ خوانی وہم میوہ پز
ہم از شعلہ نعمت پزی رائگاں — ہم از دودِ غمازِ ہمسائگاں
زلطفِ زباں میزبانِ ہمہ — زبانش صلا گوے خوانِ ہمہ
۱۵ بہر خانہ شمع و مشعل فروز — گہے مشعل افروز گہ خانہ سوز

۱۔ سس:۔ رقیباں بآواز۔ ۷۔ ق ا:۔ بادو رمہ۔ ۸۔ س ۲:۔ بنیری۔ ۱۰۔ ق ا:۔ گشت آتش

۱۱۔ س ۲:۔ گلہائے ۱۵۔ س ۲:۔ شعلہ

پرنده کز و رفته بر تاب زان | دلش سوخته لیک بر خویشتن
زکالے که در روے درخشان شده | سیه بود۔ لعلِ بدخشاں شده
مہے بر شبے پرتو انداخته | سیه روے را سرخ رو ساخته
زتابی کز آئینِ خویش آیدش | کند ہیچو خود ہر چه پیش آیدش
۵ اگر کشته شد در فروزنده گشت | بمرد از دم و ہم ز دم زنده گشت
بلند افسرے کز خساں شاد زیست | ز بادے بمرد و ہم از باد زیست
نماند دمے زنده بے آب کس | مگر او۔ که مرگش در آب ست و بس
فرو میرد از آب و بیجاں بود | و گر خود مثلِ آبِ حیواں بود
مرا غه بر روغن کند جانِ او | که روغن بود آبِ حیوانِ او
۱۰ زسنگ و ز آہن برآورد سر | چو از سنگ یاقوت و ز آہن گہر
دہد لعل و یاقوت کاں نا پدید | تنش جمله جان و چو جاں ناپدید
زخار او آہن شده گرم خیز | دروں رفته در ہر دو ز آہنگ تیز
گہے از دخانے سحابے کند | گہ از ذرّه آفتابے کند
سرافرازے از تیرگیِ دوداں | کلاہِ دخاں برده بر آسماں
۱۵ زگرمی کره در ہوا تاخته | ہوا را در آغوش جا ساخته
کره کو زگرمی شده باده پاے | ز جولاں بروے ہوا کرده جاے

۱۱ ۔ ق ب: زکاں لعل و یاقوت آمد پدید + تنش خار جان و چو جاں ناپدید

ز عنصر ستبر جا خیمه برتر زده	بدهلیزِ اول علم برزده
مهین گوهرے روشن اجزا شده	گهر کو محیطِ سه دریا شده
سوادِ سیه نامهٔ چند از و	سیه روئیِ زند و پازند از و
مغش در خدائی فروزنده کرد	خدائے که خود کشت و خود زنده کرد
۵ برهمن همش در پرستش فروخت	که فرجام از دود زخمی گشت و سوخت
براهیم را گشت بستانِ نور	شده لاله موسے از کوهِ طور
چنین کهنه نورے بنو گوهری	شده مجلس افروزِ اسکندری
سکندر ز دانندگان باز جست	که چون گشت بازارِ آتش درست
که این آخشیجِ فروزنده چیست	که از آب میرد ز خاشاک زیست
۱۰ نباید ازین جوهرِ تابدار	بجز پختن و سوختن هیچ کار
چه واجب کند کابلهے چند خام	برندش معبودیِ خویش نام
چه باید پرستیدن آن را بدرد	که مردم خودش کشت و خود زنده کرد
مرا کایزد از بهرِ آن داد تیغ	که خورشیدِ حق را نپوشم به میغ
برانم که در آذر آبادگان	چرا باید این رسمِ مغ زادگان
۱۵ که با هیربد زیر دستی کند	بگمراهی آتش پرستی کند
شیر ده عنان موبدے چند را	گرفته بکف زند و پازند را

۱ـ س۲ :ـ قلم ـ ۲ـ س۳ :ـ بگوهر محیطے ـ ۳ـ م :ـ سیه کاری ـ ۹ـ س۱ :ـ گرم طبع

شنیدم که آتش در آتشکده | هم از عهد زرتشتیان شد زده
چنان زنده مانده است زآتش دلی | که یکدم نه مرده ست تا این زمان
سمندر که زآتش بود بچه زاے | توان یافت زان آتش دیر پاے
برانم که آن جانب آرم شتاب | فشانم بر آن نار دیرینه آب
٥ نمایم به آتشکده سوختن | که آتش چنین باید افروختن
سر زهیربد دیگ مطبخ کنم | بر آن دوزخی خانه دوزخ کنم
بسوزد دل مغ هم از دود او | بسوزانمش هم ز معبود او
بپاسخ بزرگان پاکیزه کیش | سر بندگی را نهادند پیش
نمودند کاے داور روزگار | هر دانشت دولت آموزگار
١٠ درست ست کان قوم ناهوشمند | ندارد ز اندیشه راے بلند
نه از راه بینش نظر کرده اند | که نظاره از چشم سر کرده اند
ز نورے و تابے که آتش نمود | نمودند در پیش آتش سجود
ندانند کآتش چون پرستد کسے | که او زنده گردد ز چوب و خسے
دو قوم اند کز چشم کوتاه بین | بخورشید و آتش شده راه بین
١٥ مغ و برهمن کین دو را شد صواب | پرستیدن آتش و آفتاب
بهر دو ترا نیست حاجت گداز | که او سوزش خویش خود کرد ساز

---

١٤ ـ ق دوم اینـ هندو ـ ١٦ ـ س ع ۲ : که او سوزش خود بخود کرد ساز

چو زنده به آتش درون خوش رود — هم از راهِ آتش در آتش رود

ولیکن فروسوز رختِ مغان — که تا خود کنند از بتِ خود فغان

شه از راے پاکان و آزادگان — شد از روم در آذر آبادگان

بفرمود مغ را بنا بر کنند — بهر خانهٔ آتش آتش زنند

۵ بسوزند ناموسِ پاژند و ژند — کشایند زنّارها را ز بند

پس آبے بر آتش فشانند زود — ز کانونِ آتش برآرند دود

دویدند فرمان پذیران ز پیش — بدستوریِ کارفرماے خویش

زدند آتشے در هر آتشکده — که گردون شد از دود آتش زده

دران آتشے تند کافروختند — مغ و هیربد را همی سوختند

۱۰ در آتش چنان سوخت آن قوم خس — که خاکسترے ماند از ایشان و بس

فشاندند آن خاکهاے خراب — ز طوفانِ آتش بدریاے آب

ز زرتشتیان کس نماند آشکار — مگر در بیابان و در کوهسار

رهائی ندیدند آن دیگران — جز از راهِ نیکان و پیغمبران

همه خلق عهد اندران جستجوے — به ایزد پرستی نهادند روے

۱۵ چنان سکّهٔ راستی شد تمام — که کس کیشِ گبرا ندانست نام

بیا ساقی آن بادهٔ خوشگوار — که تا اندُه و غم نهم برکنار

---

۳ - س ن: بیامد سوے آذرِ بادگان - ۱۳ - ق و س دم: پاکان

بیا ساقیا ارمغانی شراب — که محراب زرتشتیان شد زباب

بده تا بمستی کنم خوابِ خوش — کُشم آتشِ غم بدان آبِ خوش

بیا مطرب آن چفته کز نیک فغان — کند زاهدان را بکوئے مغان

چنان زن که آتش زند سینه را — ز سر نو کند داغِ دیرینه را

۵ **نصیحت به اصحاب یمین که در معاضدت اهالی السیف کوبند و سر و تنِ بیدینانِ فلسفه را نیامیزند و دیرها را هم بزمرهٔ ایشان قفا زنند و بخنجر تیر قضا تیرے احکمی**

۱۰ **ندانند و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی**

چه فرّخ کسے کز دلِ ترسناک — گرایش کند سوئے یزدانِ پاک

بهر سرفرازی و افگندگی — نه پیچد سر از رشتهٔ بندگی

ز پرهیزگاری بر آرد نفس — که سرمایهٔ هستی این ست و بس

بهر پیشهٔ کاندیشش در شمار — خدا را نگردد فراموش کار

۱۵ گرش خشم پیش آید و گر نواخت — شناسد زجائے که باید شناخت

چو او آفریده شد از خاک و باد — بعبرت کند ز آفرینده یاد

---

۵ - سرخی، ق: کوشند - ۱۲ - طاعت: - ۱۵ - س ا: گداخت

در آگاهی خود ز نو تا کهن — ادب نگهدار اندر سخن

نگوید ز قانون داننده گی — سخن جز باندازهٔ بندگی

لبانا تمامان که از خوی خام — ز معلول و علت بر آرند نام

بدست هوس باز داده عنان — که ماده چنین است صورت چنان

۵ گه اثبات کلی بقول حکیم — گه انکار جزئی بعلم قدیم

گهی در طبیعی طبیعت کشای — گهی در ریاضی ریاضت نمای

کسی را که چشم خرد پیش نیست — درین هرزه چندان کم و بیش نیست

ولی چون سخن در الهی فتاد — خیال حذر در تباهی فتاد

چو زین در کند فلسفی نکته راست — قفا زن که گردن زدن اندر راست

۱۰ چه ابله کسی کاندرین نه حجیب — خورد زین نمطهای رنگین فریب

چه نازی بران علم ناسودمند — که پیدا اگر زندست و پنهان گزند

چو حیه بدل زهر دارد تباه — چه بینی رخ سرخ و خال سیاه

مبین رنگ و پیرایهٔ خویش را — شناسنده شو مایهٔ خویش را

چو طاوس شو پیکر آرای خویش — ولیکن فرامش مکن پای خویش

۱۵ باندیشه باید سخن گسترید — کزین پر بر افلاک نتوان پرید

سخن کز شریعت نویسد برات — دم خواجه تاشی زند تا حیات

۱۵- سل: به اندازه

ازیں ہرزہ ہم بہ کہ پیچی عناں — کہ عنصر چنیں گرد و انجم چناں
سخن زیں زبوناں چگوید کسے — کہ ہستند عاجز ترا زما بسے
چہ بندی بر و مہر و آزارِ خویش — کہ باشد سراسیمہ در کارِ خویش
چو مرغے خود از دام نجہد مدام — دگر مرغ را کے رہاند ز دام
۵ مگس کو بجلاّبِ تر گشت اسیر — کجا چوں خود ے را شود دستگیر
طبیبے کہ پیوستہ بیمار ماند — نشاید ببالینِ بیمار خواند
سبک گیرد آں دیدہ را آبِ شور — کہ دارو ستاند ز کحالِ کور
بباید سر از رشتۂ چرخ تافت — کہ چرخ ایں سرِ رشتہ را در نیافت
چو پردہ است ز آگاہی خود تہی — ز پردہ نشیں کے دہد آگہی
۱۰ چو شد پردگی پردۂ باز را — چہ دارد خبر پردۂ راز را
بسا کس کزیں پردہ گفتند راز — کزیں پردہ تارے نکردند باز
بدیں قلعہ بنگر کرا خود رہ است — کہ کنگر بلند و رسن کوتہ است
چہ فرخۂ مرغ در بیضہ زیست — کجا داند از بیضہ بیروں کہ چیست
کسے کو ندانست راز جہاں — جہاں آفریں را چہ داند نہاں
۱۵ چہ پنداری اے ابلۂ تیرہ رائے — کہ گنجد در اندیشۂ تو خدائے
چو صانع بود در صفاتِ کمال — چہ مصنوع را گنجد اندر خیال

---

۹ — ق و س: نہ — تہی۔ ۱۲ — بریں قلعہ رہ خواستن نہ از رہ است

خدا کآدمی را جهانی نهاد / درو آشکارا نهانی نهاد

چه روشن که در هر دلی راز چیست / بهر خاطر انجام و آغاز چیست

نداند شناسای پنهان اساس / نهانخانهٔ آدمی از قیاس

نداند چو کس ز آدمی راز را / چه روشن کند آدمی ساز را

۵ جهانیست گرچه آدمی هیچ هیچ / بدروازهٔ کبریا هست هیچ

چو هژده هزار اندرین ره کم است / چه اندازهٔ یک دلِ مردم است

ولیک این سفیهانِ بی رای و هوش / دل بیخرد را نمالند گوش

بحرفِ دو گستاخ روی کنند / بکارِ خدا نکته گوئی کنند

کسی را که سررشته آمد بدست / لبش بر سخن مهرِ جاوید بست

۱۰ رقم به که بر حرفِ ابتر کشند / ز بیهوده گوئی زبان در کشند

ادب را نگهدار کز هیچ رای / خدا را نداند کسی جز خدای

حکایت زالی که زالی را بخدای تعالی راه نمود

یکی راز زالانِ پوشیده حرف / بنزدِ خدا بود کارِ شگرف

۱۵ خبر یافت زالی ز بازارِ او / درآمد بنظارهٔ کارِ او

همی کردش از چشمِ خواری نظر / که تا چیست این بیوهٔ بی خبر

---

۱۶ ـ س ل : کوته

به پرسید از دو زالِ الاگرائے — که هان داری آگاهیے از خدائے
بگفتا که اے کوزپشتِ کهن — نه پرسید کس از چو من این سخن
که در ذاتِ صانع ز لفظِ چو دُر — شد از گفتِ من جملهٔ آفاق پُر
بخندید فرتوت و بگریست زار — ق — بد و گفت کاے غافل از سرِّ کار
دلت گر نشانے ز وے داشتے — زبان در سخن زهره کے داشتے
برازے که کونین رُوئے گم ست — چه جائے سخن گفتنِ مردم ست

پرتابِ کردنِ سکندر راست رَوانِ کیشِ خود را که
بابیستهٔ ره بودند بهمراهی پیکان سوے نشانه گاهِ یونانیان
که درونِ ایشان در رَوند و عقدهٔ عقیدهٔ باطلِ آنها را
بکشایند و پیش آمدنِ آن آهن دلان و ردکردنِ پیکان را
بسختی چشم و دل و بازگشتنِ آن فرستادگان از با
کند و سوهان شدنِ جبههٔ شاهِ روم از چینِ کین و بلند
کردنِ کمند بر کمرِ کوهِ یونانیان و دراز دادنِ بازروے

دست راستِ لشکر را تا ارشمیتِ سهمناک سهمی بر ایشان زند و حرب کردنِ یونانیان از تیغ کوه و روی تافتن رومیان از زبانهٔ شمشیرِ ایشان و رسیدنِ سکندر و گرم شدنِ سکندر از آتشِ غصّه و از سرِ غضب کوه بُریدن و دریا برآوردن و زنجیان فرو ریختن

طرازندهٔ قصّهٔ روم و روس — چنین بست پیرایهٔ این عروس

که چون شد سکندر بالهامِ غیب — ز هر خبثِ مردم رقم شوی عیب

همه گمرهان را ابرآن سان که خواست — به شمشیرِ حجّت همی کرد راست

چو زان گونه شد مردم از هر بلاد — که یا دین پذیرفت یا جزیه داد

حمایت سوی نیک رایان گرفت — به خنجر رهِ کژگرایان گرفت

به پیرایه رایت چو مهتاب کرد — سراپرده در پردهٔ آب کرد

چو گشت اندران ناحیت جای گیر — نشیننده را کرد فرمان پذیر

ازان جا بتابنده با کوس و پیل — روان کرد دریای لشکر به نیل

بخصم افگنی چیست کرده میان — ستیزنده در خونِ یونانیان

---

۸ - س ا: گذارنده - ۱۳ - م و ق: سراپرده در بابِ بواب کرد

خبر داشت کاں ملتِ ناسپاس ‏ ‏ زیزداں ندارند در دل ہراس

بہ گستاخ گوئی زباں کردہ باز ‏ ‏ کہ مارا کلیدے ست بر گنجِ راز

بہ نزدیکِ شاں فیلسوفِ کہن ‏ ‏ نکوتر ز پیغمبرے در سخن

پیام آورے راز کار آگہاں ‏ ‏ رواں کرد نزدیکِ آں گمرہاں

۵ پیامے کہ دیں را روائی دہد ‏ ‏ ق ‏ ‏ بر آئینِ پاکاں گوائی دہد

بدو گفت تا باز گوید درست ‏ ‏ کہ باید خیالِ کژ از سینہ شست

فرستندۂ راست نہ گزاشتن ‏ ‏ فرستادۂ راست گو داشتن

کسے را کہ سوئے ہدائیست رائے ‏ ‏ ہم از تیغِ من ہم ز خشمِ خدائے

شود بہرہ مند از نشانِ صفا ‏ ‏ بدہرہ زند دھریاں اقفا

۱۰ بدینِ حنیفی گرائش کند ‏ ‏ خدا را بدیں رہ نمائش کند

نشاند سرِ فلسفی بر سناں ‏ ‏ ز معلول و علت بتابد عناں

دریں رہ نباشد کژ اندیش را ‏ ‏ سزا بیند اندیشۂ خویش را

فرستادۂ شاہ برداشت راہ ‏ ‏ بہ یوناں رسانید پیغامِ شاہ

سرے بود شاں افلاطوں بنام ‏ ‏ شدہ پختہ کار اندراں کارِ خام

۱۵ ز بیہودہ گویاں زباں یافتہ ‏ ‏ ز فرہنگ و فرماں عناں تافتہ

نگارندہ در سینۂ بے ہراس ‏ ‏ خطی عور ناس و پری مہ لباس

---

۲ – س ل: رومی – ۵ – ق ۲: اسرار – ۱۰ – ق و س ۲: ستائش – ایضاً – م: نیائش –

به گمراهیِ خلق فتوی نگار | که پاینده شد گردشِ روزگار

سزا این و دیگر سزائی گمست | بخوبی و زشتی جزائی گمست

طلب نیست زایزد برایزد پرست | کند هر که هست از جهان هرچه هست

نیوشنده را از خیالِ چنان | بخود کاملی کرد مطلق عنان

۵ همه مردم از رایِ سنگینِ او | یقین نیست بر قولِ رنگینِ او

زد از یک سرائی درین خانه خشت | نه اندیشه از دوزخ و نه از بهشت

ز وسواسِ دیو اندرین دیولاخ | خرامنده هر یک بگامِ فراخ

چو برخاست از مردم اُمید و بیم | کجا ماند آئینِ عصمت سلیم

چو رفت از سرِ اسپ سرکش لگام | نه پوشش بهنجار باشد نه گام

۱۰ فلاطون چو بشنید پیغامِ شاه | بپاسخ شد از زیرکان چاره خواه

ستیزنده پیرانِ یونان زمین | ز رومی درا برفگندند چین

کشادند زاندیشهٔ نابکار | جوابی فرستاده بر شهریار

کزانجا که بینائیِ رای ماست | سرِ آسمان در تهِ پای ماست

دلِ ما که گشتست دانای آ | به پرسیدنِ کس ندارد نیاز

۱۵ چه محتاجِ پیغمبرِ دیگریم | که ما بر سرِ خویش پیغمبریم

چراغی بجوید نظرگاهِ ما | خرد بس بود مشعلِ راهِ ما

---

۷ ـ س ل ۱ : سنگ لاخ

بنورِ خرد ره به یزدان بریم — که سوی فرستادگان بنگریم

اگر همتِ ما خردمندی ست — خردمند را چاره خرسندی ست

بدین آهو ار شاه شیری کند — مگر آهو از سگ دلیری کند

اگر بگذری کارِ ما جنگ نیست — فرودستیِ چون توی تنگ نیست

۵ وگر با فرودست گیری ستیز — چه چاره گریزنده را از گریز

چو با زورمندان فتد داوری — گریزندگی به ز زور آوری

درین کوه پایه بیابان کم ست — گزرگاهِ کشورخدایان کم ست

چگونه کند بی سپر شکرش — که صد لی سر آید صبا بر برش

مراره بکوه و ترا گنجِ زور — کجا پیل بر کوه پوید چو مور

۱۰ بهر خانه چون چاه بیژن گوی ست — بهر گوشه صد غارِ کیخسروی ست

مگر شه کزین سو گرآید همی — بمهمانِ کیخسرو آید همی

سکندر گر از دستگاهِ چو میغ — ق — بکوه افگنی راند بر سنگ تیغ

هم آخر بکاری ست این کوهسار — که بینی کمر بسته و تیغ دار

کلوخی مبین خوار کافتد براه — کزو چون سر آئی بیفتد کلاه

۱۵ رسانندهٔ نکته با صواب — چو بشنید گفتارِ خود را جواب

بدرگاهِ اسکندر آمد فراز — شنیده سخن را فرو گفت باز

۵ـ س ۱: یا دری ـ ۱۰ـ ق ۲: بهر خانه ـ ۱۴ـ س: که آخر سران استاند کلاه

جهاندار از آن پاسخ تلخ وام — به تندی فرو ریخت تلخی ز کام

بفرمود تا فوجی از قلب خاص — کند بسته بر خصم راه خلاص

چنان لشکر اندر رحیل اوفتاد — که موجش گذارای نیل اوفتاد

بفرمان فرماندهٔ تاج و تخت — بزرگان بکشتی کشیدند رخت

۵ ز مردان کوشندهٔ کارزار — گذارا شد از نیل پنجه هزار

خدنگ افگنانی که هنگام جنگ — نشانند سوفار در مغز سنگ

کمر بسته و ترکش آراسته — چو شیران بصید افگنی خاسته

به تیزی چو در کوهسار آمدند — بدامان کهسار خار آمدند

بهر سو سوارای ز فرزانگی — همی شد بمردی و مردانگی

۱۰ همی آمد از کوه بی سنگ زیر — بکوه گران سنگ می شد دلیر

فرو جستن از چار و ناچار بود — که ره بر شتابنده دشوار بود

پیاده بهر فرجهٔ کوه و سنگ — همی تاختندی از کمین چون پلنگ

همان کوهیان نیز از آهنگ تیز — نشادند در کینه گاه ستیز

نکردند سستی در آن کار سخت — فشردند در سنگ پا چون درخت

۱۵ چو مور و ملخ گشته پر شور و شر — ز مور و ملخ بلکه انبوه تر

طرف بر طرف بهر پیکارها — کمینها برون می زد از غارها

---

۱۱ — ق و م و س :- فرو جستن از باره ناچار بود — ۱۵ — م۱ :- انبوه سر

نشیننده ره دان و آینده گم | بسے سو بسو می کشید اشتلم
همی موے در موے آویخت مرد | چو موے که در ریگ گر پیچ خورد
دران مو بمو پیچشِ بے دریغ | دو صف همچو دندانِ شانه به تیغ
چنان گشت هنگامهٔ رزم گرم | که خارا شد از تیغِ فولاد نرم
٥ سنان در دلِ سختِ شیرانِ مست | چو الماس بُد کاندر آهن نشست
اجل عبرهٔ خونِ ایشان نوشت | که سر می درودند و اندام کشت
چنان قُر بر پشتها کشته گشت | که بر روے یک پشته صد پشته گشت
زباران بدمنیان که زد تیر تیز | همه سنگِ کهسار شد لاله خیز
ز بس خون تو گوئی که کوهِ بلند | ز دل کانِ یاقوت بیرون فگند
١٠ دو رویه همی رفت تیغِ دو روے | نمی گشت یک رویه کارِ دو روے
بکوشید رومی بکین تا به روز | نشد چیره بر دشمنِ کینه توز
چهارم که یونانی انبوه گشت | خس انبه ترا ز سبزهٔ کوه گشت
سیاهِ سکندر نیاورد تاب | ز فیروزی خصم شد روے تاب
یکے آن که در کنجِ غار و دره | بسے سر زمین دور شد یکسره
١٥ دوم آن که کوشندهٔ رزم کیش | ازین سوے کم گشت از آن سوے بیش
ز رومی سپاہے که ناکشته ماند | سر و سینه خسته بهر پشته ماند

---

٨ ـ س ا: تیغ تیز ـ ١٠ ـ م ٢: نمیرفت یکرو به کار ار دو رو ـ ایضاً ـ ق و س: کار را ردو سو ـ ١٣ ـ م: آئین تر
١٣ ـ ق ٢: بهره ـ ١٤ ـ م ٢: ز بے روے

سران سپه اصواب آن نمود | که وامانده را باز یابند زود
سپه ابرجعت دلیل آمدند | وزان چشم بد سوی نیل آمدند
نشستند گریان براهلِ رحیل | زدند اندران سوگ جامه به نیل
گذشتند از نیل و رفتند باز | سرافگنده پیشِ سکندر فراز
۵ بسیمرغ گفتند از اندوه و تاب | ستمگاریِ ماکیان بر عقاب
سکندر که ملکِ سلیمانش بود | همه مرغ و ماهی بفرمانش بود
عجب ماند ازان سختیِ خشم و دل | که تیرِ سکندر شد آن جا خجل
در اندیشه شد تا چه سازی کند | که با کرگسان چرّه بازی کند
اگر باز لشکر فرستد به جنگ | روش مشکل ست و گزرگاه تنگ
۱۰ وگر تن زند تاب چون آورد | که مور اژدها را زبون آورد
چو رائیش در دل نیامد درست | دران داوری از خضر راه جست
ازان جا که دانائیِ خضر بود | به پرسنده گفت آنچه خواهش نمود
که هر کارِ دشوار کاید به پیش | به آسانی آید بهنجارِ خویش
عدو گر به نیرو نگردد خراب | به نیروی دانش فرو کن در آب
۱۵ پسِ پشتِ کهسارِ این مرز و بوم | کمرهای کوه است و دریای روم
سه فرسنگ باشد سطبریِ سنگ | که یونانیان است در وی درنگ

---

۴ - ق۲: شه سرفراز - ۷ - ق۱: چشم - ۹ - م۲: زبس

که آن اهنجار بتوان شکست — شود آتشِ فتنه از آب پست

ز سیلے که بر کوه ریزد توان — شود بر سرِ کوه کشتی روان

اگر خصم را عمرِ نوح ست بیش — بطوفانِ نوح افگند رختِ خویش

سکندر که خضر رہش وا نمود — رہِ چشمه می جست دریا نمود

۵ بفرمود باشد سپه تیز گام — بدنبالهٔ خضرِ خضرا خرام

کمر بست بر عزمِ کوه افگنی — بپولاد سختی و خارا کنی

بجاے که شد خضر شان رہنماے — کشادند بازوے زور آزماے

بتعلیمِ رایش بکار آمدند — بسنگ اندر آہن گزار آمدند

ستون وار کوہے که بر رُوے یافت — ستونے زد و بی ستونے شگافت

۱۰ بہر گوشه مینا چو فرہاد چند — بہر تیشه جوے چو فرہاد کند

بقربِ سه مه قلب دار اشکن — دران تنگنا بود خار اشکن

رہِ سیل کردند زان گونه پست — که چون بشکند باز نتوانش بست

به نزدیکِ دریا ز کوہے چو ابر — تنک شیشهٔ ماند سنگِ سطبر

دران پرده ہیزم فرو ریختند — زدند آتشِ تند و بگریختند

۱۵ گرفت آتش و راه در خاره کرد — بدامانِ که پرده را پاره کرد

ز نیروے دریا دران سنگلاخ — رہِ سیل شد ہمچو دریا فراخ

---

۱۱ — ق ا: بقدر سه مه — ۱۲ — م: رہِ سیل کردند زانگونه رست — ۱۴ — س: وزد

در افتاد سیلابِ دریا به کوه | خروشنده شد موجِ دریا ستوه
جهان در جهان موجِ طوفان گرفت | اجل در امنِ فیلسوفان گرفت
نماند اندران غرقِ طوفانیان | نشانے زیونان و یونانیان
حکیمِ کهن بود در دورِ پیش | زیونانیان علمِ او سوده بیش
۵ درین ماجرا رازدانِ کهن | برآبِ دُرِ گهر ریخت بیرون سخن
که سالے دو صد پیش ازان آبگیر | بیونان نیایش گرے بود پیر
ز رختِ جهان خانه پرداخته | ز برگِ گیاهے خورش ساخته
خدا داده ره در حضورِ خودش | برافروخته دل بنورِ خودش
شنیده ز غیب آنچه باید شنید | رسیده بجاے که باید رسید
۱۰ هر آن شیشه کز حکمتش دیده جست | بسنگِ کرامت شکسته درست
درِ خرقِ عادات محکم زده | جنیهاے معقول را کم زده
حکیمان ز حیرانیِ کارِ او | شده معترف بر نمودارِ او
چو هنگامِ آن در رسیدش فراز | سخن گفت با کاروانانِ راز
که چون من بپردازم از خانه جاے ق | گرایش کنم سوے دیگر سراے
۱۵ چهل رس بر آرند جاے بلند | برو قبهٔ چون سپهر ارجمند
در آن قبه سازند آرامگاه | نجوید کسے سوے آن خانه راه

۶- م۱: که سالے دو در پیشِ آن آبگیر۔ ۱۳- ق و س دم۱: رفتن۔ ۱۶- دخمه

بیایند زاں پس مد و بیست سال — کنند آنچه در خاطر آید سوال

که تا هر یکے را ز راہِ صواب — دہم زانچه پرسیده باشد جواب

دراں روز کافتاد دریاے روم — بیونانِ دریا شد آں مرز بوم

ز دو بیست سال آخریں روز بود — که میعادِ آں دانش افروز بود

۵ چو بود ایں فسانه خبر بر خبر — رسیده بهر کس پدر بر پدر

هم گشته بودند پیرانِ عهد — بمیعاد مهدی شده سوے مهد

نشسته بپرسش کشاده زباں — ببالینِ آں خفته پاسباں

نظر داشته تا دراں انتظار — ز پرده چه بیروں دهد پرده دار

طلب می نمودند رازِ نهاں — که طوفاں شد از چار سو ناگهاں

۱۰ همه غرق شد گردش از پیش و پس — همان قبه ماند از بلندی و بس

دراں حیرت اندیشه زاد شاں — که اندر زدا تا شد از یادِ شاں

چو گردید روشن کراماتِ پیر — که گشت اندراں غرقه شاں دستگیر

بدل گشت شاں سرِّ کارش درست — که آں روز را دیده بود از نخست

چو بود او پناهِ همه عهدِ خویش — پناهنده را خواند در مهدِ خویش

۱۵ که راهش سوے آشنائی دهد — ز موجِ هلاکش رهائی دهد

یکے گفت کاں وعده کز پیر خاست — اگر راست شد باز جوئیم راست

---

۳ - س: بیونان ودر شد دراں مرز بوم - ۸ - م ل: نهد

شناسنده گفتش بگو بیش و کم — که گفتت بهار و زدا هر دو زهم

سخن بی‌شک این بود زان بگریه — که یابی رهائی ز خشم خدای

نه آهسته بود این سخن نزد هوش — که دو بیست ساله ره آمد بگوش

حدیثی کش آفاق نشنید راست — اگر نشنوی تو غرامت کراست

۵ دهد مرده پند و جهان بشنود — ولی زنده گو که آن بشنود

عزیزان که در خاکِ کوی تو اند — بدان خامشی پند گوی تو اند

چو آن پند جویان شنیدند پند — ق — ز خاموش گویان بہانگِ بلند

فگندند تن تا چه جان کنند — کزان ژرف دریا کناره کنند

چو هنجارِ دیگر نیامد فراز — در قبه را بخت کردند باز

۱۰ چهل مرد بود آن که بر قبه رفت — نشستند ازان جمله بر تخته هفت

تنومندی از دل بر آورده تف — بدریا سپردند تن جان بکف

زده دست در آب و افتاده پست — ز خود هر زمان می بشستند دست

ازان هفت تن هم بیک موجِ سخت — چهارے دگر ریخت در آب رخت

سه تن ماند با سینهٔ پر فسوس — فلاطون و خرقیل و فرفیلوس

۱۵ چو شان آبخور بود باقی هنوز — ق — قدح پر نمی داد ساقی هنوز

بصد رنج ازان غوطه گاهِ هلاک — رسیدند یک روز دیک شب بخاک

۱- م: گه گفتش - ۲- م: سخن اینک این بود کین سو گرای - ۶- ق. س. م: غریبان - ۹- ق ا: هنگام

۹- ق. م ۲: تخته - ۱۰- م: بنومیدی - ۱۶- س: جرعه گاه

گرفتند رہ با دلِ رنج بہر ‏ فلاطوں بہ ویرانہ ایشاں لشہر
ازیں جملہ مردم کہ فرماں نبرد ‏ جز آں ہر ستن چارہ جاں نبرد
فروماندگان اندر آں ترس و بیم ‏ نہ حکمت بکار آمدہ نے حکیم
چناں کوہ کو تیغ بر سر کشید ‏ بیک لطمہ دریاش در تہ کشید
۵ شنیدم کہ چوں کشتی از ہر مقام ‏ بدان آبِ رخشندہ یابد خرام
توان دید یک یک عمارت در آب ‏ بر آنساں کہ در آبگینہ شراب
ز خاصیتِ آں زمیں سینہا ‏ تخیّل کند ہمچو آئینہا
بدل گرد اندیشہائے پدید ‏ کہ اندیشہ نتواند آں جا رسید
ز معنی شود سینہ صورت پذیر ‏ ز حکمت در انگیزدش آید ضمیر
۱۰ ازیں خاصہ دریائے گردوں بس ست ‏ کز و بینشی در دلِ ہر کس ست
بسے کشتیاں کاندریں دو دلیل ‏ نشینندہ را شد بہ حکمت دلیل
چو زیں دو دخانہ فرا تر گذشت ‏ گذشتش ز سر ہرچہ بر سر گذشت
ز چندان وندہ کزیں در شتافت ‏ کسے غورِ طوفانِ او در نہ یافت
پس آں بہ کہ غوکان دریں جا وہن ‏ نگویند از موجِ دریا سخن
۱۵ بیا ساقی آں ساغرِ دلکشائے ‏ ق ‏ کہ صورت نمائے ست و معنی فزائے
بدہ تا دل از وے مصفّا کنم ‏ دو دریائے معنی بیک جا کنم

۲۔ س، ن: ہیچ کس جاں نبرد۔ ۷۔ ق، س، دم: شود در تخیّل چو آئینہا۔ ۱۱۔ س: کشتیہا

بیا مطرب آں نائے راکن بدست — کز آوازِ غنونہائے یوناں شکست
چناں ملک بس کن کہ عنقائے روم — ازاں باز گوید بہر مرز و بوم

وصیّت بہ موفقاں کہ در بخشِ وفاق یدِ بیضا نمایند
۵ واز آرایشِ کاسۂ تختِ نغز مائدۂ سنج آرانید و
فروماندگانِ صفِ نعال عینِ عطلت و غفلت
را در صدرِ اوتوا العلم درجات خوانند و از دعوتِ
۱۰ محمّدی نعمت چشانند

چہ والاست دانندگی را سریر — کہ ہر کس نہ گردد بر و جائے گیر
بریں پایہ آں کس برآید بلند — کہ برتابد از رشتۂ جاں کمند
بکاں کندن آید زر از کانِ تنگ — وزیں کاں بجاں کندن آید بچنگ
کسے دارد از علمِ عالم فراغ — کہ او چوں قلم خوردو د دِ چراغ
۱۵ خردمند کیں سکّہ با خویش یافت — بہر دست گہ دستِ خویش یافت
ہمایوں کسے باشد از ہوش و رائے — گزیں سایہ میموں شود چوں ہمائے

۲- سرا: بہ سازِ شہے - ۲- م۲: بہ ازاں راغ

اگر زورمندست و گر ناتوان — بود در همه جای حکمش روان

همه کاروانان بدو رو نهند — همه گوش بر گفتهٔ او نهند

چو رخشنده شد سینهٔ زین آفتاب — دگر تیرگی را نه بینی بخواب

شناسد که در پرده ها راز چیست — بهفت ارغنونِ فلک ساز چیست

۵ چرا شکلِ تدویر دارد سپهر — اثر چیست را انجم و ماه و مهر

چرا دارد اختر بیک سو مسیر — چرا عنصرست استحالت پذیر

چرا شد پدر هفت و مادر چهار — چگونه سه فرزند شد آشکار

چو این هر سه زین یک پدر مادرند — چرا این نه مانندِ یک دیگرند

چرا بهتر از جامد آمد نبات — چرا برتر از هر دو شد ذی حیات

۱۰ تنِ آدمی کز جهان برترست — سبب چیست کز همگنان برترست

چرا مردم از بینشِ نیک و بد — خردمند شد دیگران بی خرد

جماد از چه مُرد و نبات از چه زیست — چرا برق خندید و باران گریست

چگونه است جسم و چه چیزست جان — چرا این برهنه است پوشیده آن

چرا جوهرِ جان جسد پیشه نیست — سزاوارِ تقسیمِ اندیشه نیست

۱۵ چگونه کنی حدِ هستی تمام — دو جوهر چه و هست نقطه کدام

مقولات کان نز ده افزون بود — یکی جوهر و نه عرض چون بود

---

۱۴ - سل: به چگونه است

چرا جوهر اعلیٰ ز اجناس گشت | چرا جانور جملهٔ حسّاس گشت

چگونه است در پنج فرد ارتباط | چسان است در چار شکل اختلاط

سخن را چگونه دهند اختصاص | در امکانِ عام و در امکانِ خاص

دلالت چسان است در التزام | تطابق کدام و تضمّن کدام

٥ دران حصّه کز جنسِ خود نوع راست | نشد فصلِ علّت ز بهرِ چراست

چه چیز است علّت که عقلِ حکیم | بدین حیله خواند جهان را قدیم

کجائیم ما وین صنم خانه چیست | نگارندهٔ این صنم خانه کیست

گر این خانه ما راست رفتن کراست | وگر زانِ ما نیست بودن کجاست

غریبانِ این ره کجا میروند | چرا آمدند و چرا میروند

١٠ چسان نیر و این تختهٔ خاک را | که روشن کند راز افلاک را

چه روشن دلے باشد اندیشه سنج | کزین در کلیدے رساند به گنج

در آموزد آن نکته کز راے خود | شناسد کم و بیش کالاے خود

چو در خود خرد را شناسنده ساخت | خداوند را هم تواند شناخت

ز هر دانش آن شد پسندیده تر | کت از بیمِ یزدان کند دیده تر

١٥ براهِ خدایت روائی دهد | ز بندِ غرورت رهائی دهد

---

٢ - چگونه است در شکل و در اختلاط - ٤ - ق٢ :- تطابق کدام و تضمن کدام - ایضاً - م :- مطابق کدام - ٦ - سلیم - ٨ - س٢ :- چراست - ٩ - م١ :- کجائیم ١٢ - م ، س٢ :- خویش در هر دو مصراع ١٤ - س :- کنی

جز این هر چه خوانند ناخوانده به | قلمهاے بیهوده ناراندہ به
چنان خوان گرت حکمت ست آرزو | کہ حجت کنی علمِ او هم براو
نه زان گونه کان تیغ گردن زنی | ز دشمن ستانی و بر تن زنی
بخوان هر چه خوانی ۔ و لیکن تمام | کہ نا پختہ نیکوتر از نیم خام
۵ مبین در متاعِ تهی مایگاں | کہ جویند آزارِ همسایگاں
بکم مایۂ ناقص آید به شور | بود قطرۂ آب طوفانِ مور
هر نامه حرف از کسے جوے و بس | کہ با صد هنر بر نیارد نفس
کسے کو بدعوی سخن خواست گفت | مدان راست ار خود همه راست گفت
بسا کس کہ با جملہ معلومِ خویش | زبون آمد از دعویِ شومِ خویش

۱۰ حکایت فلسفی کہ اول زنخ زد و آخر بر ریش خود خندید

شنیدم کہ یونانیِ پُر گزاف | همی زد ز دانائیِ خویش لاف
کہ بالاے گردون و زیرِ زمیں ق | درون و برون جهان و همیں
۱۵ ز هر چه آشکار است یا در نقاب | بپرسید تا باز گویم جواب
یکے گفت بگزار پست و بلند | خبر ده کہ موے زنخدانت چند

---

۸ ۔ م ۲ :۔ بدان خواست ۔ ایضاً ۔ س :۔ همه راست

نیوشندہ زاں موے در سخن — بہ پیچید چوں موے بر خویشتن
دمش با چناں دعویِ بر تمے — بموئے فرو ماند چوں پیکرے
سخنہاے ابتر چہ گوید کسے — کزاں خندہ بر ریش بندید بسے

روان کردن سکندر کوہ بے سنگ را در سنگلاخ

۵ کوہ بطلبِ گوہرِ افلاطوں و دریافتن آں گوہر در کمرِ کوہسار

و نگینِ دستگاہِ دولتِ خود ساختن و زیرِ دستِ خود

نشاندن و از پرتوِ معادنِ الناس کمعادن الذہب

۱۰ والفضہ دریافتن

شناسندۂ حرفِ دانندگی — چنیں کرد ازیں تختہ خوانندگی
کہ چوں بیروں آمد فلاطوں ز آب — ق — تنِ خاکی از موجِ طوفاں خراب
نبودش سرِ یاریِ مردماں — رواں شد سوے کوہ چوں بے سگماں
۱۵ ز ہر بوم بر داشت آہنگِ خویش — چو سیمرغ بنشست با سنگِ خویش
دہاں را از آشام و خور بند کرد — بشاخِ گیا سینہ خرسند کرد

---

۲ - م - ق ۲ : بہ بنگری - ۱۲ - م ۱ : نکتہ - ۱۳ - س ۱ : کہ آمد چو بیروں - ۱۴ - ق : ناگہاں

نیایش گر پردهٔ راز گشت ‌ ‌ ‌ به ما زاندران پرده دمساز گشت

نهانی ز کیش کژ آمد برون ‌ ‌ ‌ سوی راستی شد دلش رهنمون

چنان گشت کوشنده در بندگی ‌ ‌ ‌ که شد سرفراز از سرافگندگی

ز شب زنده داری دلش زنده شد ‌ ‌ ‌ چراغش چو خورشید رخشنده شد

۵ فروغ از درونش برون داد تاب ‌ ‌ ‌ نماند اختر روشنش در نقاب

همه مردم از سکهٔ کار او ‌ ‌ ‌ نمودند رغبت بدیدار او

برآمد میان همه خاص و عام ‌ ‌ ‌ فلاطون حکیم الهیش نام

ز نامش که در شهر و کشور رسید ‌ ‌ ‌ حکایت بگوش سکندر رسید

سکندر که بد در خرد بیش از آن ‌ ‌ ‌ خبر داشت از کار او پیش از آن

۱۰ که از کاردانان نو تا کهن ‌ ‌ ‌ نیوشنده بود از فلاطون سخن

که بودند نازان بهر مرز و بوم ‌ ‌ ‌ بشاگردیش فیلسوفان روم

ارسطو کز آن گونه داننده بود ‌ ‌ ‌ هم از لوح او حرف خواننده بود

هوس داشت اسکندر کاردان ‌ ‌ ‌ بدیدار آن مرد بسیاردان

دلش ماند زین غم بتاب اندرون ‌ ‌ ‌ که چون گشت حالش به آب اندرون

۱۵ بیونان نگر چون تباهی رسید ‌ ‌ ‌ کزان گونه مرغی به ماهی رسید

چو آگاه شد کان خردپیشه مرد ‌ ‌ ‌ به آتش خور آمد از آن آبخورد

---

۲ - س ۲ :- شده بر دلش راستی رهنمون - ۳ - م :- در هر دو مصراع : گشت بجاے شد

هوس کرد کز سکهٔ سنگ و سیم — زند بر محک کیمیاے حکیم

بهمدستی خویش راهش دهد — بهمزانوئی دستگاهش دهد

نهد سنگش اندر ترازوے خود — کند وزنش از زورِ بازوے خود

فرو بُرد از آن جانِ حکمت شناس — نهانخانهٔ حکمتش را قیاس

۵ خیالاتِ خام از سرش کم کند — به بُرهانِ عقلیش ملزم کند

دلش کز هوا تیرِ نمرود بود — بکیشِ براهیمش آرد فرود

فرستاد پنهان بلیناس را — که از کان برون آرد الماس را

بفرمانِ فرمانرواے جهان — روان گشت دانا چو کارآگهان

نشان جست و سوے فلاطون شتافت — نشیننده را از نشان بازیافت

۱۰ پیامِ سکندر بدو گفت باز — که ما راست سویت بدیدن نیاز

سزد گر گرانی بمهمانِ ما — ز دانش دهی بهرهٔ جانِ ما

ز اندیشه دادش فلاطون جواب — که ذره ندارد سرِ آفتاب

من اینجا که گشتم ز دل توشه گیر — ز غوغاے عالم شدم گوشه گیر

که تا چون ز دانش گرفتم درے — نکوبم بخواهش درِ دیگرے

۱۵ چو همت بود بر درم پرده دار — سکندر نیاید درین پرده بار

چو درویش با شاه جوید نشست — عنانش از سلامت بباید گسست

---

۱۴ - سل :- که تا چون کشایم بدانش درے - ایضاً - م :- که تا چون بدانش گرفتم درے

چو بارِ سلیماں ہوس کرد مور　　شود کشته در زیرِ پاے ستور

چو گنجشک خواهد که بریاں شود　　طلبارِ گندم بسلطاں شود

بشه گوی کاے منظرت نور دار　　گدا را دریں گوشه معذور دار

مرا نے نیازِ کم و بیشِ تست　　ترا گر نیاز ست ره پیشِ تست

٥ فرستاده کوشش فراواں نمود　　نیوشنده ره راے رفتن نبود

بلیناس چوں دید کاں ہوشمند　　کند وقتِ خود را بخود ارجمند

بشه باز شد در جبیں خاک رفت　　شنیده سخن یک بیک باز گفت

چو شه رغبتِ دیدنش بیش داشت　ق　دل اندر پے رغبتِ خویش داشت

سبک بارگی جست و بر داشت راه　　به برجِ عطارد رواں شد چو ماه

١٠ نه بود از بزرگاں بدنبال کس　　جز از ہوشمنداں تنے چند و بس

سرِ کوهکن سوے کہسار کرد　　بکوه آمد و ره سوے غار کرد

چو در غار شد گرد مرکب رہا　　بغار اندروں رفت چوں اژدہا

دراں اژدہا خانهٔ مار پیچ　　بجز مار پیچاں نمی دید هیچ

بسے اژدہا زیر پا کرد پست　　که تا یافت بر گنجِ پوشیده دست

١٥ نگه کرد در کنجِ آں تنگ نائے　　فرشته وشی دید مردم نمائے

گلیمے در آورده در گردِ دوش　　خزیده چو روباهِ پشمینه پوش

---

٦ - ن۲: ز خلق

کسے کنجش اندر سفالینه خم | کلیدِ زبان در دهان کرده گم
مبرّا شده دل ز غم خوردنش | مصفّا شده تن ز کم خوردنش
رگ اندر تنش رو نما از صفا | نماینده چون رشته در کهربا
ز تابِ درونِ دُر افشانِ او | حکایت کنان روے رخشانِ او
۵ چو سیماے شه دید برخاست زود | به رسمِ بزرگان تواضع نمود
پس آنگاه گفت از دلِ عذر خواه | دعاے سزاوارِ تعظیمِ شاه
بپرسید کاقبالِ شاهِ جهان | برین سو چرا رنجه شد ناگهان
چه آورد بر صعوه سیمرغ زور | کجا پیل گنجد بسوراخِ مور
بلے نبود از کارِ مهتاب دور | که ویرانها را فروزد ز نور
۱۰ جهاندار فرمود کز دیر باز | بدیدارِ تو بود ما را نیاز
بسے آرزو داشت راے بلند | که گردد ز دانائیت بهره مند
کنونم که آن آرزو دست داد | سرِ گنجِ پنهان بباید کشاد
چو دانست دانائے دریا قیاس | که آمد خریدارِ گوهر شناس
بمهمان نوازیش بگرفت دست | نشاندش به تعظیم و خود هم نشست
۱۵ سخن را ز هر پرده ساز کرد | ز رازِ نهان پرده را باز کرد
بهر باز پرسی که شه مے نمود | حکیمش باندیشه ره مے نمود

۱- م: به: بسی- ۳- م: ب:- دل اندر تنِ دنمانش از صفا

نخستش به پرسید کای گنج راز | ازین گوشه گیری چه داری نیاز
جهانی پر از آرزو در ضمیر | بمشتی گیا چون شدی خوذپذیر
چو گیتی پر از بانگ و آوای تست | چنین تنگ غاری چه بالای تست
سبب چیست دست از جهان داشتن | جهانی بکنجی نهان داشتن
۵ کند دیده عقل بیننده کور | بگور اندرون زنده رفتن چو مور
بدان چه آدمی را نوالی خوش است | نشاطی و خوردی و جائی خوش است
چو زینها کسی بهره مندی نبرد | چه فرق است از و تا بدان کس که مرد
نگیرد چو در بوم آباد جای | نه سیمرغ کار آید و نی همای
چو مرغانِ ده یاد کن خانه را | رها کن پی بوم ویرانه را
۱۰ سزد گر سوی مهدی آئی ز مهد | کنی هدهدی با سلیمانِ عهد
برون آی ازین غار چون اژدها | و گر غار گنج است هم کن رها
گرت دل برین گفته گیرد قرار | که بخرامی از غار با یارِ غار
بدستوریِ خویش دستت دهم | بهمدستیِ خود نشستت دهم
ارسطو که جز رای والاش نیست | تو همتاش باشی که همتاش نیست
۱۵ بسم آرزو بود کاندر نشست | نشانم دو دستور را در دو دست
کنونم که آن آرزو دست داد | مده آرزو را ز دستم بباد

---

۳ - ق۱ : از نام - ۹ - س۱ : مرغانِ خوش - ایضاً - س۲ : پس این

فلاطون چو بشنید گفتارِ شاه　　فرو شد بکارِ خود از کارِ شاه

برون داد پاسخ بشرمندگی　　که ای از تو آفاق را زندگی

ازان جا که رسمِ جهانداری ست　　جهان را همه از تو غمخواری ست

کسی کو غمِ جمله عالم خورد　　ز تیمارِ یک تن کجا غم خورد

گرم از نوازش کنی سرفراز　　عجب نیست زان خلقِ کهتر نواز

توانم که من نیز از اقبالِ شاه　　بگردون گردان رسانم کلاه

زهی دولتِ ذره کز تفت و تاب　　رود پایه کوبان سوی آفتاب

چو حربا بخورشید بیند ز دور　　گران چشم باید شود غرقِ نور

ولی گشت با غم خزان یافته　　کدیور شد از وی عنان تافته

درختی که بی‌آب شد رودِ او　　دهن خوش نگردد ز امرودِ او

چو کالا کهن شد چه جوییم سپاس　　که نرزد بجوی نزدِ کالاشناس

نماند آن شگوفه به گلزارِ من　　که آید بدان بو خریدارِ من

چه جنبانی آن نخل بن را بزور　　که شد خارِ او تیر و خرماش گور

چو شاخِ تهی را کنی سنگسار　　ز بالا همان سنگ بارد نه بار

نگوییم بدستوریم شاد کن　　که دستوریم بخش و آزاد کن

سرم در سلام آمد از جای خویش　　بجز خیر بادم چه مانده است پیش

شبم روز شد روزِ من شب کنون　　عنان چون سپارم بمرکب کنون

شب از خانه بیرون نرفته ست کس | کسی کو رود دزد شد یا عسس
نه شب دیز را روزِ رهواری ست | نه شب کور را راهِ شب کاری ست
ز پیری از کاهل شد این مرغِ پیر | از آن گشت چون شپرک گوشه گیر
بود شپرک نی کبوتر بود | که پرنده خوانی و بی پر بود
۵ چو بی دست و پا شد تنِ دیرپای | چه بیهوده خود را نهم دست و پای
ببین مار کز کوشش آید برنج | به بی دست و پائی دود سوی گنج
نه مرد اژدها باشد آن کز نورد | کشد دست و پا چون شود سالخورد
همان کرم کز گوشها می خزد | ز بسیاریِ دست و پا می خزد
مرا گاه آن ست ازین جویبار | که در خود کشم دست و پا همچو مار
۱۰ نه غوکم که از شوخی و چشمِ باز | کنم دست و پا بر هر آبی دراز
پشیمانم از هرچه زین پیش رفت | که کاری نه بر واجبِ خویش رفت
کنونم که هنگامِ عذرآوری ست | همان پیشه گیرم نه از داوری ست
بکارِ جهان چاره چندان خوش ست | که از لذتِ عیش دندان خوش بست
حواصل نگر جمله کام و شکم | که بی رنجِ دندان کنم فلتقم
۱۵ چو بیکار شد معده ز آشام و خورد | چه باید هوسهای بیهوده کرد
بهنجار باید دو تن لقمه گیر | یکی خورد خورد و دگر پیر پیر
چو مشکم ولایت بکافور داد | ز طبعت کنون نافه نتوان کشاد

۹ - ق ۲: باخته دار - ۱۷ - ق ۲: ز طیبت

چه فرمائی آشوبِ عالم مرا — چه بر دل نهی عالمِ غم مرا
دلے را که گشت آشنای نیاز — چه خوانی درین شهرِ بیگانه باز
بسے کرده ام بیزش این خاک را — برش نیست جز خار و خاشاک را
مبین گل که حالی دهد بوے مشک — که روزِ دگر کاه برگیست خشک
۵ بران سبزه کو خوشتر اندر بهار — چو بینی خسے باشد انجامِ کار
کدام ست کو رزقِ عالم نخورد — ازین چند روزه بقا دم نخورد
ز دم خوردن آن کس که دلشاد ماند — دهن خالی و سینه پُر باد ماند
اگرچه دمش من هم افزون خورم — ولیکن چو دریافتم غم خورم
چو بشناختم رازِ گردون تمام — بدین پختگی چون شوم باز خام
۱۰ شرابش کهم از دل فراموش باد — مرا تلخ شد شاه را نوش باد
سکندر که با دانش و داد زیست — خبر داشت کانچه او برون داد چیست
نشد سخت گیرش بکارے که داشت — زبان نرم کرد از شمارے که داشت
بدو گفت کارے ز راے بلند — توقع همین باشد از هوشمند
ولیکن مرادِ من این بود و بس — که یکچند با تو برآرم نفس
۱۵ ز دانائیت بهره پُر برم — ز دریا صدف وز صدف دُر برم
چو تو داشتی صحبت از ما دریغ — تواضع ز تو نیست ما را دریغ
گر از زحمتِ ما نیائی ستوه — کنون پنجهٔ ما و دامانِ کوه

نه آن پادشاهم من از کبر و جاه | که تعظیمِ دانا ندارم نگاه
کسی کو خرد را بود جوهری | به بندد دراکلیلِ اسکندری
به از ملکِ من دانشست در ستیز | که این عاریت باشد آن خانه خیز
نکو رو که زیور نه بندد بدوش | بسی بهتر از زشتِ پیرایه پوش
۵ کسی کش بگنجِ خرد ره بود | اگر گنجِ زر جوید ابله بود
دلت کو بهر نکته گنج افگنست | چه محتاجِ گنجینهٔ چون منست
ترا چون جهانی ست در دل نهان | کجا سر در آری بشغلِ جهان
جهانی بفرهنگِ خود سرفراز | که در دولتِ ما نداری نیاز
نیازِ تو گر تافت از ما زمام | تو هست ما را نیازِ تمام
۱۰ به بین مایه چون دُر اختر تو | که محتاج باشد سکندر بتو
نه در کز درونِ چو دریا و میغ | ز تشنه نداری زلالی دریغ
دلم را ز نزلی که بر خوانِ تست | بده گرچه ناخوانده مهمانِ تست
در آموز آن نکته ز اندرز و پند | که اینجا و آن جا بود سودمند
در آئینِ ملکم روائی دهد | در انجامِ کارم رهائی دهد
۱۵ نهادست تاجِ مبارک مرا | همه بارِ عالم به تارکِ مرا
رهم پیشِ بارِ گران بر سرم | بگو کین گرانی بسر چون برم

---

۱۴ - اس: حکم

طریقی نما از خبر داشتن | که بتوانم این بار برداشتن

بخشنودیِ کردگارم درآر | که خشنود باد از تو هم کردگار

حکیم از چنان خواهشِ زیرکان | برون جست دشمن چو تیر از کمان

بپوزش گری گفت کای کدخدای | ترا راست گویم به فرهنگ و رای

۵ همه خسروان را نبیلِ ضمیر | سخن خوشش نیاید مگر دارگیر

بگیتی تو آن پادشاهی و بس | که خشنودیِ خلق خواهی و بس

نگر تا چسان فرخ آیین بود | کسی کآرزوی دلش این بود

چو این در تو بی گفتِ کس میزنی | بگفتن چه محتاجِ پندِ منی

ترا نامهٔ کاردانی بجیب | ز تلقینِ اقبال و توفیقِ غیب

۱۰ به آموزیت گر سرِ سوزنی ست | چه اندازهٔ دانشِ چون منی ست

مه از نور اگر چند شد بی فراغ | نه از کرمِ شب تاب خواهد چراغ

چو خورشید تاب از سها وام خواست | اگر صبح بر وی بخندد رواست

دلی مهتران را که میلِ کسی ست | به کهتر نوازی بهانه بسی ست

مرا هم چو فرمانِ شه بردنی ست | نهم بارِ گردن که آن کردنی ست

۱۵ اگر مایه کم دارم و گر شگرف | کشم قطرهٔ پیشِ دریای ژرف

دمی رنجه کن سوی گوینده گوش | نکو خاص فرمای و بد را بپوش

---

۲ - م ۲ ب - که خوشنود باد - ۱۴ - اس ل ب - مرا چونکه فرمانِ شه بردنی ست - ۱۶ - د م زنده کن

زمام دادنِ فلاطون ناقۂ معقول را از زیرِ دستِ محملہاے استوارِ عقلی و سکندر را ریاضتِ مغازۂ نجات تعلیم کردن

نخست آں چہ فرض ست بر شہریار | ہماں شد کز ایزد بود ترس کار

۵ بہر شادمانی و تیمارہا | بہ یزداں حوالت کند کارہا

چو تیرے زند جانِ بدکیش را | بہ بیند توانائیِ خویش را

دگر خورد زخمے برو نیز ظن | ز ناوک رسائی بہ ناوک فگن

درآں حضرت از راہِ دانندگی | کند چون دگر بندگاں بندگی

بہ نیرنگِ ایں پنج روزہ خیال | کہ ناداں نہد نامِ او ملک و مال

۱۰ نیند ازد اندر سرآں باد را | کہ زد لطمہ فرعون و شدّاد را

نہ شاہی ست کز ماہ تا ماہی ست | در بندگی زن کہ آں شاہی ست

ز ملکِ خدا داد دل شاد کن | ز مادر چہ آوردۂ یاد کن

چو دادت خدا آں چہ داری بدست | خدا را پرست و مشو خود پرست

چو دانی کہ ایزد پرستی ست کار | نظر سوے ایزد پرستاں گمار

۹۔ س۲: بہ جاہ

بہر کار را زاں کس طلب یاوری — کہ دارد نہاں با خدا داوری

تو ئی گرچہ شاہنشہ روم و زنگ — مگر تا نداری ز درویش ننگ

کہ گرچہ او چو گل زندہ پیراہن ست — ولے بوے او از دگر گلشن ست

در آں بزم شاہاں چہ معنی بود — کہ بویش ز مُردار دینی بود

شہے کش ولایت ہمہ عالم ست — ز درویش صاحب ولایت کم ست

بسا پشم پوشے کہ اندر جہاں — جہانی ست در زیرِ مویش نہاں

ہر آں نافہ کافزوں بود بوے او — چو آہو بود چرمِ آہو بر او

مبیں خیرہ شہ کاں برے شہ است — کزو بوریاے گدائی بہ است

نہ آں ست درویش مردِ خداے — کہ بہرِ درم پیشِ شہ شد بپاے

بسیلیش پشمینہ بر کش ز دوش — کہ پوشیدہ دزدے ست پشمینہ پوش

مبیں کاں گلیم ست تن پوشِ او — کہ آں دامِ مال ست بر دوشِ او

چو دامے کہ بر داشت ماہی فروش — ز بہرِ درمہاے ماہی بدوش

ہم از دامِ ماہی دل ایں نکتہ بیخت — چو ماہی کہ بر داشت آتش بریخت

فقیرے کہ نان از درِ شاہ جست — بباید ز آبِ خودش دست شست

بہشتی بود شاہِ درویش خواہ — کنشتی ست درویش در کوے شاہ

مدد زاں گدا جوے در نیک و بد — کہ از بادشاہاں بجوید مدد

ازاں دیگ نوشت فراموش باد — کہ تو میخوری او کند نوش باد

کسے کو پی جہدِ شاہاں کند | نہ اندیشۂ نیک خواہاں کند
فریبندہ دزدے بود رخنہ جوے | کہ افیون دہد پاسبان را بگوے
شہے کو خود از شربِ می شد خراب | از و کے عمارت شود خاک و آب
زہی دَورِ شاہنشۂ روم وے | کہ عالم در و غرق - او غرقِ مے
۵ بود بر ملک تکیۂ ہر کہ ہست | ستون چون بجنبد شود خانہ پست
کسے کز خود آگہ نباشد دمش | چہ آگاہی از جملۂ عالمش
جہاں گرچہ خالی ست از دشمناں | مدہ تا توانی بعشرت عناں
ہوس گر گدائی کسے را کم ست | ہوسناکِ شاہی ہمہ عالم ست
چو از می سرِ خواجہ شد در سلام | کند بندگی خیر باد از غلام
۱۰ چو سیل آمد و بُرد فرزانہ را | عمارت کند دیگرے خانہ را
نگویم کہ خمخانہ را بند کن | بہ ناں پارۂ معدہ خرسند کن
کس ایں خود نگوید بشاہِ جہاں | کہ مطلق بشو زیں حلاوت دہاں
ولیکن چناں خور گرت در خورد | کہ تو مے خوری نے ترا مے خورد
چو در جانش جا سازی از دستِ خود | مشو مستِ او بل کنش مستِ خود
۱۵ چناں بادہ خور کز زبردستیت | بہ از ہوشیاری بود مستیت
بود می زبردستِ پیر و جواں | تو بروے زبردست شو گر تواں

۷- ق دم انہ شد

چو شد کارفرمای مارای تو	چرا می بود کارفرمای تو
مئی خور که بخشی زر و بارگی	نه آن می کت آرد بجو نخوارگی
باندازه خورمی که کار آیدت	نه چندان که فردا خمار آیدت
بخور گر بمردی غنانت کشد	رها کن چو دل بر زیانت کشد
۵ شکم را بسیار آبِ حیوان بشست	ولیکن مریز آبِ حیوان زشست
نه دولابی از جنبشِ بی سکون	که بستانی و باز ریزی برون
نگر کانچه دولاب در جوی ریخت	گر این سو برآورد زان سوی ریخت
چو هرجا که مردی پرستارِ تست	تو زن را پرستی زهی رای سست
سری بایدت تن بجو نابه کن	زره بستر و تیغ همخوابه کن
۱۰ چو خواب آیدت بر سرِ تختِ خود	بیاموز بیداری از بختِ خود
تو بیدار باش آشکار و نهان	که از پاست آباد خسپد جهان
مکن هر چه عالم خورد غم ز تو	تو در خواب بیدار عالم ز تو
چو شه را ز دشمن یکی صد بود	کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود
چو بیداریِ دشمن از راه خاست	تو نیز از زمانی بخسپی رواست
۱۵ چنان خسپ روزی که خسپی بسی	که خوابِ پریشان نه بیند کسی
بخسپ و بخوابِ جوانی مخسپ	دگر خود توان تا توانی مخسپ

۱۶ - م۲: دگر خود توانی تو هرگز مخسپ

حکیم آن سخن را نه بر هرزه گفت   که شد فتنه بیدار چون شاه خفت

اگر شحنهٔ شهر خسپد خراب   بیک گوشمالش بر آور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند   شکم پر کنش تا شبانی کند

بزم آن که مست ست هشیار کن   طرب با حریفانِ بیدار کن

دلیران بوند ار چه اندازه بیش   مکن دور دانندگان را ز خویش

چو خواهی که کم گردی اندیشمند   ز اندیشهٔ زیرکان گیر پند

چو پیش آید اندیشهٔ کارزار   یزکهای اندیشه را پیش دار

به پرتاب داری رسد زخمِ تیر   بود تیرِ اندیشه آفاق گیر

بد انسان شو از کینه ور کینه خواه   که نی تیغ رنجه شود نی سپاه

بمشت اندرون تیغ را جای کن   ولی رای را کارفرمای کن

ز آئینهٔ رای بینی جمال   در آئینهٔ تیغ نبود خیال

مکش سر ز رایی که بخرد زند   که پیلِ حرون بر صفِ خود زند

ورت دل ز یزدان بود زورمند   نهٔ نیز محتاج رای بلند

توکل ز پیش ست و لشکر ز پس   فرس زیر و نیزه بدنبال بس

علم خسروان را اگر از پس بود   علم در پیِ شیر دم بس بود

چو قادر شدی چیره را ریز خون   مزن دشنه بر بستگانِ زبون

مده تیغ را بر سیاست زبان   که آهسته باید بخون مرزبان

بجان این مثل زندگانی دہ است — کہ جان بخشی از جان ستانی بہ است
چو فیروزیت باید اندر مصاف — بکن گرد خرگاہِ دلہا طواف
بر آر از رہِ لطف گرد ہمہ — باندازہ کار گردد ہمہ
بہ تیمارِ خدمتگران کن بسیچ — ز بد خدمتان نیز دامن مپیچ
۵ اگر مرد بیدار پروردنی ست — گران خواب نیز غمخوردنی ست
سپہدار باید خداوند تخت — کہ بی برگ برکندہ باشد درخت
شہی کو نداند سپہ پروری — فرو افتد از پایۂ سروری
زلشکر بود زورِ شاہنشہاں — کہ یک تن بہ تنہا نہ گیرد جہاں
مشو سخت گیر از خدا دادہ — کہ گردد غلامِ تو آزادہ
۱۰ بمردی کند خدمتت بندہ وار — ولی رایگاں جاں دہد وقتِ کار
شنیدم کہ از کار پرداختن — کم آرام دارد شہ از تاختن
چو لشکر ز فرمانِ شہ یافت زور — ق رود گرچہ یکسر بسوراخِ مور
ولے این ندانی کہ در اتفاق — نہ زیباست تکلیفِ ما لایطاق
شتابندہ راہست آخر ستاد — کہ خاک ست فرزندِ آدم نہ باد
۱۵ ترا بادپایاں ز اندازہ بیش — بہ بیندیش از آں لاشۂ پشت ریش
ترا بارگاہِ بریشم طناب — خبر نہ از آں سوزشِ آفتاب

۸- ق، ب- ز تنہا بگیرد۔ ۱۱- کم آرام گیرد سر از باختن

ترا توشه داں پُر ز حلوائے تر | نظر کن بہ بے توشۂ راہ بر
چو گنجینۂ صد ولایت تراست | ہنوزت دویدن ز بہر چراست
نہ رنجی کہ بر سینہ بار آیدت | باندازہ کن کہ کار آیدت
کسے رنج در حاصلے چوں برد | کہ از رنجِ او دیگرے برخورد
۵ خوش آں کیں ورق را چنیں داد پیچ | کہ نگزاشت از بہرِ بیگانہ ہیچ
جہاں چوں خیالے ست آئینہ بست | کہ بنماید اما نیاید بدست
اگر بادشا کامِ عالم گرفت | ق | دگر بے نوا بہرۂ کم گرفت
چو از بہرِ فردا نبردند ساز | جہاں دیدہ نادیدہ گشتند باز
یکے خورد در خواب نان و کباب | یکے را نیامد خود از فاقہ خواب
۱۰ چو طبع از دروں راحت افزا بود | شب ہر دو را فاقہ برجا بود
چو در خواب ساغر خورد بادہ خوار | اگر مستیش نیست باشد خمار
متاعِ جہان ست بادِ رواں | گرہ بر زدن باد را چوں تواں

حکایت مستے کہ از انبان لشیت باد حاصل کرد و بباد داد

۱۵ شنیدم یکے را ز اہلِ نشست | کہ بادے ز رندانِ نوشندہ جست

۱- ق ۲: بار بر - ۳- م. ق ۱: زرنجے کہ - ۱۰- م. ق ۱: آتش

بخندید دزدیده رندی چو برق | بخوی شد نشیننده چون ابر غرق
تبرسید ازان رند هنگامه جوی | کفی بست و دادش که با کس مگوی
شد آن رند و دادش بباد شمال | رساننده گفتش چه بود این خیال
جوابی بصد شوخیش باز داد | که باد آمد و دادمش هم بباد
۵ هر آن کس کزین حجره بازار رفت | تهی آمد و هم تهی باز رفت
چه باید گرفت از نشیب و فراز | که می باید آن را رها کرد باز
چو خورشید باید جهان گیر داشت | که هر روز بگرفت و هر شب گذاشت
مگس هم نشیند به پشت کلنگ | ولی کی چو شاهینش دارد بچنگ
چه پیچی درین چار گوشه سرای | که جز چار گز را نه کد خدای
۱۰ چو یک مشت خاک آدمی را عطاست | زمین جمله در مشت جوید خطاست
که دارد چنان دستگاه فراخ | که در مشت او گنجد این سنگلاخ
کسان کاندرین کوی ره داشتند | فراوان گرفتند و بگذاشتند
چو زین جا نه بردند آن جا بهی | گذشتند ازین جا و آن جا تهی
بسیمای تست آن نمودار بخت | گزین هر دو لستان برآری درخت
۱۵ چو این را سراسر گرفتی به عهد | کنون گوش کان نیز گیری بجهد
جو در دخمهٔ خاک جا کردنی ست | رها کن رهی کان رها کردنی ست

۲ـ س ل: بخندید ـ ۱۰ـ س ۲: خوهد

رهی پیش گیر از خرد پیش از ان — که دریابی آزادیِ خویش از ان

چو جان نیست با جانستان در زمند — ازین شور و غوغای بیهوده چند

چو یکدم همه باد و دم عالم ست — چرا این همه باد از ان یکدم ست

بساغرّه کز مردن ایمن نشست — که تا چشم بر هم زنی دیده بست

۵ اگر تاجداری و گر سرفراز — بتاج و سرِ خویش چندین مناز

که یک صدمه زین باغِ نیلوفری — رباید سر و تاج سر بر سری

چو دانی که حربِ فلک کردنی ست — کله کز منه چون قفا خوردنی ست

جهان خور، غمِ زندگانی مخور — فریبِ جهان تا توانی مخور

نشاید بدین ملک خرسند بود — به بین تا چو تو در جهان چند بود

۱۰ چه نازی بدان تختِ شاهنشهی — که از تاجور خواست ماندن تهی

چو هست آدمی رهگذر در مغاک — چه اسکندر و چه یکی مشتِ خاک

نگر دورِ گردون از یاد برد — که تختِ سلیمان چسان باد برد

شنیدستی آخر که بهرامِ گور — بدنبالهٔ گور شد چون بگور

نخواندی که کیخسروِ تاجدار — چسان رفت در غار بی یارِ غار

۱۵ بکاؤس کو بر فلک شد بسی — فلک بین که زانجاش زد بر زمین

بضحاک بین تا چه حرمان رسید — که از کامِ ماران بکرمان رسید

---

۱۰ - ق ۲: ماندن - ۱۳ - چون شد

چه جویی درین خانهٔ فتنه سنج | که دزد آشکارا فرستد به گنج

زهی دزد کز تیغ جاری زیان | سرشته ز دو شهر با پاسبان

توان نقب هر خانه دیدن بسے | ولی نقب زن را نه بیند کسے

ازان دزد این خانه منظور نیست | که در چشم خلق از خرد نور نیست

۵ کسے کز خرد هست بنیاے کار | نهانی همین بیندش آشکار

تو گر یابی این بینش اندر نهان | دگر دل نه بندی بکار جهان

نیفتی چو طفلان درین کهنه دیگ | که ماند ازین مردمان مرده ریگ

زمین هر چه داری بدان دل نهی | نه هر روز رختے بمنزل نهی

بملک این قدر ضبط باید نهان | که آگه بوی زو چو کار آگهان

۱۰ چو یک خانه را کس نداند شمار | چه باید زدن پنجه بر هر دیار

جهانگیری ارچه جهانخواری ست | ولی پادشاهی جهانداری ست

جهانگیر همچون جهاندار نیست | کمان کش مخوان چون کماندار نیست

همین فرق شد در دو صاحب کلاه | که این پهلوان ست و آن پادشاه

نه آسان ست بر تخت ره داشتن | جهان را بیک تن نگه داشتن

۱۵ زشاه ارچه نعمت پیاپے بود | به از ایمنی نعمتے کے بود

چو خورد از بزرگان ندارد امان | رعیت همان ست و سلطان همان

---

۷ ـ ق ۲: مردگان

اگر سایه باں سایہ ند ہد بسے — چرا زیر دستش نشیند کسے
ازاں خیمہ پارہ بگسل طناب — کہ نبود پنہ زابر و از آفتاب
گرامروز موئے زایوانِ تست — بمحشر حسابش ز دیوانِ تست
چو از شرق تا غرب فرماں تراست — بہ بیں عہد و چند حیواں تراست
نہ از ہوشمندی ست فرزانہ را — میانجی شدن نزلِ بیگانہ را
چو مرد آید از بارِ یک تن زبوں — ز بارِ جہانے کے آید برون
پس آں بہ کہ در بحر و بر داشتن — بواجب بود بار بر داشتن
گرامروز نہ بود ز فردا ہراس — چہ نیکو ترا دولتِ بیقیاس
چہ آزاد مرغی کہ از بیش و کم — خورندہ ندارد بجز یک شکم
شنیدم ہمہ جانور کز زمی ست — بہ پرسش نہ در عہد چوں آدمی ست
دد و دام کافزوں و کم می دوند — بمزدوریِ یک شکم می دوند
ندارد بجز آدمی ایں شمار — کہ یک تن دہد طعمہ صد ہزار
اگر گرم خیز ست و گر خفتہ خیز — کس از بیم نانے ندارد گریز
چو شاہی۔کسے را بدورانِ خویش — مخسپاں شکم خالی از نانِ خویش
بکن شکر آں را کہ در روزگار — تو لقمہ دہی و جہاں لقمہ خوار
بواجب چناں دہ قرارِ حشم — کہ افزوں دہی زانچہ گفتن نہ کم
کسے را کہ دولت دہد پایہ — بہ از راستی نیست پیرایہ

شه آن به که از راستی دم زند | که کس نالش از زیردستان کم زند
چو دریای جوشنده گرد سراب | خورد تشنه از دیدهٔ خویش آب
دمِ صبحِ کاذب بود زود میر | ولی صبحِ صادق شد آفاق گیر
اگر سکه قلب شد خانگی | بدها نهد مهرِ بیگانگی
٥ ز بهر زبردست باشد غرور | بزور از نمایش ماری بزور
چو این فتنه با زیردستان کنی | چرا دعوی پور دستان کنی
بهر پایه ده راستان را توان | کجک نه به پیشانیِ کژ دمان
مکن جز نژاده بشغل ارجمند | که تا در نیاید بدولت گزند
چو خس را در افگند در دیده کس | ز خود بایدش گریه ونی ز خس
١٠ چو کردی کسی را بخود راه ده | ببندیش و تنهاش آنگاه ده
کسی کن زبردست بر زیردست | که در زیردستان نیارد شکست
اگر سنگ بر سینه دارد ستیز | بسندانِ آهن کنش ریز ریز
ور آهن کند سنگ را پست و نرم | ببر سختیش را انگشتِ گرم
عوان چون رگ رشتهٔ غافل بزن است | فغان نی ز نشتر ز نشتر زن است
١٥ چو سگ در رمه گشت بزغاله گیر | شبان گو بسگ زن نه بر گرگ تیر
چو خون ریزِ خلق از سپاهان بود | دیت بر سرِ پادشاهان بود

---

١ - س ٢ : بانگ بر - ٥ - م ٢ : آزمایش - ٧ - م ٢ : کژ روان - ١٠ - م ١ : خود - ١٢ - س، دم : تیشه

مکن کدخدا و زِ سلطان فریب — که مال او بر و بر تو باشد حسیب

نهادے که ماند ز خونخوارگاں — بود دست بردِ ستمگارگاں

بانصاف نه سکّهٔ دادها — ستم را بنید از بنیادها

چه رانی ز دادِ فریدوں سخن — تو نو باش گر شد فریدوں کهن

۵ چه تازه کنی نوبتِ پیش را — بده تازگی نوبتِ خویش را

بزرگاں که داد دهش داشتند — نبردند بهرِ تو بگزاشتند

چناں نه تو ایں رسمِ پایندگاں — که بگزاری از بهرِ آیندگاں

بعهدِ خود آں نغزبه کاستی — که در عهدهٔ دیگراں نیستی

ترا باید از باغِ خود بار جست — دو جو بر تو گر کشتِ دهقاں برست

۱۰ چناں باش کائینِ تو در جهاں — شود سبقِ تعلیمِ شاهنشهاں

شهے کو شد از رسمِ تو مایه گیر — بمعنے تو باشی نه او بر سریر

چو باشد بدورانِ او دادِ تو — کند خلقے از دادِ او یادِ تو

چو حرف از تو بینند در شانِ او — دعاے تو گویند نے زانِ او

منه بر بدی کارها را اساس — که کس گاهِ نفریں نگوید سپاس

۱۵ کسے کو بزرگ ست کارش بزرگ — بهر پایه باشد شمارش بزرگ

یکے مرد کش صد هزار ست کار — یکے صد بود بلکه خود صد هزار

۶- ق و م۲ :- بر داد در ره داشتند - ایضاً - م۲ :- نگردند - ۹- ق و م :- میوه جست

۹- سرا :- ترا باید از بهره خود دانه کشت - ایضاً - سرا :- برشت

چو هرجا رسد کارِ هنجارِ او | جهاں پُر شود لا بُد از کارِ او

گر او بد کند همگناں بد کنند | و لے نیکی آرد یکے صد کنند

پس آں به که فرمانده از جهدِ خود | کند خوے خوش زیورِ عهدِ خود

به قانونِ بد - بد شود حالِ دهر | که آئینِ شاه است دستورِ شهر

۵ چو در قالبِ کژ گزارند سیم | نمودارِ پیکر نخیزد سلیم

شناسنده باید خداوندِ تاج | که تاراج را نام ننهد خراج

مبیں گر ستم خیزدت غرّه بیش | که نتواں بره خورد چوں مردِ میش

چو کردی درخت از پئے میوه پست | جز آں میوه دیگر نیاید بدست

یکے را از آں کرد یزداں بلند | که باشند از و دیگراں بے گزند

۱۰ چو او خود کند کارِ دشمن بسے | ز بیدادِ دشمن چه نالد کسے

اگر باغباں تیشه دارد چو برق | از آں باغباں تا تبرزن چه فرق

ملک به که باشد نیاز و نیاز | ز بردست سوز و فرودست ساز

سراں حمله در جاے عالی برند | خراں تاختن در حوالی برند

چو بر پیل نه توانی آورد زور | چه باید لگد کوفت بپشتِ مور

۱۵ نه مردی بود نقبِ خانه کناں | بمالِ یتیمان و بیوه زناں

چو شیر از توانائی آید فرود | به نخچیرِ غوکاں رود سوے رود

---

۲ - م۲: دگر

چو شد حجرہ را چشمِ ہمت بخواب | بموشاں کند از کلنگاں شتاب
چو شاہیں بصیدِ ملخ زد پرے | نہ او سیر گردد نہ زو دیگرے
مپیچ از ستم دستِ بیچارگاں | ستم کن ولی بر ستمگارگاں
بروں کن ز پائے کسے خارِ خویش | کہ نتواندت گفتن آزارِ خویش
حذر کن ز تیرے کہ آں بد زنی | بغیرے کشائی و بر خود زنی
گر از آہنیں قلعہ داری پناہ | مباش ایمن از ناوکِ دادخواہ
ستمکش کہ دستے بر آرد بشور | عناں بگسلد آسماں از بزور
ملک را ز حرزے کہ زیبا بود | نکوتر دعائے رعایا بود
چو ہر جا رسد راحت از سوئے او | ہمہ خلق گردد دعاگوئے او
چو زینگونہ در سینہا یافت جائے | شود تاجِ شاہی برو دیر پائے
نماند در ملک و دولت دراز | مگر زورمندانِ عاجز نواز

حکایت مورے کہ از سلیمان دستگاہ یافتہ

شنیدم کہ روزے سلیماں گذشت | سوارہ بسوراخِ مورے گذشت
فرس تا نہد بر سرِ مور پائے | فرود آمد و برگرفتش ز جائے
بر آورد آں بے زباں را بدست | شد از رخش و بر تختِ شاہی نشست
بپرسش کہ آں خوردہ شد خوردہ بند | کہ چوں بینی ایں تختگاہِ بلند

بداندگی داد مورش جواب | که ای ذرّه را بُرده بر آفتاب
اگر تختِ والا قدم جای تست | مرا جای بر دستِ والای تست
سزد گر کنی خود بدانش نگاه | که من برترم یا تو در دستگاه
رعیّت که بر دادگر بارِ اوست | چه آسودگیها که در کارِ اوست
۵ ز چندین نصیحت که راندم نفس | خلاصه همین یک دو حرف ست و بس
برانگونه کن هرچه کارت بود | که خشنودیِ کردگارت بود
که ایزد جهان چون بدستت سپرد | بداند جهان کین نه کاری ست خرد
چنان این زمان از خدا شرم دار | که فردا نمانی ازو شرمسار
سکندر چو بشنید گفتارِ پیر | رقم کرد یک یک بلوحِ ضمیر
۱۰ بسی آفرین کرد و بوسید دست | ق پس آنگه بدو گفت کای حق پرست
ز نزلی که دادی بمهمانِ خویش | دل و جانش کردی گروگانِ خویش
کنون چون توان داشتن دل صبور | که از دولتِ چون تو مانیم دور
نواله نه بایست دادن بکام | چو دادی کنون سیر گردان تمام
نشاید بمیخواره دادن شراب | چو دادیش بُرده که گردد خراب
۱۵ جگر تشنه را که دریاکش ست | چو قطره دهی شعلهٔ آتش ست
ز یزدان خود آن سرمه داری بچشم | که خاشاکِ ما را نیاری بچشم

۲ - سل ۱: اگر تخت بالا - ۱۰ - سر ۲: پس آن گاه گفتش که ای حق پرست - ۱۶ - ق ۱: تو خود ز ایزد

ولے رای ما کارزو مندِ تست — بدین آرزو کے کند پنجہ سست
ازیں سو کہ ما کامراں آمدیم — طلبگارِ گوہر بکاں آمدیم
چو دیدیم گوہر نہ جائے نشست — کہ آساں تواں آوریدن بدست
و آہنگ سوے تو ہر دم کنیم — ترا وقتِ آسودہ درہم کنیم
۵ خود آموزگاری کہ در برجِ نور — عطارد نباشد ز خورشید دور
خردمند چوں خواہشِ شاہ دید — ز خواہندہ دوری نہ از راہ دید
فراوانش بستود آں گاہ گفت — ق کہ اے شاہِ بیجفت بادا جفت
دلت جز بفرخندہ فالی مباد — جہاں ہیچ گاہ از تو خالی مباد
کجا چوں تو شاہی بود در قیاس — کہ دانا تواں گفت دانا شناس
۱۰ نہ من زاں شدم از جہاں گوشہ گیر — کہ تنہا ز یزداں شوم توشہ گیر
کسے کو دہد دادِ طلعت بکوہ — بصحرا ز دادن نیاید ستوہ
ولے ہست ہمچوں ہراسندگاں — ق گریزِ من از ناشناسندگاں
نرنجم من از عالمے پُر خرست — مگر زاں خرے کادمی پیکرست
مزاجِ سگاں را نگیرند نغز — کہ نزدیکِ شاں استخواں بہ ز مغز
۱۵ چو گوہر نہ بر آدمی مہ بود — ہماں سنگ از آدمی بہ بود
من اینجا بداں کردہ بودم پناہ — کہ دیگر نبینم بخورشید و ماہ

۷ - ق۲: بیچوں - ۱۱ - ق۱: طاعت - مصرعہ دوم: ز یزداں

ولی چون شهم می کشد زین مغاک — چو خورشید گونم برآرد ز خاک

نه زیبا بود نزدِ دردشندلان — کشیدن سر از طاعتِ مقبلان

پذیرفتم از بختِ والای شاه — که بوسم درِ دولتش گاه گاه

بشرطیکه دارای خدمت پذیر — نه باشد دران خدمتم سخت گیر

۵ گرآیم کند جانم از لطف شاد — دگر نیز نایم نیارد بیاد

ملک گفت ما را رضای تو بس — بیاو برو - بر نیارم نفس

مگر یک نفس کان برآوردنی ست — ترا نیز گفتارِ من کردنی ست

چو من ربعِ مسکون گرفتم بزور — کنون شور دارم بدریای شور

حکیمانِ دانا و پیغمبران — بسے همعنانِ من اند اندران

۱۰ تو هم چون بزرگی درین داوری — ز تو نیز میخواهم این یاوری

بخندید از ان گفتِ دانا چو برق — بگفتا مکن غرقه را باز غرق

چو یکره فگندی بدریا درم — مده یاد ازان آشنا دیگرم

دو باره بیفتاد کوری بچاه — چو بینا بدریا فتد نیست راه

ولی من چو زین خانه کردم کنار — چه مرگم بدریا چه در کوهسار

۱۵ بجای که شد با بزرگانِ دهر — بدریا درون باک گردد چه بهر

گرآسوده چون مِے لوشناک — بدریا درون پاک گردد چه باک

رضا دادم این بندگی را بجان — که آیم بدنبالِ شاهِ جهان

۱۰- سرع م ا: پاکان

هر سو که روشن کند راه را | کمر بسته ام خدمتِ شاه را
بدان وعده چون شاه دمساز گشت | سبک دستِ او بوسه زد باز گشت
ازان پس که گه گاه دانا زکوه | رسیدے سوے شاهِ دریا شکوه
بسے نکته و پندِ دانش فزاے | فرو گفتے و باز گشتے بجاے
۵ چو شد وقت کاید خلل در اساس | نه داننده ماند و نه دانا شناس
بیا ساقی آن سلسبیلِ حیات | که شوید همه تیرگیها ز ذات
بده تا چو منزل بجا کم کشد | ز آلایشِ خاک پا کم کشد
بیا مطرب آن علمِ باریک را | که روشن کند جانِ تاریک را
فرو گوے زان گونه سوزان و تر | که دستارِ عالم رباید ز سر

۱۰ در تجربهٔ کارِ عالمِ پر الم و کامیاب شدن از چاشنیِ زهر و نبات و روشن کردنِ دقایقِ انوارِ نجومِ آسمان و زمین و فرق کردنِ یاعین از تراب و از عینِ عبرت ۱۵ بدریا درو دِ ذرف نگریستن و در ماهیت بحر و حوت تعمق نمودن

چه زیباست رای خردمند را | گشادن ز چشمِ خرد بند را
جهان را به پیشِ نظر داشتن | ز هر نیک و بد بهره برداشتن
به هر منزلی کردن آرامشی | به هر مجلسی ساختن رامشی
هوس پیشه چون آدمی نیست کس | که دارد به نادیده دیدن هوس
۵ دد و دام هستند زین شیوه فرد | که کاری ندارند جز خواب و خورد
بخواب و خورش چون سر آید زمان | همایم همانست مردم همان
خر و گاو را نیز هست از گزاف | بصحرا، این قطعِ رنگین طواف
چو مردم نگردد بهر نکته غرق | ازان گاو خر تا بمردم چه فرق
زمردم همانست مردانگی | که گیرد جهان را به فرزانگی
۱۰ تماشای این باغِ رنگین کند | بهر شربتی کام شیرین کند
جهان هرچه پیش آرد از خاک و آب | همان را پذیرد که بیند صواب
بسا ساده دل کز سپهرِ کبود | نهادند پا بر بساطِ وجود
جهان جمله دیدند شیب و فراز | چو دیدند نادیده گشتند باز
بدانگونه کن گردِ گیتی خرام | که دریابی اسرارِ گیتی تمام
۱۵ مشو چشم بسته چو گاوِ خراس | که نفگند جز دانه را در اساس
بغفلت مکن طوفِ این پولاخ | که تنگ آید از تو جهانِ فراخ

---

۶ - ق ۲ : همانند - ۱۴ - س ۲ : عالم

چو برست مهمان شوی روزه دار — ترا درد سر گیرد او را خمار

به پرهیز چون رخنه‌ای بباغ — تو حسرت خوری میوه گنجشک و زاغ

چه فرّخ کسانی که بالا و پست — جهان ابدیدند ازانسان که هست

بکاری خرد تجربه گردند پای — زهر در دسر قلبِ مرد آزمای

۵ فزون گردد ارچه از سفر درد مرد — همان پختگی بس بود سودِ مرد

بکان کندن ار دستِ تو گشت ریش — مخور غم که سود از زیان ست بیش

ولیک این گمان هم ز هنجار نیست — که جز با سفر تجربت یار نیست

نه این مایه کم داشت آن بختیار — که بر جنبش آرام کرد اختیار

بسا گوشه گیرانِ ثابت نمای — کز اندیشه بر چرخ سایند پای

۱۰ چو سر در گریبانِ دل خم کنند — نشسته تماشای عالم کنند

اگر سالکی ور دوی پیش و پس — همه سوی معنی نظر دار و بس

هران پیکری کایدت در خیال — طرازی ست از کارگاهِ کمال

اگر جمله مغزست دگر جمله پوست — باندیشه در هرچه بینی نکوست

بروی زمین هرچه سنگ و گیاست — جداگانه در هر یکی کیمیاست

۱۵ زر از سنگ اگرچه مکرّم ترست — نه زو سنگ در خاصیت کمترست

زری را که نرخ آشکارا کنند — عیارِ روی از سنگِ خارا کنند

۱۵- ق ۲:- زر ار سنگ

مبین آبگینه که لعل و سیاه | که زرخش چوبے نیست در عرصه گاه

اگر لعل سرخ ست و یاقوت زرد | نه شان اگرانی همان گونه کرد

مدان بد براں بدنمائے که هست | که آں نیز نیکوست جائے که هست

سیه مار کز کفچه شد زهر سنج | زر ریخته هم بخشد از دیگ گنج

۵ هماں زهر کو دشمن جاں بود | بسا درد ها را که درماں بود

هراں خار کو نشتر پائے تست | نواله پز صحن حلوائے تست

چو نشتر کند سرخ چرم سپید | زبانش بصحت رساند نوید

خسے کافت چشم گیتی نماست | فروزنده دیده چار پاست

دگر در تو نقشے به نیکی نه بست | خیال دگرگوں درو نیز هست

۱۰ گلابے کزو در دسر شد حرام | بود مایه در دسر در زکام

شکر کو حلاوت بجاں آورد | چو در تپ خورندش زیاں آورد

چراغے که او خانه روشن کند | بر خت او فتد کار دشمن کند

ولی مرد باید که در خوب و زشت | تماشائے آئینه بیند بخشت

تو ایں بشنوی کت خرد اندکیست | که زر تیغ و زر نزد طفلاں یکیست

۱۵ شناسندگانے که در عالم اند | همه جاے بے نقش بینی کم اند

بهر کوچگاهی که منزل کنند | تماشا به بینائی دل کنند

---

۱ - س ۲ : در کارگاه

چو در کارِ بینش نهی روی را | میاںجی مکن چشمِ بدگوی را
بسا چشمِ سر کو به نقصانِ نور | کم و بیش بیند ز نزدیک و دُور
اگر دیدہ ہا چند ست بینش پذیر | نہ بیند فزو دل از دو دیرتاب تیر
نہ ہے دل کہ از آسمان تا زمیں | بیک لحظہ بیند ہمان و ہمیں
۵ بسرمہ تواں نورِ چشم آزمود | چو دل کور باشد ز سرمہ چہ سود
بہ بینائیِ دل نگر کز فروغ | بگوید ہنگامِ دیدن دروغ

حکایت بصیرت کوراں کہ اعمی صفت کور کردند

۱۰ شنیدم کہ کوری دو سہ بے دلیل | نمودند رغبت بدیدارِ پیل
چو گشتند برہیکلش دست سای | ز دندان و خرطوم تا دست و پای
کسے کو گرائش بجز طوم کرد | شگرف اژدہایش معلوم کرد
دگر کو ز دندان نشانی کشید | خیالش بخشک استخوانی کشید
ستون خواند سایندۂ پا و دست | شکم سائی بر بے ستونیش لست
۱۵ چو بردا ور افتاد گفتارِ شاں | بزد بر غلط سکۂ کارِ شاں
دروغے کہ بینائیِ دل نمود | بتحقیق چون دیدہ شد راست بود

۶- ق: گفتن-

انجمن ساختنِ سکندر با دوستان کوکبۂ خویش و ازاں

انجمِ مسعود راہنمونی دریا کردن و برشمردنِ ایشاں

حضیض و ہبوطِ درجاتِ آبی و درجعتِ آں اخترِ بلند

۵ کوشیدن و استقامت نمودن برنقل و حرکتِ خویش

و بطالعِ سعد و اہلِ افلاک منزلِ خاکی تمام کردن و

د رخانۂ سرطان و حوت تحت الشعاع شامِ خویش

۱۰ سریع السیر گردانیدن و فرو رفتنِ آں آفتابِ آفاق

در دریاے مغرب نزدیک شام

نگارندۂ لوحِ ایں داستاں
چنیں راست کرد از خطِ راستاں

۱۵ کہ چوں فتحِ اسکندرِ چیرہ دست
درآورد گردن کشاں را شکست

بفیروزی آفاق را کرد رام
بشمشیر بگرفت عالم تمام

۱۵- سس ا: فرخ

چو از ربعِ مسکون بپرداخت کار — تمنای دریاش گشت آشکار
بر آن شد که در تیزی آرد شتاب — تماشا کند قعرِ دریا در آب
در آن حال کز بختِ فرخنده فال — دلش را عنان گیر گشت این خیال
برون برد ازین خطهٔ خاک بخش — بدریای مغرب رسانید رخش
۵ سراپرده بر شطِ دریا زدند — سرِ بارگه بر ثریا زدند
جهاندیدگان را طلب کرد پیش — سخن گفت زاندازهٔ کارِ خویش
که چون من به نیروی یزدانِ پاک — قوی دست گشتم برین نطعِ خاک
بگوئی زمین دست بردم به پیش — بچوگانِ همت کشیدم بخویش
بهر کشور از بختِ فیروزمند — دو نوبت زدم پنج نوبت بلند
۱۰ نظارهٔ این نو آئین بساط — دل و دیده را تازه کردم نشاط
نماند از بساطِ زمین هیچ جای — که نسپرد شبرنگ من زیرِ پای
کنونم خیالی در دل آمد هوس — که دُر جویم از قعرِ دریا و بس
نشینم بر آب اندرون چند گاه — کنم در عجب هائ دریا نگاه
بباید ز همت مدد خواستن — طلسمی بحکمت برآراستن
۱۵ بدانش ز صافی ترین جوهری — مصفا برانگیختن پیکری
که در وی کند چون نشیننده جای — جهان بیند از جامِ گیتی نمای

---

۱۲ - م۲: چینم

حکیماں بفرمانِ شاہِ جہاں | بپوزش گری تازہ کردند شاں

بزرگاں نہادند بر خاک سر | ستایش گرفتند بر تاجور

بگفتند کاے شاہِ فیروزہ بخت | سرافراز باشی بہ تاج و بہ تخت

کہ اے خاک بوسِ جنابِ تو بخت | ز پایۂ تو نیروے بازوے تخت

۵ ہمہ نیکی انجامِ کارِ تو باد | خدا در ہمہ کار یارِ تو باد

ز ما ہر چہ پرسید اے ملک باز خواست | بزنہار جانہا ز گوئیم راست

دو نوبت گرفتن سراسر زمیں | نہ باشد در اندازۂ آدمیں

بدیں پس کن و زیں زیادت مپوے | ہمہ آرزو را نہایت مجوے

کسے را شمارد خرد یارِ خویش | کہ بشناسد اندازۂ کارِ خویش

۱۰ ز مردم نیاید کہ چوں ماہیاں | تواند گرفتن در آب آشیاں

اگر بودے امکانِ بودن در آب | نماندے بر اسرارِ دریا نقاب

چو دل را بر فتن نیاز آمدے | ہمہ کس برفتے و باز آمدے

چو در آب نتواں نظر کرد باز | چہ روشن تواں کرد زیں پردہ راز

ز دریا کسے دید غواص کور | کہ گوہر بروں آرد از آبِ شور

۱۵ ہمہ چیز ہا را ز مقدار ہا | بقانونِ حکمت رسد کارہا

اگر ماہی آرد بہ خشکی شتاب | بجان کندن افتد چو مردم در آب

۷۔ نس ۱ : گرفتی۔ ۷۔ نس ۲ : نگنجد در اندیشۂ آدمیں۔ ۱۵۔ نس ۳ : رود

مکن آتش و باد خود در افزون | که خاکی نگنجد بآب اندرون
هر آن کارگر نیک گر بد کند | همه کس باندازهٔ خود کند
چو پرکار در بند از جای خویش | برون ناید از دائره پای خویش
تهی دان سر آن کس از رای و هوش | که جوشش هوس را نمالید گوش
۵ سکندر به پاسخ زبان برگشاد | ز درج دهن کان گوهر گشاد
که اقبال چون گشت هم پشت من | کلید جهان داد در مشت من
بسی پی فشردم بجویندگی | که شویم لب از چشمهٔ زندگی
سرانجام من چون ببایست مرد | زمانه بدان آبخور ره نبرد
بروزی توان باده زین طاس خورد | که اسکندرش حسبت الیاس خورد
۱۰ گرم جاودان کردی ایزد برات | نماندی لبم تشنه زآب حیات
چو بر مرگ من بود تقدیر غیب | ز محرومی آب حیوان چه عیب
چه می بایدم رفت زین کاروان | تماشا کنم هرچه یاری توان
چو مردم ندارد گریز از هلاک | چه در قعر دریا چه بر روی خاک
نه من به ز کیخسروم کز سریر | بزندان غاری شد آرام گیر
۱۵ اگر او درین غار بربست بار | بن غار من قعر دریا شمار
نیایم ازین پند بیهوده تنگ | که از موج دریا نترسد نهنگ

۳- س: ز اندازه ننهد برون پای خویش - ۱۰- ق و س: بذات

چو دانندگان را یقین گشت حال | که در مغز شه محکم است این خیال
ز دند از ضمیر خردمند خویش | نفس بر مزاج خداوند خویش
که دولت پناها جوان بخت باش | به بخت جوان بر سر تخت باش
ز فرقِ تو اکلیلِ دولت بلند | سر دشمنانت بخم کمند
۵ بهر کار اقبالت آرد شتاب | نباشد سر انجام او جز صواب
بهر رسم و رای اختیار آن بود | که اندیشهٔ بختیاران بود
بعزمی که در رای هشیارتست | کم حیثیت کن کآسمان یار تست
ز تو بر محیط آشکارا زدن | ز ما غوطه در قعر دریا زدن
نه آب ار چه طوفانِ آتش بود | بهمراهی جوانی خوش بود
۱۰ اگر با تو گرد زمین تاختیم | غبار تر اکیمیا ساختیم
ازین بس که در آب لشکر کنیم | اگر خشک جای است هم تر کنیم
چه کار آید آن جانِ بی اعتبار | که بهر چنین روز ناید بکار
بدین جان که پیشت فدا کرده ایم | چه منت بود چون دیت خورده ایم
بزرگان که بر بنده فرمان دهند | باندازهٔ خدمتش نان دهند
۱۵ علف بهر آن یافت گاو خراس | که کارِ خداوند خود داشت پاس
ازان غازیِ بی وفا خون بریز | که در حمله کند است و در لقمه تیز

۱۰ - س ۲: تو تیا - ۱۳ - س ۲ بدین الخ گندم اکس | ۱۵ - م ۲: - که خر آسیا نراکند

خرِ پیرزان رخشِ توسن فزون | که در جو حریص ست و در تنگ زبون
سکندر چو بشنید گفتارِ شان | نوازش گری کرد بسیار شان
به بخشش درِ گنج را باز کرد | زر افشاندن و بخشیدن آغاز کرد
از آن سیم و زر کز عدد بیش بود | توانگر شد آن کس که درویش بود
چو لشکر غنی شد ز گوهر کشی | در آمد ز زر ناخوشان را خوشی
بفرمود تا سازِ دریا کنند | متاعی که باید مهیا کنند
بفرمانِ فرماندهِ روزگار | ارسطوی دانا در آمد بکار
بهر سو بسی تیشه زن را نشاند | کز آهن تواند گوهر فشاند
بسی چوبِ زیبا سبکتر ز گل | که از وی بدریا توان بست پل
بفرمود کاسبابِ کشتی کنند | نشیننده را زو بهشتی کنند
هنرپیشگان پیشه بر داشتند | نمودند هر چه از هنر داشتند
کشیدند کشتی بدریا کنار | بسالِ کم و بیش بیش از هزار
اساسی که بر آب اندستاد | نشانده کوهی ز آسیبِ باد
مهندس ز پیوندش آگه نبود | که در درزِ او موی را ره نبود
چو از چوب کاری قوی شد اساس | بقاروره سنجی در آمد قیاس
نشستند مینا گزارانِ روم | که بی آتش از سنگ سازند موم
بدانسان که رسطو اشارت نمود | زجاجه بر آتش فشاندند زود

چو حل شد بقالب فرو ریختند | درخشنده صندوقی انگیختند
بوزن از گلِ تر سبکساز تر | بلطف از دلِ ساده غمتاز تر
نشیننده بیرون نمودے بحال | بدانسان که در آبِ روشن جمال
بتری گرے صافی و آبدار | به پهنا سه گز در درازی چهار
۵ مربّع بصورت مطول بساخت | که تَوان درو خفتن و سر فراخت
پس از جوزِ هندی کشادند پوست | کشیدند از وانچه مقبولِ دوست
رسنهاے صندوق کردند ساز | که یکجا همن بود هر یک دراز
جز اسبابِ دیگر که درکار بود | صد و پنج کشتی رسن بار بود
چو شد جمله اسبابِ کشتی تمام | شتابنده شد شاهِ دریا خرام
۱۰ زآب آزمایانِ دریا پژوه | طلب کرد هشیارے از هر گروه
نخست از معلّم خبر جست باز | که گوتا چه داری درین پرده راز
درین آشنائی که شد عمر صرف | عجائب چه دیدی بدریاے ژرف
چه خواندی درین تختهٔ میخ دوز | که صد بار شستی و نشوئی هنوز
در احکام تو جاے این راز هست | که چندین توان زیرِ دریا نشست
۱۵ بپاسخ نیوشندهٔ کاردان | سخن گفت با شاهِ بسیار دان
که این داوری کاختیارِ من ست | پدر بر پدر کسب و کارِ من ست

---

۸ ـ س ۲ : صد و بست

بچندیں کتب کش ندانند نام — فرو خواندم اسرارِ دریا تمام

نه شد روشنم کادمی هیچ گاه — بدریا فرو رفت یک روزه راه

ز ملاح چوں حل نگشت ایں سوال — به پیرانِ غوّاص گفتند حال

ازیشاں یکے پیر بیدار مغز — پُر دهنده را پاسخے داد نغز

۵ که شاها دریں آب کارے که هست — مرا ماهیے داں گزشته ز شست

چو از روے دریا نشینم بزیر — توانم که مانم زمانی نه دیر

ازاں بیش کردن نیارم درنگ — بدریا که نے ماهیم نے نهنگ

مرا با چنیں خو که کردم در آب — چو بودن بجز لحظه نیست تاب

بدریا درون نفسِ ناخو پذیر — ازیں بیش چوں باشد آرام گیر

۱۰ شه از پاسخِ مردِ گوهر فروش — صدف وار لختے فرو هشت گوش

ولی چوں قضا می کشیدش کمند — نصیحت نیامد برو سودمند

بفرمود تا پیشوایانِ تخت — ز صحرا بدریا کشیدند رخت

چهل ساله ترتیب راهِ دراز — که باشد بداں آدمی را نیاز

ز حیوان و از مردم و از گیا — اگر شیر و مرغ ست اگر کیمیا

۱۵ خبر کش بسے مرغِ گردوں گرائے — سبق برده ز اندیشهٔ تیز پائے

کز ایشاں همه سه عقابِ سیاه — که روزے شتابنده یکماهه راه

---

۱۲ - م۲: به کشتی

سه سالِ تمام انچه پرداختند | سه ماهش بکشتی در انداختند

چو بر عزمِ آن شد خداوندِ تاج | ق | که بر تختِ چوب آید از تختِ عاج

بزرگانِ درگاه را پیش خواند | ز دل رازِ پوشیده بیرون فشاند

که تقدیر بر ما چو این در کشاد | که بر آب رانیم توسن چو باد

چنان خواهم از مخلصانِ حضور | که از حسنِ غیبت نه باشند دور

کسانیکه با ما درین داوری | نمایند چون یاوران یاوری

اگر سوی اخلاص رای آورند | سه اندرزِ ما را بجای آورند

نخست آنکه در غیبتِ تاجور | ز آئینِ خدمت نه پیچند سر

کنند آنچه باشد سلامت در آن | بغوغا نکوشند چون بی سران

فزاینده دارند در جان و تن | وفای دلی نعمتِ خویشتن

دوم آن که از بودنِ بی ملال | رهِ ما به بینند تا بست سال

گرائیم ازین کوچ گاهِ دراز | بهم جانبِ خانه گردیم باز

اگر وعدهٔ ما شد از جای خود | گرایند هر کس بماوای خود

چو در خانه آیند ازین مرز و بوم | درودی رسانند از ما بروم

سیوم آنکه گر ما الهی شویم | ق | به آب اندرون خوردِ ماهی شویم

سزد گر مقیمانِ پیوندِ ما | نه پیچند گردن ز فرزندِ ما

سپارند آراسته چون عروس | سریرِ سکندر با سکندروس

کہ آں زادہ کارایش مہد ماست	براو رنگ دولت ولیعہد ماست
ہمہ سرفرازاں بصدگونہ جہد	وثیقت نمودند وبستند عہد
چو شہ راز اندیشۂ کارشاں	دل آسود بر صدقِ گفتارشاں
کسی را کہ دید از تردد خلاص	بہمراہیِ خویشتن کرد خاص
۵ گرانیدہ رانسوئے دریاے شور	برغبت رواں کرد بر راہِ دور
بفارغ دلی زاں بہشتی سواد	توکل کناں پا بہ کشتی نہاد
چپ و راستش خضر والیاس ہم	پس و پیش ارسطو بلیناس ہم
فلاطون و دانندگانِ دگر	بہمراہیِ خاص بستہ کمر
مہندس بیک سوے شد تختہ ساے	منجم دگر سوے مدخل کشاے
۱۰ حکیمان دانا ورق سنجِ راز	ز قانونِ حکمت گرہ کرد باز
حریفاں بمے در قدح ریختن	طبیبان بشربت در آمیختن
ندیمانِ موزوں فسانہ سگال	نظیرے رواں کرد بر حسبِ حال
سراں ہر یک از روم و بلغار و روس	جہازے بر آراستہ چوں عروس
ترنم سرایانِ رومی سرود	بگردوں رسانید آوازِ رود
۱۵ بدیں شادمانی و نیک اختری	رواں گشت اورنگِ اسکندری
بجنبید کشتی از آسیبِ موج	برآمد سر بادبانہا باوج

۴- بس ا: کسانرا کہ خود دادہ بود اختصاص

زمہرِ سکندر کہ پایاں نداشت | دراں مہلکہ کس غمِ جاں نداشت
گروہے بہر جانب اندر شتاب | ہمی تاختند اسپِ چوبیں بر آب
تگاور شدہ بادپائے چناں | بدستِ صبا بازدادہ عناں
چو رفتند زانگونہ بارودو جام | بدریا درون نبجالہ تمام
بفرمود داراے تاج و سریر | کہ احوال بر کاغذ آرد دبیر
زرہ دُوریِ غائبانِ حضور | نویدِ سلامت رساند زدُور
دبیر آمد و شرحِ مقصود کرد | سرِ خامہ را عنبر آلود کرد
فرو ریخت بر رسم راے کہ بود | بدریا درون ماجراے کہ بود

نوشتنِ سکندر سرگزشتِ امواجِ بحر و اوصافِ سفائن صندوق و الطافِ معلّم و مضاحکِ ندانِ نہنگان و حملہ آفت زائے ماہیان و غلغلہ سلاسلِ آب و رطب و یابسِ جزائرِ آباد و ویران و ماجراے مُرغانِ آبی و شاہیانِ بحری و کلنگانِ مائی و این حاصلِ اصل را بپیلے عقاب سوے باز ماندگانِ

تختگاه رواں کردن

سخن را نخست از رہِ دین و داد — بنامِ جہاں آفریں کرد یاد

خدائے که بر مردمِ پُر خرد — پدید آرد اندیشۂ نیک و بد

یکے را دہد سوئے خشکی شتاب — یکے را کند غرق در قعرِ آب

کسے را که کرد او بصحرا رواں — بدریا فرستادنش چوں تواں

و گر خواست کس را به خشکی ہلاک — ز دریا کشانش برد سوئے خاک

ز تری و خشکی ز حکمش بکار — نه تنہا منم بل چو من صد ہزار

بہر جانبے کادمی را پے ست — گرایش نه از خویشتن از وے ست

پس آں به بود در رہ یابنده را — که معذور دارد شتابنده را

چو شد گفته ہر چه آں بود ناگزیر — کنوں باز گویم راز ضمیر

ہمیں اخترِ دولتِ اسکندروس — کز و گشت روشن ہمه روم و روس

دریں نامه با آرزوئے تمام — ز اقبالِ ما در پذیرد سلام

سلامے که از جاں بر آرد خروش — گواہی دہد ز اندہِ سینه جوش

بداند که چوں ما به نیروئے بخت — ز خشکی بدریا کشیدیم رخت

نه ما را خود افتاد ایں سو خرام — که تقدیر برد از کفِ ما زمام

توانا کشاں می برد چوں دواں — تواند که باز ایستد ناتواں

بد و نیکِ عمر آنچه سنجیدنی ست — چگونه نه بینیم که چوں دیدنی ست

هر آنچه آسمان بهر ما در نقاب   نهان داشت آورد اینک بر آب

ز غیب آنچه بر جبههٔ ماست حرف   کجا شسته گردد بدریای ژرف

بخاک از اجل گرد هر کس شتاب   کشان بر د مارا اجل سوی آب

شدیم آرزومند خاک سیاه   بیک میل سرمه نه یک میل راه

۵ نداریم بر میل سرمه هوس   هوس میلی از خاک داریم و بس

اگر خاک بینیم یکی میل پیش   دود مردم چشم صد میل بیش

چنانست در دیده تعظیم خاک   که چشم از ره زار آب شستیم پاک

کجا خاک در دیدهٔ ما کنون   تیمم کند هم بدریا درون

چه بازیچه گشتم بچشم کسان   که بر آب بازی کنم چون خسان

۱۰ ملک بودم اول همه خاک را   کنون حاکمم لیک خاشاک را

چگونه نگردم درین شرم غرق   که نه بود ز من تا نجس هیچ فرق

بدریا فرو رفته به خاک من   که خر مهره شد گوهر پاک من

بزرگی گوهر نگر ز اخترم   که گم گشتهٔ نه بحر در گوهرم

کجا ابر دارد خبر زین گهر   که در گوش ماهی رساند خبر

۱۵ نه ابر اینچنین گوهری ساز کرد   کز آوازه گوش صدف باز کرد

چنان بیش ازین رایت افراختم   که از پیله بر پیل جل ساختم

۱- یک یک - ۴- ز یک میل راه - ۶- ق: اگر خاک ده میل بینیم به پیش ۱۵- م ا: نه ابری چنین

کنون مرده به اژدهای چو من | که از جامهٔ غوک سازد کفن
چه شاهم که بر غیر پایانِ آب | زدم خیمه همچون سواران بر آب
شتابنده کشتی چو تیر از کمان | زبر آسمان نیز زیر آسمان
زیانهای کشتی ز موجِ بلند | بابرِ سینه چاکِ دامان فگند
۵ وگر از تهش موج بالا شده | صدف وار در قعرِ دریا شده
معلّم گزین تخته شد حرف سنج | نیاموخت ما را بجز حرفِ رنج
جفا بین ز گردونِ بیدادمند | که چون من شهی ساخته تخته بند
اگر تختِ جم رفت بر خاکِ سخت | مرا بادِ پاینده حمّالِ تخت
چو فرمان نویسم بر آبِ ژرف | ز بادِ صبا وام خواهم حرف
۱۰ وگر سکّهٔ بادشاهی زنیم | رقم بر درمهای ماهی زنیم
محیطِ هوا گیر موجش چو دود | بابرِ سینه داد آبِ کبود
ز همواری سطحِ آئینه رنگ | ازین سوی چین بین وزان سوی زنگ
نه از مرغ آید بگوشی نوا | نه بینیم پرّنده در هوا
روان کشتی اندر ماهیان گوشه گیر | چو میشِ جوان پیشِ قصّابِ پیر
۱۵ هراسنده مرد از نهنگِ دوان | چو منعم ز همسایگانِ عوان
دهانِ نهنگان شده موج گیر | چو مقراضِ آهن بقطعِ حریر

۱۔ س ا ۔ بر بحر ناپائے آب ۔ ۲۔ س ۲ ۔ بزیر آب باشد زبر آسمان ۷۔ م ۔ ق ۔ س ۔ چو من خسرو در چنین تخته بند
۸۔ م ۔ مرا باد سخت

فلک بیں کہ چوں دا دجاے درنگ | چو من گوہرے را بکامِ نہنگ
تنِ ما ز تلخ آبِ دریا بسلخ | دہن تلخ بل عیشِ ما نیز تلخ
شدہ نارِ رخسارِ ما آبیے | ہماے چو من گشت مرغابیے
درختا رچہ سبزش کند آبخورد | شو دنیز از افزونیِ آب زرد
۵ چو مارا ز خضر آبخوردی نمود | بما لا بدایں آب زردے نمود
چہ حال آدمی را دریں ناخوش آب | کزو زرد شد چشمۂ آفتاب
زجاں ہمدراں رہ ورز شستیم دست | کہ مارا بدل جوشِ دریا نشست
عجب نیست رفتن بدریا فراز | عجب ایں تواں گفت کائیم باز
چو بے پردہ شد تا بدیں جائیگاہ | زرہ نیست وگشتن از نیم راہ
۱۰ گر آبی زجوئے شود رہ گراے | نماند بجا نارسیدہ بجاے
دگر دودے از شعلہ بالا شدہ | فرو نایدا زا بر برنا شدہ
اگر تیرے از شست پرواز یافت | نیارد سر از نیم رہ باز تافت
گزشت آن کہ رہ باز پس داشتیم | برفت آنچہ در سر ہوس داشتیم
چرا خسروے چوں من از بیم جاں | بجاے رسیدہ بتابد عناں
۱۵ کنوں ما دریں راہِ دور و دراز | گر آئیم یا خود نیائیم باز
کسانیکہ دارند در صبح و شام | ق بدیدارِ ما آرزوے تمام

۲- س ا : تنِ ز تلخ آبِ دریاے سلخ

سزد گز دل و چشم چون برق و میغ | دعائے ندارند از ما دریغ
مگر گز دعاہاے اہلِ نیاز | رُخِ مہربانان توان دید باز
کز آن رفتہ کش گم نشان یافتند | عنانش بدستِ دعا تافتند
خدا عمر بخشاد عمرے چنان | کہ رستاند از ما حوادث عنان
کہ تا سوے خویشان بمہرِ تمام | دعائے خود آریم خود والسلام
چو نامہ بمہر اندر آمد شتاب | درآویختندش بپاے عقاب
شتابندہ شد مرغِ آموختہ | دو دیدہ بمیعاد گہہ دوختہ
رہے را کہ رفتند در پنجسال | دو ہفتہ گزشتش بہ نیروے بال
بلشکر گہ آمد شتابان چو باد | خورشگاہِ دیرینہ را کرد یاد
بہر حرف از موجِ دریاے پُر | بگوشش نیوشندہ میریخت دُر
فرود آمد آن جا کہ خو کردہ بود | دلِ تیہو و مغزِ بط خوردہ بود
دو دیدند بینندگان سوے او | کسانے کہ بودند در رہ جوے او
بدلجوئیِ طعمۂ دلپذیر | گرفتند و بردند سوے سریر
ملکزادہ زان پیکِ راحت رسان | ثنا گفت بر مونسِ بیکسان
نثارے بران مرغِ میمون فشاند | بتعظیم بر پشتِ دستش نشاند
گرامی ترش داشت از صد ہمائے | گہے بر سرش بوسہ زد گہ بپائے
بر او از مژہ گوہر انداز گرد | پس از پائے او نامہ را باز کرد

دبیر آمد و نامه را سر گشاد — سر گنجِ پوشیده را در گشاد
چو نامِ سکندر درآمد بگوش — جگر گوشه را خون درآمد بجوش
نخست از جدائی بزاری گریست — خود از چرخ بی گریه زار کیست
پس از شادیِ مژدهٔ زندگی — بیاراست بزمی بفرخندگی
۵ طلب کرد نام آورانِ سپاه — ز آیندگان تنگ شد بارگاه
نشستند بر فرشِ دیبا و خز — چو گل تازه کردند رخ زآبِ رز
صراحی درآمد بجان پروری — مغنی به نیرنگ و افسون گری
بزرگان بهر سو چو انجم بتاب — بحجرگه ملک زاده چون ماهتاب
بهر جرعه گنجینه می فشاند — نشاطی بهر سینه می فشاند
۱۰ خزینه چنان زد بهر سوی سیل — که مفلس به بردن نمی کرد میل
ز بخشش جهاندارِ گیتی فروز — ق چو دادِ طرب داد تا هفت روز
بفرمود تا هفت روزِ دگر — بشادی برند اهلِ دولت بسر
بهر مجلسی کامرانی کنند — جدا هر یکی میهمانی کنند
نشانند مطرب فشانند مال — رسانند بر کوسِ شادی دوال
۱۵ جهانی ز عشرت پرآوازه گشت — بهر جانبی مجلسی تازه گشت
درختِ سعادت برآورد شاخ — طرب شد بیازارِ عالم فراخ

۹- ق: سینهٔ ۱۳- س ب: هر کسی

کشاد آسماں خورمی را بساط | بدلہائے غمگیں در آمد نشاط
باندازۂ خویشتن ہر کسے | ہمی داد نقدے بہر مفلسے
ز پس داد ن زر بہر گوشۂ | نماند از جہاں ہیچ بی توشۂ
درین دہ زینگونہ بازی بسے ست | کسے کیں نداند چہ فارغ کسے ست
بیا ساقی آں کیمیائے وجود | ق | کہ بے ہمتاں را در آرد بجود
بمن دہ کہ تا شادمانی کنم | ز گنج سخن دُر فشانی کنم
بیا مطربا مو بمو باز جوے | زموے کمانچہ نوائے چو موے
کہ تا چوں بمستاں رسد ساز او | گوارا شود مے ز آوازِ او

در قیمت داشتن سلک صحبت اگرہمہ یک شبہ است

چوں ایں رشتۂ باریک و تاریک در دستِ زمانہ زنجیر گسل ست ناگسستہ است و گوہرِ مردمی در خاک گم نگشتہ نظامِ عقل را غنیمتِ تمام داشتن

گر آسایشے خواہی از روزگار | جمالِ عزیزاں غنیمت شمار
دل از روئے ہم صحبتاں شاد کن | بہ نقل و بہ مے مجلس آباد کن

بجمعیتِ دوستان روے نه — پراگندگی را بیک سوے نه

بدوری مکوش ار چه بدخوست یار — که دوری خود افتد سرانجامِ کار

اگر جامه تنگ ست پاره مکن — که خود پاره گردد چو گردد کهن

مزن شاخ اگر میوه تلخ ست و تیز — خود افتد چو پیش آیدش برگ ریز

۵ چو لا بُد جدائی ست از بعدِ زیست — بعمدا جدا زیستن بهرِ چیست

ازان تیغ بر داشت این پشتِ خم — که پیوند یاران گشاید ز هم

ازان دشمنی ها که در خوے اوست — نیارد بیک جاے دیدن دو دوست

رفیقے که با وصل شد کارِ او — مبادا پراگنده بازارِ او

گر از آشیان مرغے افتد جدا — زناله کند چرخ را پر صدا

۱۰ ببین چون بود حالِ آن ناصبور — که دور اوفتد از خانهٔ خویش دور

دلِ مردم آن گاه توسن بود — که آزاد چون سرو و سوسن بود

چو گردد گرفتارِ اندیشهٔ — ندارد بجز عاجزی پیشهٔ

خرِ وحشی ار چند باشد حرون — ز آسیب یک نشتر آید زبون

حریف ار چه تلخ ست و بدخوے نیز — نماید پس از دیر دیدن عزیز

۱۵ بدست اندرون چشمهٔ تلخ وام — دهد تشنه را آبِ حیوان بکام

گلیمے که هوشش بود سینه گز — برهنه تنان را حریرست و خز

---

۱۴ - م و ق و س: رفیق

تن از فاقه چون ناشکیبا بود — خورش گر سبوس است حلوا بود

جدا ماندگان را از و پرس سوز — که چون میرساند شبی را بروز

مرا دوری دوستان عزیز — جگر خسته کرد و دل آزرده نیز

فرو مردم از حسرت دوستان — چو پیل از تمنای هندوستان

۵ کسانی که بر روی شان پی به پی — میان گل و لاله خوردیم می

کنون سوی بستان چه پوییم فراخ — که یک مرغ از ایشان نه بینیم بشاخ

تهی گشت زان تازه رویان سرای — بیکباره گشتند غربت گرای

نشانی نه بینیم کنون زان نشاط — که دور فلک در نوشت آن بساط

زمانه ندارد جز این هیچ کار — که اول دهد شربت آخر خمار

۱۰ بزاری چرا خون نگرید رهی — که از همرهان بیند ایوان تهی

گذشت آن که باهم نشستیم و خاست — کنون رفته را باز جستن خطاست

بزرگان پس رفته نشتافتند — که بسیار جستند و کم یافتند

نه بعد از شدن باز گردد زمان — نه تیری که بیرون پرید از کمان

کجا بودی ای مرغ فرخنده پی — چه داری خبر زان حریفان می

۱۵ بشادی کجا می گزارند گام — سفر تا چه جا است و منزل کدام

کجا روز راحت فزون میکنند — شب آسایش خواب چون میکنند

بعیش و طرب همعنان که اند — بریحان و می میهمان که اند

... ۲. نسخهٔ ...

کدام آب دیده است در جوے شاں | دلِ ما چگونہ است پہلوئے شاں
چو از ما خرامی سوئے خانہ باز | بیاراں بری ماجراے نیاز
بدر ویزہ چشمِ یارانِ من | تماشا کنی جوے یارانِ من
فغاں زاں حریفانِ صحبت گسل | کہ یکبارہ از ما برگرفتند دل
۵ بیک نامہ ہم نکردند یاد | کہ دل خوش کنم زاں ہمایوں سواد
ہراں نامہ کز یارِ جانی بود | طرب نامۂ زندگانی بود

حکایتِ مجنوں کہ نامۂ لیلیٰ را بر رگِ جاں بست و تپش بہ گسست

۱۰ شنیدم کہ مجنونِ دل سوختہ | زبیماریِ تپ شد افروختہ
چناں سلخ گردش فلک صبح و شام | کہ چوں ماہِ نو شد بماہ تمام
زہر گونہ دارو برانگیختند | فراجش بصحت بیامیختند
ز معجون و شربت چو بگزشت کار | بہ تعویذ و افسوں در آمد شمار
یکے گفت ہر تپ کز اندازہ بیش | بافسوں توان دور کردن ز خویش
۱۵ دگر گفت تعویذ ز افسوں بہ است | کہ نالندہ را تندرستی دہ است
چو گفتند ہر کس ز ہر گونہ چیز | سخن گفت بیمارِ لب بستہ نیز

---

۱۶ ۔ س ۲ : تشنہ

که حرز دعا گرچه یاری رس ست | مرا نامهٔ دلبرِ من بس ست
سوادے که لیلیٰ فرستاده بود | ز بهرِ چنیں روزش آماده بود
طلب کرد و بر سینهٔ خویش سود | شفا بیشتر یافت چوں بیش سود
هر آں نامه کز یار گوید سخن | فسونِ حیات ست و تعویذِ تن

رسیدنِ سکندر بہ نقطه گاهِ محیط و خود را در شیشه کردن و بتوکل و با موکلِ آب در غورِ دریا فروشدن و در زیرِ پردہ زبدهٔ حالات و علاماتِ آب بر انظاره کردن و ازاں آب بگرفتگی زود برآمدن و سوے عزیزاں آهنگ کردن و بہ پایاں رسیدنِ عمرِ او

سرایندهٔ مرغِ ایں بوستاں | سرائش چنیں کرد با دوستاں
کزاں پس که اسکندرِ کامیاب | رواں کرد نامه بپاے عقاب
۱۵ شتاباں هم شد بعزمِ درست | شتابنده تر زانچه بود از نخست
چو شد چار ساله رهِ پیش باز | بمرغے دگر بست منشورِ راز

۱۳- س :- سرایندهٔ مرغِ ایں داستاں + گزارش چنیں کرد با راستاں

شد او نیز و دیباچه شاه برد — نمودار دریا به گوهر سپرد

ملک زاده را زان گرامی سواد — جهان بر طرب فرّ دهٔ تازه داد

همان اوّلین عیش برکار بود — ازان بیشتر کاوّلین بار بود

وزان سو چو دارای دریا نورد — سه سال دگر عبرهٔ آب کرد

سوارے دگر تازه پرداختند — عقابے دگر در هوا تاختند

شد او نیز و نامه که با خویش داشت — پذیرندهٔ نامه را پیش داشت

ضمیرے که نومیدیش بود یار — قوی دل شد از بختِ امّید دار

چو زان بیشتر راه پیموده گشت — ز نامه کشی قاصد آسوده گشت

نگنجید در چارهٔ چاره ساز — که نتوان پیامے فرستاد باز

بجائے رسیدند لرزان چو بید — که باز آمدن را نباشد امید

همه سرخ رویان شده زرد روے — بهر موجے از جان و تن دست شوے

بود آدمی گرچه بختی دلیر — محال است کز جان توان گشت سیر

پس از مردن آنکس علم برفراخت — کرا قیمتِ زندگانی شناخت

چو هر کس در آن حالِ بیچارگی — بحیرت فرو ماند یکبارگی

کسانے که زاینده خبر داشتند — نیایش کنان دست برداشتند

جهاندار گرچه جهان شاه بود — ولیکن ز خاصانِ درگاه بود

خدا را بدرماندگی یاد کرد — حصارِ دعا ایمن آباد کرد

نجست از فلاطون بلیناس را | پناهنده شد خضر و الیاس را
چو دادند قفلِ دعا را کلید | کلیدِ درِ چاره آمد پدید
دران عاجزی مونسِ بیکساں | فرو مانده را گشت یاری رساں
شبانگه که برقع برافگند ماه | بپوشید گیتی حریرِ سیاه
رواں گشت پروین ز چرخِ اسیر | چو تسبیح در دستِ فرتوت پیر
سکندر بخلوت گہِ بندگی ق | بہ نزدیکِ مرگ از غمِ زندگی
که در گوشۂ خلوتش ناگہاں | سروشی پدیدار گشت از نہاں
جوانے بکردارِ سروِ بلند | رُخِ فرخ و پیکرِ ارجمند
فرشته ولیکن بشکلِ آدمی | نه مردم ولے صورتِ مردمی
جمالے که نتواں نظر کرد دُور | زسیمای پاکش همی ریخت نور
برو تازگی کرد شۂ اسلام | شهش داد پاسخ بعذرِ تمام
بدو گفت کاے سر بسر نورِ پاک | تنت دور ز آلایشِ آب و خاک
فرشته که گویند مانا توئی | که مردم نباشد بدیں نیکوئی
وگر مردمی چوں دروں آمدی | که مردم ندیدت که چوں آمدی
سروشِ خجسته سخن در گرفت | ز رازِ نہاں پرده را برگرفت
بگفتا که گر پرسی از من صواب | سرشتم ز یزداں موکل بر آب
محیطے که نشناخت کس غورِ وے | ببیں مرا ہست یک قطره خوے

چو در سختی افتاد کار شما / بمن داد غیب اختیار شما

میندیش ازین پس ز دریای ژرف / که داد ت قضا دستگاه شگرف

درین پرده کاندیشه کار تست / درون رو که یزدان نگهدار تست

منت همره و ایزدت رهنمای / که بنماید و بازت آرد بجای

قضا را به تسلیم دمساز کن / ببین هر چه بتوانی و باز کن

جهاندار کان محرم راز یافت / در چاره بر خویشتن باز یافت

چو شد چشمهٔ صبح رخشان ز شرق / دران چشمه شد کشتی ماه غرق

هوا قطرها داشت نزدیک و دور / درآمیخت یک پل بدریای نور

بفرمود فرماندهٔ روم و زنگ / که در جنبش کشتی آید درنگ

فگندند هر سوی لنگر در آب / فرو شد سر بادبانها بخواب

سکندر بر آهنگ کاری که داشت / برو ریخت از دل شماری که داشت

بدستور دانا که برکار بود / وصیت نمود آنچه ناچار بود

که ما را هوسهای ناسودمند / ز راه سلامت چو یکسو فگند

سزد گر شما را ازین فتنه جوی / ز بهر سلامت بتابید روی

چو من زیر دریا کنم جای خویش / بکام نهنگان نهم پای خویش

بامید جان بخش گیتی پناه / مرا تا بصد روز بینید راه

گرایم برون زین رهِ پرهراس / شناسم حق مردم حق شناس

دگر باشد آسیبی از روزگار | قضا را بیک چون منِ صد هزار

شما جانبِ خانه گردید باز | من و قعرِ دریا و راهِ دراز

دُرافشانیِ شاهِ دریا نظیر | پذیرفت دستورِ دریا ضمیر

چو بشنید اول آسود زان بسته عهد | برآیینِ مهدی درآمد بمهد

همان خوشه کانگورِ فردوس بود | موافق چو برجیس با قوس بود

ز هر دانهٔ آبِ حیوان بجوش | که در راهِ ظلمات دادش سروش

نه از خوردنش دل بخوردن کشید | نه معلولِ علت شد آنکو چشید

گیاهای دیگر تن ساز دار | که باطل نگردد مزاج از بخار

بیاورد آن شیشه اعدازان | نشست اندر آن شاه عالی مکان

چو بنشست در شیشهٔ آب رنگ | سرِ شیشه را کرد محکم چو سنگ

بفرمود کان دُرجِ لولوی تر | برشته در آرند همچون گهر

بهر جا رسیش طناب افگنند | توکل کنانش به آب افگنند

پس آنگه دران غوطه گاهِ هلاک | امانت دهندش بیزدانِ پاک

که از فرِّ فرماندهِ تخت گیر | پذیرنده را کی بود ناگزیر

رسن حسبت کردند تابوت را | بدانسان که از رشته یاقوت را

چو شیشه معلق شد اندر طناب | برآبش نهادند همچون حباب

ازان شیشه کو کانِ الماس بود | رسن در کفِ خضر و الیاس بود

ز شکنج رسن ها کشادند باز | اجل را اسپردند رشتهٔ دراز

بدریا درون رفت دریاوشی | برآمد ز دریا دلان آتشی

فرو می شد آن درج گنجینه سنج | فرشته برابر نگهبان گنج

ز جنبیدن آب مهدے چنان | چو طفلان غازی معلق زنان

سکندر بمهد اندرون ترسناک | چه باشد بدریا یکے مشت خاک

شده زرد رخسارهٔ لاله گون | چو زردی که در بیضه باشد درون

همی شد ز هستی کناره کنان | عجب هاے دریا نظاره کنان

جوان خسرو فرخ از اوج گاه | فرو رفت در برج ماهی دو ماه

سروشش بپرسید کاے نیک بخت | چه بودت رها کردن تاج و تخت

خرد نام آن کس بخاک افگند | که خود را بخود در هلاک افگند

اگر آدمی زیر دریا رود | بود ماهی کو بصحرا رود

کجا هوشمند این تمنا کند | که جان بر سر یک تماشا کند

تو هستی بچه گرچه تنگ ست چاه | کاجل را بزیرش فراخ ست راه

ازان جوهر عقل گشت ارجمند | که پیچیده دارد عنان از گزند

هر آن جانور کز خرد هست پاک | هراسنده باشد بحس از هلاک

ترا با چنیں عقل دانش فزاے | بسوے خطر چون روان گشت پاے

جهاندار گفت اے مبارک نفس | نماند خرد چون درآید هوس

چو من زر آرزو بردن رای خام | هوس ابدینجا کشیدم زمام
ترا گر دهد دست کاری بکن | وگرنه بسی گفته اند این سخن
هواخواه زد دست در دامنم | بدایوانگی طعنه زد دشمنم
گزیرست سنگ بداندیش را | که در شیشه خود کرده ام خویش را
۵ ملامت نگاه سلامت رهست | سلامت چو گم شد ملامت خطاست
چو آتش بر آرد ز پروانه دود | رهاننده گر دست مالد چه سود
چو غلطید طفل و شد آزرده سر | طپانچه زنی گردد آزرده تر
من آن روز شستم ز جان دست خود | که در کام ماهی زدم شست خود
تو زیبا که گفتی برای صواب | بکن ورنه بگذار ماهی در آب
۱۰ نیوشنده آسمانی سرشت | شد از تازه روئی چو باغ بهشت
کشاد ابرو از روی خورشید وش | بپاسخ دل شاه را کرد خوش
که دل را فراهم کن ای سرفراز | که بردارد این رنجها را دراز
من از بازپرسی نمودم ترا | بنیروی طبع آزمودم ترا
چو دیدم تنومندیت را عیار | که آخر جهانی کز آغاز کار
۱۵ یقین شد که دانا دلت پرتوست | نترسد ز دریا و هر چه اندر وست
عجب های دریا اگر منکرست | ترا دل ز دریا دلاور ترست

۷- س۱: بیازرد سر - ۸- س دوم: ردیف در هر دو مصراع - خویش - س۲: دریا زدیم سشت خ

ترا میرسد کیں تماشا کنی | بدیں قطرہ آشامِ دریا کنی

کنوں باز کن دیدۂ پیش بیں | تمنّائے اندیشۂ خویش بیں

بگفت ایں و بر داشت بانگِ بلند | کہ زلزال در قعرِ دریا فگند

بشوریدن آمد ہمہ آبِ شور | تہی شد ز پہلوے بینندہ زور

۵ دراں جوششِ دریا کہ می شد باوج | شتابندہ شد جانور فوج فوج

نہنگانِ ہائل ہزاراں ہزار | سری ہمچو کوہ و دہاں ہمچو غار

بلا لقمۂ کامِ خندانِ شاں | اجل چاشنی گیرِ دندانِ شاں

کہن ماہیانے بہیکل شگرف | پلی بستہ ہر یک بدریاے ژرف

جہانے دراز و ز سر تا بدم | کہ دریا بہ پہناے شاں گشت گم

۱۰ کشف ہر یکے گشت کوہی رواں | چو پیلے بر افگندہ برگستواں

چو ایں اژدہا شد پدید از نہفت | نمایندہ با شاہِ بینندہ گفت

گزیں جانور کایدت در حضور | یک آسیب اگر بر تو آید ز دور

چو شیشہ ز سنگے دگرگوں بود | اگر کوہ بر وے زند چوں بود

شہش گفت کو راستایش سزاست | کہ بے منّتِ تو نگہبانِ ماست

۱۵ سروشش از چنیں پاسخِ دل پسند | دہاں را بمہرِ ادب کرد بند

پس آنگہ در ایشاں چناں تیز دید | کہ یک یک شدند از نظر ناپدید

---

۱۴ — س ۲ ب: کہ او در ہمہ جا نگہبانِ ماست

چو آن شعبده عزم ره ساز کرد   جهان بازیِ دیگر آغاز کرد

همه آب آن کارگاه و بال   شد آئینهٔ پر هزاران خیال

طرف بر طرف شد گران تا گران   جهانی پر از آدمی پیکران

معلّق زنان سوبسو در شتاب   چو طفلان که بازی کنند اندر آب

۵ همه بوزنه صورت و سرخ روی   بجز در زنخ هیچ نارسته موی

برون جست ازین پردهٔ آبگون   چو لعبت که از پرده آید برون

نهادند رو چون بشیشه پری   در آئینهٔ صافِ اسکندری

کشادند با کار فرمای خود   برسمِ خود اندیشهٔ رای خود

در ایشان چو شه کرد نظارهٔ   بحیرت فرو مانده یکبارهٔ

۱۰ به پرسید کین قوم پوشیده زیست   کیانند و این قوم را نام چیست

اشارت که از دست و پا میکنند   چه راز است بهرِ چه را میکنند

حدیثی که بود آشکار و نهفت   چو پرسنده پرسید گوینده گفت

که این طائفه مردمِ آبی اند   که پوشیده از چرخِ دولابی اند

به نیروی من سوی تو رانده اند   چو دیدند حیران فرو مانده اند

۱۵ که ایشان که در آب ماهی وشند   همه تا بدین جای کمتر کشند

منم ترجمان کاندرین حسبِ حال   بگفتارِ خود می کنندم سوال

۹- س و م۱: گشت نظارگی - س۲: یکبارگی - ۱۵- س و م۲: بنه

که ای بیوفا مردم ناسپاس — که لطف خدا را نه حق‌شناس

جهان را ابد دیدی زیر تا بزیر — نه گشتی ازین گشت بیهوده سیر

زچندین به خشکی و تری خرام — چه حاصل شدت جز تماشای خام

دل مردم از پرده بیرون شود — چو قوت از شکم داری افزون شود

۵ دو دام چون یافت مقدار خود — فراهم نشیند پس کار خود

اگر پیل زرفست و گر گرگ و شیر — صبوری کند چون شکم گشت سیر

همه جانور چون بود بیغمی — به فتنه نکوشد مگر آدمی

که چون توشه کم شد ملولی کند — وگر پر شود بوالفضولی کند

کند هر چه اندیشه در وی گم است — ز مردم بتر باز هر مردم است

۱۰ سکندر که گفتارشان گوش کرد — سخن را فرو خورد و خاموش کرد

دگر ره بدستوری رهنمای — زمانه زپیکر تهی کرد جای

دگر بار در جنبش آمد سروش — باطراف دریا در افتاد جوش

سیه روزنی گشت پیدا ز دور — که پنهان شد از چشم بیننده نور

دونده چو برق از قوی پیکری — نه در خشکی این نوع نی در تری

۱۵ مثالی ز گفتار شایان نداشت — دو روز و دو شب فتح پایان نداشت

زبس طرفه کامد نمود ار او — عجب ماند بیننده در کار او

۳- س ل: زین تمنّای خام

دگر رہ بشورید دریا چناں | کہ رفت از کفِ مرد دانا عناں

عجب ہیکلے دیگر از آب رست | بسے زاں عجب تر کہ دیدہ نخست

گزشت از نظر کوہِ دریا خرام | تمام از پسِ پیچ روزش تمام

کہ قافے بود ارچہ بے سنگ بود | کہ در قعرِ دریاش رہ تنگ بود

۵ چو رفت آں قیامت بہ پردہ درون | قیامت دشے دیگر آمد برون

پس از ہفتہ دید پائینِ او | کہ گم گشت دریا در آئینِ او

چو یکسو گزشت آں شگفت خیال | شگفتی دگر گشت جنبش سگال

بشورید دریا چناں تا بدیر | کہ زیر و زبر شد زبر تا بزیر

جہانے زمیش نظر شد نہاں | دگر گشت پیدا جہاں در جہاں

۱۰ زجنبید گاوے کہ رفتند پیش | پدیدار دیگر بمقدار بیش

بہر جانبے کو گزرگاہ داشت | شکم بر ثری پشت بر ماہ داشت

بقدر دو ہفتہ دراں چار سوے | جہاں بود تیرہ ازاں تیرہ روے

جہاندار با آں دلِ زورمند | فروماند بے طاقت و مستمند

سلامت در افتادہ بودش ز پاے | بہمت ہمی داشت خود را بجاے

۱۵ میانجی دراں معرضِ عمر کاہ | چو شکلِ دگر دید سیماے شاہ

بخندید در پردہ کردش سوال | کہ چوں دیدی ایں پردۂ پُر خیال

۳- م۲: پیچ روزِ تمام - ۶- س۲: درایوان او - ۷- م۱: چو یکسر گزشت آں شگفت از خیال

بخاطر هنوز این تمنا کنی || کزین گونه گنجے تماشا کنی

شه ارچه بدل داشت بیش از زبیر || هراسے که بود ست جائے هراس

هم از عاجزی پشت را خم نکرد || ز نیروے دل ذرهٔ کم نه کرد

بدو گفت کاے برنهان پرده دار || درین پرده دیگر چه داری بیار

بپاسخ سروش پسندیده گفت || که دانسته را بر تو نه توان نهفت

چنین روشنم گشت ز الهام غیب || کت از نقد هستی تهی گشت جیب

سبک شو که جاے گرانیت نیست || زمانے فزون زندگانیت نیست

تو دانی که در زیر دریا شدن || بسے سهل باشد ز بالا شدن

ور از وعدهٔ رفته گیری شمار || ز صد روز ماندست باقی چهار

سه ماه زیر دریا شده رهگراے || سه شب چون ره رسیدن بجاے

جهاندار ازان پاسخ هولناک || به بیهوشی آمد ز بیم هلاک

دلش داد گوینده راه بین || که ترسان بود مرد کوتاه بین

ازینجا که در دست امید جان || برون تا نیائی نیابی امان

هنوزت بسے دل فروزی بود || جمال عزیزانت روزی بود

وگر دل بنظاره داری هنوز || بدریا درون کامگاری هنوز

پس از ره نوشتن بچندین شتاب || چه دیدی دو هفته دو سه گرم آب

بود جانور کاید اندر خرام || تماشش نه بینی بسال تمام

همان دیده کاندیشه در وی گم ست | نه اندازهٔ دیدنِ مردم ست
دلا در تو بودی درین داوری | که دل را ببر دیدنت یاوری
زمان سیل دریا ز اندازه بیش | همان به که خالی کنی جای خویش
تو با آنکه دیدی عجب بها بسے | من از تو ندیدم عجب تر کسے
۵ وگر باشدت زین عجب تر نیاز | یکے دیده بر بند و بکشای باز
ملک گوش بر گفتِ همدم نهاد | بفرمانِ او دیده برهم نهاد
چو بکشاد چشم و چپ و راست دید | همان دید چشمش که میخواست دید
چو دیده شگفته بهارے بر آب | برون جست از برج چون آفتاب
بدریا درون ماهیِ خورده دم | برون آمده یونسے از شکم
۱۰ چو الیاس و خضر آگهی یافتند | سوے مونسِ خویش بشتافتند
کشیدند قاروره را بر زبر | نه قاروره بل کانِ یاقوت و زر
بو اجستنِ درِ دریا نواز | دهانِ صدف را کشادند باز
متاعے که در درجِ گنجینه بود | مصور خیالے در آئینه بود
چنان یوسفے گشت یعقوب رنگ | برآمد چو یوسف ز زندانِ تنگ
۱۵ گرامی تنش باز مانده ز زور | نمک دار بگداخته ز آبِ شور
بزرگان که دیدند دیدارِ او | بماندند در حیرت از کارِ او

۸ ــ م ا : چه بیند شگفته بهارش بر آب

شدندش بہ تعظیم آئیں پرست ‌‌‌ بسے بوسہ دادند بر پاؤ دست

نہادند بالش ز مشکیں حریر ‌‌ بر آمد ملک تکیہ زد بر سریر

بدریا ز رنج و وبالے کہ دید ‌‌ بپرسید می گفت حالے کہ دید

نیوشندگاں چوں صدف جملہ گوش ‌‌ دہن ہا چو سوراخِ گوہر خموش

دریں بود کز چرخ فیروزہ وش ‌‌ سروش آمد و مژدہ داد خوش

کہ فرماں بریں گونہ دارم ز غیب ‌‌ کہ زودت رسانم تمنا بجیب

زہے کامدی ہژدہ سالہ تمام ‌‌ شبے در میاں کن بمنزل خرام

بگو تا بہ آہنگِ راہِ دراز ‌‌ ز ہر سوے در جنبش آید جہاز

یقیں گشتہ بود ارچہ از جانِ پاک ‌‌ کہ خاکش دواند ہمی سوے خاک

ولے چوں دلش سوے دیدار بود ‌‌ غمِ جاں نہ چندانش دشوار بود

ہمانجاں سوے راہ جویانِ خویش ‌‌ برسمِ رہ آورد می برد پیش

اسیرے کہ تیمارِ ہجراں خورد ‌‌ مکن باورش گر غمِ جاں خورد

بزنداں درون مرگ با دوستاں ‌‌ بہ از عمرِ صد سالہ در بوستاں

حکایتِ مردے کہ عمر از برائے وفائے دوستاں خواست و بیوفائی نخواست

شنیدم یکے را ز اہلِ اُمید ‌‌ بجاویدیِ عمر نوشد نوید

بشارت رسان را خبر جست باز | که با من که ماند چو مانم دراز
بگفتا که از مردم هم نفس | نماند کسی هم توانی و بس
نیوشنده را از نگر بیست زار | که ناید چنین زندگانی بکار
نشسته من و دوستان برگذر | بود هر زمان مردنی تازه تر
بروی عزیزان توان شاد زیست | چو این نیست بس زیستن بهر چیست
سکندر که گیتی خداوند بود | هم صحبتان دیر پیوند بود
چنان تاختی گرد عالم چو باد | که یادش نبودی ز پیوند و زاد
چو هنگام رفتن فراز آمدش | بدیدار خویشان نیاز آمدش
ازان مژدهٔ خوش که دادش سروش | سرشکش ز شادی برآمد بجوش
بران گریه کز شادمانی بود | نمش چشمهٔ زندگانی بود
سرشکی که صافی کند سینه را | بشوید ز دل درد دیرینه را
بفرمود فرمان ده تخت گیر | که در جنبش آرند چوبین سریر
برین عزم لنگر ز دریا کشند | سر بادبان بر ثریا کشند
بفرمان فرمانروای جهان | روان گشت کشتی ز جای چنان
پل چوب در جنبش آمد بر آب | عجب کآب آهسته پل در شتاب
شبا روز از رفتن بی درنگ | چو بر آب دریا زدود دیده زنگ
دوم روز کز چرخ در گشت روز | نگون گشت خورشید گیتی فروز

شتابنده کشتی بهر سو قطار   که پیدا شد از دور دریا کنار

فرو ماندهٔ بینندهٔ رهگرای   بحیرت دران کارِ حیرت فزای

که راهی بران دوریِ دیریاز   چگونه برین زودی آیند باز

همه کس دری از تعجب گشاد   مگر پاک دینان و پاک اعتقاد

۵ کسی را که باشد یقین رهنمای   دو عالم دو گامش بود زیر پای

شگفتی که دارد حوالت بغیب   تو عیبش کنی کفر باشد نه عیب

دران لحظه کامد به فرخندگی   بدان مردگان مژدهٔ زندگی

بهر پیکری تازه گشت آب و رنگ   فراخی درآمد بدلهای تنگ

چو دیدند صحرانشینان ز دور   درفشان درفشِ سکندر ز دور

۱۰ شکسته دلان را فزون گشت زور   بدلهای لشکر در افتاد شور

بگلزارِ امید باران رسید   نشاطی بامیدواران رسید

ز هر جانبی آدمی خیل خیل   شتابنده شد سوی دریا چو سیل

ز انبوهِ خلقی ز هر بوم و مرز   کرانه چو دریا درآمد بلرز

همی تاخت هر غم کشِ ممتحن   طلبگارِ گم کردهٔ خویشتن

۱۵ سکندر چو بر شطِ دریا رسید   خروشِ سپه بر ثریا رسید

رسیدند گردن کشانِ سپاه   همه آرزومندِ دیدارِ شاه

---

۳ - س ۲ ÷ آمد فراز - ۴ - س ۱ ÷ همه کس درین در تعجب فتاد - ۹ - س ۲ ÷ ز نور - ۱۰ - م ۲ ÷ بدریا

چو گشتند شاد از نشاطِ حضور | نهادند بر خاک تارک ز دور
همان پورِ اسکندر اسکندروس | همی آمد و خاک میداد بوس
چو چشمِ پدر در جگر گوشه دید | دلِ خسته را از جگر توشه دید
نظر سوی او کرد و بگریست زار | بدان سان که بر گلبن ابرِ بهار
ستاره فشان چشمهٔ آفتاب | سوی برجِ خاک آمد از برجِ آب
برآمد ز دریای زنگار گون | چو ابری که آید ز دریا برون
ز سر تازه شد سروِ آزادِ کهن | در آمیخت شمشاد با سروِ بن
ز هر دیده سیلی بصحرا رسید | کز آن سیل طوفان بدریا رسید
همه تشنهٔ شاهِ دریا نشان | بدل تشنه و ز دیده دریا فشان
چو دیدند باغی خزانی شده | سهی سرو از و خیزرانی شده
بیفزود در پوستِ خونش چو مشک | نهالش بدریا درون گشت خشک
بگریه تهِ پاش قد حسم زدند | بر آن شاخِ پژمُرده شبنم زدند
چو آسوده گشتند لختی ز جوش | در آمد بسرهای شوریده هوش
جهاندار منزل بجز گاه جست | ز صحرا سوی بارگه راه جست
عماری کشان پیش بردند مهد | نشست اندر آن شاهِ فرخنده عهد
ملوک از لبِ آب تا بارگاه | نثار افگنان می نوشتند راه
طبقهای گوهر در آمد بموج | سرِ تودهای گهر شد به اوج

چنان شد زمین پر ز لولوی پاک / که با قعرِ دریا قرین گشت خاک

دُر و لعل چندان فرو ریختند / که دریا و کان با هم آمیختند

بپاینده زان بخششِ راستین / نه دامن تهی داشت نی آستین

درآمد بدینگونه گیتی پناه / چو خورشید در سایهٔ بارگاه

برآمد بر اورنگِ شاهنشهی / سوی بالش آورد پشتِ مهی

رهِ بار بر عالمی تنگ داشت / که در عالمی دیگر آهنگ داشت

بفرمود کز خاصگانِ سرای / بجز خاصگان کس نماند بجای

رقیبانِ خلوت برون تاختند / ز آیندگان پرده پرداختند

برون رفت هرکس ز پیشِ سریر / جز آنان کز ایشان نباشد گزیر

چو نامحرم از بارگه گشت باز / گشایندهٔ راز بگشاد راز

چنین گفت با پیشوایانِ کار / که ما را دگرگونه شد روزگار

نگون می‌شود کوکبِ تابناک / فرو می‌رود آفتابم به خاک

مراغه بسی کرده شد بر سریر / بسیفورِ رومی و چینی حریر

کنون گاه آن است کاریم پشت / ز دیبای نازک بخاکِ درشت

فرو ریخت شاخِ امیدم ز بر / دماغِ رعونت برون شد ز سر

زمانه بکین دست بر من گشاد / چه باشد چراغی بطوفانِ باد

درآمد بگلزارِ من برگ ریز / ز باغم بهر گلبنی رستخیز

سرم را چو خوابِ قیامت بود　　کنون گرچه بیدار گردم چه سود

زهم صحبتان هر که را بنگری　　کند تا گهِ مرگ یاری گری

زمین چون پس به بندِ زمانم دهد　　که یارد کزان بند امانم دهد

سرافرازیِ مرد چندان بود　　که گلدستهٔ عمر خندان بود

۵ چو قالب تهی گردد از جانِ پاک　　چه بر فرشِ دیبا چه بر روی خاک

درین دم که از شغلِ این کارگاه　　بملکِ دگر می‌زنم بارگاه

زچندان بزرگی بدرگاهِ من　　بجز حسرتی چیست همراهِ من

چو من دامنِ عمر در خون زنم　　وزین کوچه گه خیمه بیرون زنم

مرا در سه تدبیر یاری کنید　　درین هر سه کار استواری کنید

۱۰ نخستین وصیت درین داوری　　بفرزندِ خود بایدم یاوری

که در قصرِ من اوست رخشنده باغ　　هم از گوهرِ من فروزد چراغ

دوم آن که برعزمِ صحرای راز　　ق　　چو در مهدِ عصمت کنم پا دراز

درآندم که غلطم بصندوق پست　　ز صندوق بیرون کنندم دو دست

که تا چون بخانه گرایم ز راه　　کند هر که بیند به عبرت نگاه

۱۵ که چون من ولایت ستانی شگرف　　ق　　ز نطعِ زمین تا بدریای ژرف

بفیروزی از چرخِ فیروزه فام　　۲　　بضبطِ خود آورد عالم تمام

جهان داد از زورِ بازوی من　　۳　　همه نقدِ خود در ترازوی من

زچندیں زر و گوهرِ بی‌شمار   تهی‌دست رفتم سرِ انجامِ کار
بگویید تا خلقِ نظّارگی   ببینید این روزِ بیچارگی
تمنّاء بیشی ز دل کم کنند   نه بر من که بر خویش ماتم کنند
کسی کو مرا بیند ار کس بود   نمودارِ من پندِ من بس بود
۵ سوم آن که چون نوبتِ آن شود   ق   که تن در دلِ خاک مهمان شود
دراسکندریه که جائی من ست   ۲   بنا کردهٔ رسم و رای من ست
گرایندم از تختِ زر در مغاک   ۳   ودیعت سپارند خاکی بخاک
دو سه روز در زندگی داشت بهر   همی زد نفس با بزرگانِ دهر
بهر کار کاسود رایش برآن   وصیت همی کرد با مهتران
۱۰ چو با استواران قوی کرد عهد   ز ایوانِ خاکی برون برد مهد
نهان گشت خورشیدش اندر نقاب   فرو رفت چشمش بزندانِ خواب
دلِ مهربانان در آمد بجوش   کشیدند چون ابرِ گریان خروش
چو گردد گل از بوستان گوشه‌گیر   ز مرغانِ بستان برآید نفیر
سهی سرو گردد چو در خاک پست   دلِ باغبانان در آرد شکست
۱۵ جریده‌کشایانِ تاریخ ساز   بچندین نمط بسته‌اند این طراز
چو کردم بهر نامهٔ بازجست   ق   چنان بود نزدیکِ بعضی درست

۴ - س۲ : پند او - ۵ - س۲ : پنهان - ۸ - س۲ : شمر

که رخشنده خورشید گیتی خرام | برآمد ز روم و فرو شد بشام
گروهی دگر کرده اند اتفاق | که در حدِ بابل شد از خویش طاق
چو خاکی شد اندام چون صندلش | سپردند در دخمهٔ جندلش
اگر راست گوئی ز جویندگان | چنین گوید از راست گویندگان
که با شاهِ دانا حکیمانِ راز | ز رازِ فلک گفته بودند باز
که روزی کشاید سپهرت بکین | که زرین شود آسمان و زمین
همان خوردخوارت بود زرِ پاک | پس از خوردنِ زر شوی خوردِ خاک
چو این نکته با عقل گوشی نداشت | نیوشنده در دل نیوشی نداشت
بروزی که آن نوبت آمد فراز | ملک بود با لشکرِ رزم ساز
برابر شد از تیغ با همسری | شکسته در افتاد با لشکری
چو لشکر در افتاد و لشکر شکست | خراشنده تیر از خراشی بخست
خدنگی که گردد به پولاد غرق | رسید از کمین ناگهانش چو برق
بسی طرفِ جوشن بدو نیم زد | ز پولاد بگذشت و بر سیم زد
شد آزرده زان خار گلنار او | سرایت بجان داشت آزار او
چو بیهوشی از دست بردش زمام | فرود آمد از تازیِ تیزگام
ز تن کرد خفتان زرین رها | برآورد چون گنج را اژدها
ز خود رفت و شیری فراموش کرد | دران بیخودی خوابِ خرگوش کرد

دشاقان بہ پیرامنش تاختند | ز درعِ زرشں سائبان ساختند

چو زان خوابِ خوش ہوش باز آمدش | ز خفتن بخوردن نیاز آمدش

بسے باز جستند کم بود خورد | مگر بر یکے زردہ بود زرد

ز بہرِ خورشں کام گیرد درشت | کہ نتوان فرو بردنش جز بمشت

چنیں توشہ را در چنیں جایگاہ | بتعظیم بردند در پیشِ شاہ

جہاندار بگذشت ازاں توشہ | ربود از برائے عدم توشہ

چو ناخوردہ بر آب لب ساز کرد | نظر زیر و بالائے خود باز کرد

زمین و سپہر از زرِ ناب دید | نمودارِ ناں ہم بر آں آب دید

سرشکِ قطرہ درگشاد آمدش | ز گفتارِ گوئندہ یاد آمدش

شنیدم ہمانا ورا زیں تنگنائے | بدروازۂ غیب شد رہنمائے

دریں ماجرا گفت ہر کس بسے | نبود استواری بگفتِ کسے

بتحقیق چوں سنجتند ایں خیال ق | بریں جملہ کردند تحقیقِ حال

کہ بر شطِّ دریائے مغرب ز دہر | بروں آمد از آب و شد خاک بہر

بہر سو کہ خاکی کنی پائے خویش | رود عاقبت خاک بر جائے خویش

چو خاکِ تو دامِ زمین ست و بس | زمین وامِ خود چوں گزارد بکس

چو رخشندہ شد گوہرِ تابناک | ودیعت سپردند در گنجِ خاک

بسے دست بردیم بالا و پست | برین در کلیدے نیامد بدست
کجا دانه دارد به خشخاش در | که چون می دهد کشتِ خشخاش بر
کجا هفت دریا حدِ مردم ست | که در قطرهٔ هستیِ خود گم ست
بیا ساقی آں جامِ دریا درون | کزو گوهرِ مردم آید برون
بده تا نشاطے برون آردم | بر د سنگ و گوهر برون آردم
بیا مطرب آں مایهٔ دل خوشی | که صوفی کند زو ملامت کشی
بگو تا دمے خرقه بازی کنم | بمے دلقِ خود را نمازی کنم

گفتار در دورِ مدامِ شیشهٔ سرنگون که پیمانهٔ همه را پرکند و یاد کردنِ حریفانِ رفته را که از گردشِ روزگار و دورِ پیش ازین بخواب گشتند و چنان خفتند که سر در صبحِ قیامت برکنند و ما نیز چنان خفتیم که ایشان و گوش مالیدنِ خواب آلودگانِ غفلت را تا بر سرِ ایں چاهِ بے بن پاے بهوش نهند

اگر دانشے داری اے نیک رائے | یکے گردِ اندیشۂ خود گرائے
نگہ کن درین چرخِ دولاب گرد | کہ چون ہر زمان می برد آبِ مرد
چہ دلہا کز آسیبِ غم گرد خورد | چہ سرہا کہ در خاکِ خواری سپرد
کس این ماجرا از ونہ پرسید باز | کزین رہ نوشتن چہ داری نیاز
۵ چہ مشکل ست کین در ظلمات و نور | ز گردندگی نیست یک لحظہ دور
رواقے برآوردن از خاک و آب | چو شد ساختہ باز گردد خراب
خیالے بہر پیکرے ریختن | طلسمے بہر گنج انگیختن
مبین دلکش این منظرِ شیشہ فام | کہ در شیشہ کرد او جہان را تمام
چو کرد او جہان را بشیشہ درون | تو از شیشۂ او کے آئی برون
۱۰ سراپاے این مادرِ فتنہ زاے | کہ بینی پر از چشمِ گیتی نماے
ہمہ چشمہایش کہ بیش و کم ست | نہانی بنظارۂ عالم ست
زچندین نظرہاے عالم فروز | ببین تا چہ دیدی و بینی ہنوز
جہان غرقِ نادیدہ دریاے شور | کہ بالاست آب و تہش چاہِ کور
بسا حالِ مردم کہ گشت و گذشت | کہ از حالِ خود چرخ موئے نگشت
۱۵ بسا نو کہ کہنہ شد از روزگار | جہان کہنہ و ہمچنان برقرار
یکے کم شد و دیگرے خاست نو | کہ ہست این جہان جاے کشت و درو

۳ - س ۱: بہ اوگشت خورد - ۱۳ - س ۲: بالاش کو زِ تہش جاے گور

دریں کشتن و باز کردن درود | ندانم غرض باغباں را چه بود
یکے باز کن پرده زیں خاکِ زرد | که دیباے چیں بینی اندر نورد
بر آں لاله و گل که در گلشنے ست | بنا گوش و رخسارِ سیمی تنے ست
بسا دیده کز سرمه آزاد گشت | که ناگه ز خاکِ سیه باد گشت
۵ بسا در که گم شد دریں خاکِ پست | که از خاک جز خاک نامد بدست
بسا تن که او بارِ صندل نه بُرد | که در زیرِ انبارِ گل شد چو مرد
بناے کش از گل بر آری بر آب | بسے بر نیاید که گردد خراب
چو در کیسهٔ مردم ایں نقدِ خاص | ز تاراجِ دزداں ندارد خلاص
بیا تا کنیم آں چناں رخت پیچ | که جز نامِ نیکو ندانیم هیچ
۱۰ بمعشوقِ یک شب چه باشیم شاد | که مهمانِ غیری شود بامداد
مکن میلِ ایں خاک چوں ناکساں | که پیوندِ او نیست جز با خساں
مباش از نواے فلک ناشکیب | که چشمش چو هندوست آهو فریب
کشنده که بر آهو آواز راند | ز تن جانِ او را به آواز خواند
صفیرے که صیّاد زد گرد دام | ز مرغ ارغنونِ اجل یافت نام
۱۵ جهاں مایه ندهد مگر شوم را | که ویرانه میموں بود بوم را
چه باید از اں دانه خرسند بود | که با جاں هم انباز خواهد بود

۴-س۲: خورده گشت - ۹-م۲: که جز نام باقی نمانیم هیچ ۱۲-م۲: که آں لحن هندوست آهو فریب
۱۶-م۱: بدان داده

جهان را چو نیکو شناسد کسے | متاعِ جهان را بجوید بسے
درین خوان که حلوائش خاکسترست | جگر او دل و شور با پسترست
همان طفل را مادرِ دستگیر | بخون پرورد اوّل انگه بشیر
منه دل درین باغِ ابله فریب | که خر زهره را نام کردست سیب
۵ ندانم کسے راز دانندگان | که خواند در لوحِ پایندگان
دو ره دارد این تنگنائے دراز | که در رفتن و آمدن هر دو باز
ازین هر زمان تو برے میرود | یکے آید و دیگرے میرود
درین مرحله بار نتوان نهاد | درِ مرگ را خار نتوان نهاد
چه سازی رواقے کزان رفتنی ست | غمِ کالبد خور که جان رفتنی ست
۱۰ چه باید بر آراستن منظرے | که خواهد شدن منزلِ دیگرے

حکایت لقمانِ حکیم که نهصد سال عمرِ او بود تا آفتاب برسرِ دیوار رسید و سایۂ دیوار گذشت

شنیدم که لقمانِ دانش پژوه | که آمد زبس زندگانی ستوه
۱۵ دران عمر کز نهصد افزونش بود | قد از حجره یک نیمه بیرونش بود
عمارت نکرد آنقدر در خراب | که ایمن بود ز ابر و از آفتاب

۲ ـ س ل ۲ : زیر ما ـ ۵ ـ م : ندانم کسے را ز آنندگان + که خوانند در لوح پایندگان

۷ ـ م ل : در دهر زمانے سرے میرود

فراوانش گفتند برنا و پیر / که مردم ز مسکن ندارد گزیر

بگفتا که از بهرِ اندک نزول / نشاید شدن میهمانِ فضول

چو در خانه مهمان فضولی کند / دلِ میزبان زو ملولی کند

اساسے چه باید بعیّوق برد / که فردا به بیگانه خواهی سپرد

آرام یافتنِ درونِ سکندر از شربتِ اسپینوس و سر باز زدن اسکندروس که پسرِ اسکندر بود از افسری و تختِ برتری و رختِ خود بصحرا انداختن و دامنِ صحبت با خارهای بیابان دوختن و بالش یافتنِ نهالِ دوعوس که هم از شجرهٔ سکندر بود و بیانِ تفاوتِ فوت و دفنِ سکندر و اختلافِ مورخان

و در اختلافِ ایشان جرح از تاریخ

دُر افشانِ این گنجِ دانِ کهن / چنین داد گوهر ز گنجِ سخن

که چون گوهرِ تاجِ اسکندری / ز دریا برآمد به نیک اختری

از انجا بصحرا علم برکشید / ز صحرا بصحرای دیگر کشید

قدم تا بزد بر سرِ خاک و آب　　نکرد آب و خاکش برفتن شتاب

دلش کز خرد بود بنیاے حرف　　درین داوری داشت رمزِ شگرف

کہ چوں ایں جہاں سر بسر کرد رام　　بشد کاں جہاں نیز گیرد تمام

دراں روز کز چاشنی ہاے دہر　　شد آمیختہ شربتِ او بزہر

ہمہ منتظر بہرِ عیش و نشاط　　کہ دورِ فلک در نوشت ایں بساط

بزرگاں کہ بودند دانائے راز　　حدیثِ نہفتہ نگفتند باز

ہمی داشتندش بہ پردہ نہاں　　کہ غوغا بود مرگِ شاہنشہاں

نقاب از غرض برنینداختند　　نہانی ہمہ چارہ می ساختند

سگالش نخست اندراں کار بود　　کہ بر خاکِ در خفتہ ناچار بود

چو دیدند شہ را بخوابی چناں　　ق　　بداں تیرگی آفتابے چناں

رسیدند پیرانِ روشن ضمیر　　کشادند ز اندامِ نازک حریر

گریباں بافسوس کردند چاک　　بہ آبِ دو چشمش بشستند پاک

فشاندند بر یاسمینش گلاب　　سرشتند مشکش بکافورِ ناب

بخزِ نیلگوں بر وے انداختند　　بمہدِ زرش خوابگہ ساختند

ز تدبیرِ شہ چوں فراہم شدند　　نہانی بہ تدبیرِ عالم شدند

نشستند فرمانروایانِ ملک　　ق　　باندیشہ با نیک رایانِ ملک

کہ افسر بہ پورِ سکندر دہند　　ہمہ گنجِ دریا بہ گوہر دہند

چو بودند هر یک خردمند چست ق بعهد استوار و به پیمان درست
نگشتند یک جو ز پیمان و عهد بفرمودهٔ شاه کردند جهد
بفرزندِ فرزانهٔ سرفراز پیامِ سکندر نمودند باز
که ما را چو شد فرض بر جان و تن وفای ولی نعمتِ خویشتن
۵ تو بنشیں بجای پدر بر سریر که مانند گانیم فرماں پذیر
اگر دست گیری سر افگنده ایم وگر تیغ رانی همت بنده ایم
ازاں بوی پاکی که در دینِ ماست نمک گنده کردن نه آئینِ ماست
بزرگی و شاهی بر آزادگاں نیاید جز از پادشازادگاں
شرف مسندِ کامیابی بود اسد خانهٔ آفتابی بود
۱۰ مپندار خود را که خورد ست سال که بختت بزرگ ست و فرخنده فال
بخوردی مداں پایهٔ خود بزیر که لابد بود بچهٔ شیر شیر
بطفلی مبیں در شہِ روزگار که بس باشدش دولت آموزگار
محیط ارچه عالم نوازی کند درو ماهیِ خورد بازی کند
بکوه ارچه شیب و فراز ست تنگ کفِ دشت داں زیر پای پلنگ
۱۵ بطے کو بر آب ست جولاں پذیر به نزدش چه طوفان و چه آبگیر
بزرگی نه زیباست بر بدنژاد که بر گاو نتواں عماری نهاد

---

۸ - نسخ ب - نشاید

چو دولت بشاهین دهد دستگاه | غلیواز را کس ندوزد کلاه
بپاسخ ملکزاده هوشیار | فشاند از صدف لولوے شاهوار
چنین گفت کاے دوستداران من ق | بپیوند اخلاص یاران من
شکے نیست کان زاده باشد تمام | که آباے خود را کند زنده نام
نه دوده که دودے بود تیره داغ | که بر دودمان بر نیارد چراغ
بود بے خلف مملکت کاسته | که تاج از گهر گردد آراسته
ولے همتم را ز اکلیل و تخت | قضاے پدر عبرتے داد سخت
نه من زان جهان پادشا برترم | کزین ضربت آزاد مانند سرم
سکندر چنان مقبل کائنات | چو لب تشنه میرد ز آب حیات
ز چندین زمین کوته پاے سود | بجز چار گز بهرهٔ او چه بود
از آن گنج کز روے عالم سترد | نگر تا سر انجام با خود چه برد
چه کار آید آن ملک حسرت فزاے | که شه میرد و ملک ماند بجاے
چرا باید آن تاج بر سر نهاد | که پیش از تو صد چون تو دیگر نهاد
شهی گرچه جویان عز و علاست | بصورت بزرگی بمعنی بلاست
بلا بر بزرگان بود بیشتر | که خردان نیایند پیش نظر
زنی تیر بر پیل صد بے شکے | که بر پشه نتوانی از صد یکے
چو خواهی که خوش خسپی اے نیکبخت | ز گنجے که غوغاست بر بند رخت

گلیمے کہ با تن بود سازگار · بہ از بسترِ پرنیاں پُر زخار

چہ زیباست ایں نطعِ رنگیں بزیر · نشینندہ را گر گزارند دیر

چو ایں نطعِ دیرینہ پیراستیم · نشستیم و آں گاہ برخاستیم

چو گیتی ندارد وفا با کسے · گدائی بہ از بادشاہی بسے

چہ گردیم با شاہدے ہم نفس · کہ او را وفا نیست با ہیچکس

بسا عمر کز پانصد افزوں نمود · چو بگزشت گوئی دمے ہم نبود

ہمہ سطحِ ایں عرصۂ گردناک · بچشمِ خرد چیست یکمشت خاک

نہ دانا تواں گفتن آں طفل وش · کہ گردد ببازیچۂ خاک خوش

بزرگاں بسے کوشش انگیختند · ز ہر گونہ رنگے در آمیختند

میسّر نہ شد ایں تمنّائے خام · کہ آں مرغِ وحشی در آید بدام

چو حلوائے دم پختہ دودے نداشت · سخن ہر چہ گفتند سودے نداشت

معذوری خویش بر حسنِ عہد · دگر مہدئے را سپردند مہد

یکے را ز خویشانِ تاج و سریر · بآرامشِ فتنہ کردند میر

جوانے خردمند بسیار ہوش · بدیدار مردم معنی سروش

باختر بلند و بگوہر تمام · بلند اخترش کرد در غوش نام

دلِ ہمگناں یافت بروے قرار · کہ ہم داد گر بود ہم ہوشیار

ہماں پورِ اسکندر اسکندروس · رہا کرد ملکے چو زیبا عروس

زپیوندِ هستی برون برد تن — بدنبالِ گم گشتهٔ خویشتن

روان گشت و اخترِ تابناک — یکے سوے صحرا دگر سوے خاک

چو پوینده برداشت گامِ فراخ — نشیننده بر آسمان برد شاخ

ازان سایه گسترِ درختِ بلند — پناهنده آزاد گشت از گزند

۵ کرم غالب و ظلم فرسود گشت — جهان ایمن و شکر آسود گشت

به کهتر نوازی و دیں پروری — ز سر نو شد آئینِ اسکندری

بکار آمد آئینِ کار آگهاں — شد ایمن زغوغاے غارت جهاں

چناں زنده شد ایمنی را نفس — که مرگِ سکندر ندانست کس

جهاں برگرفت از سلامت نقاب — سرِ فتنه را حاجت آمد بخواب

۱۰ چو شد لشکرے بے سر آرام گیر — رواں گشت فرمانِ فرماں پذیر

عزاے سکندر در آمد بکار — همه رازِ پوشیده گشت آشکار

نشستند یکهفته بے خورد و خواب — زغم سینه پُرخون و دیده پُرآب

همه کس همی بود گریاں چو میغ — دریغے که بود دست جاے دریغ

هماں مرغِ نو بر سرِ سرو بن — بنالید بر سرو زادِ کهن

۱۵ چو از شرطِ ماتم بپرداختند — شتابنده را برگ ره ساختند

بتعظیم صندوقِ صاحب رحیل — نهادند بر کوهه ژنده پیل

---

۵ - سرِ۲: ملک - ۱۲ - سرِ۲: و سینه کباب

برآمد به پیل آن تنِ ارجمند	چو خورشید بالاے کوهِ بلند
بجنبید لشکر به لرزید خاک	شد از نعلِ اسپان زمین چاک چاک
خرامنده گشتند ازان مرز و بوم	پس از روزگارے برآهنگِ روم
به صحرا و کهسار بے گاه و گاه	چو بادِ صبا می نوشتند راه
۵ سه ماه روز تا شب به پیوستگی	نبود اندران جنبش آهستگی
چنین تا هلالِ علمها ز دور	بصحراے یونان در افگند نور
باسکندریه در آمد سپاه	ز آیندگان تنگ شد کوی و راه
به برجے که سر داشت با مشتری	روان کرد صندوقِ اسکندری
خبر یافت بانوے پرده نشین	که در پرده شد خسروِ روم و چین
۱۰ نگه کرد چون دُر دران دُرجِ پاک	بغلطید چون دانه بر روے خاک
ز سوزِ جگر گوشه جانش بسوخت	همه مغز در استخوانش بسوخت
دگرگونه شد رنگِ رخسارِ او	بخیری بدل گشت گلنارِ او
ز سر تا قدم خونش آمد بجوش	رمید از تنش تاب و از مغز هوش
شبا روز آگاهی از خود نداشت	غمِ عالم از نیک و از بد نداشت
۱۵ زمانے کزان حیرت آمد بخویش	دلے یافت صد جا ز اندیشه ریش
ز آشفتگی گشت لرزان چو بید	ز تارک همی کند موے سپید

زبس غم که با سینه کاهی گریست — بر اندوه او مرغ و ماهی گریست

ز آزار گلبرگ بر گلبنش — بخون غرق می شد سر ناخنش

خراشی که هر دم بر خساره کرد — سمن را چو صد برگ صد پاره کرد

چنان می کشید آه سینه خراش — که میزد بخورشید و مه دور باش

۵ چو هنگام آن شد که از بارجای — کند میهمان عزم خلوت سرای

ز اسباب کار آنچه می خواستند — بر آیین شاهان بر آراستند

درخشنده درج در شاهوار — نهادند بر تخت گوهر نگار

دران مرقد گوهرین شد بجا کن — محیطی شده غرق چون دُر در آب

گرفته مهی در ثریا شرف — گشاده دو سو چون ثریا دو کف

۱۰ کشیدند بیرون نثار افگنان — بصحرا دُرِ شاهوار افگنان

کسی کاگهی یافت کان آنچه چیست — تماشای او کرد و برخود گریست

پیاده همه مهتران سپاه — خرامان چو سیاره در گرد ماه

ز غم همگنان را جگر سوخته — ولیکن بمسمار لب دوخته

کسی را بفریاد یارا نبود — که غم بود لیک آشکارا نبود

۱۵ یکی آن که بر رسم و راه سران — نه شیون بود شیوهٔ مهتران

دوم آن که چون مرده شد زنده نام — دران زندگی هست مردن حرام

---

۸ - م۲: غرق در در ناب - س۲: غرق دریای آب

چو نام آورانند پایندگاں — ندارد کسے ماتمِ زندگاں
کسے کز جہاں نام جوینده نیست — گرش عمرِ خضرست ہم زنده نیست
بیک چشم زد باچناں عز و ناز — بخاکش سپردند و گشتند باز
دگرگونہ فرمود پیرِ کہن — ز آرامگاہِ سکندر سخن
مرا گفتِ او باور افتاد و بس — کہ از دیده زد بر شنیده نفس
کہ اسکندرِ خفتہ را جائے خواب — درونِ جزیره است بر شطِ آب
جزیره کہ اسکندروں شد بنام — بدریائے مغرب برآہنگِ شام
چو کشتی دراں شطِ دریا رسد — زیارت کند ہر کہ آں جا رسد
من آں جا بکشتی فراز آمدم — بیوسیدم آں خاک و باز آمدم
چو شد جائے خفتن بخاک اندروں — چہ اسکندریہ چہ اسکندروں
غرض چوں سکندر فرو شد بخاک — برآمد ز ہر سینہ گردِ ہلاک
کس از جوئے خویش آب خوردے نداشت — کز آں خاک در سینہ گردے نداشت
کسے کو کند بر سرِ مرده شور — بود ہمرہِ او و لے تا بگور
چو او شد بخاک آں کہ دل ریش تر — نیارد کہ گامے نہد پیشتر
بود اندریں کارگاہِ ہلاک — ہمہ عزتِ آدمی تا بخاک
چو خفت اندراں حجلۂ در ہماں — سکندر ہماں ست و جا گر ہماں
بیا ساقیا آر بادۂ بے خمار — فرو شوئے زیں جانِ خاکی غبار

که چون گم شود جانِ غمناکِ من
نریزد کسے جرعه بر خاکِ من

بیا مطرب آواز برکش بلند
برون بر غم از سینهائے نژند

ز سر نو کن آئینِ عشاق را
بغلغل در آر این کهن طاق را

گفتار اندر مرتب شدنِ این سفینهٔ بحر درون بر رہنمونیِ معلمِ ہمت و بادِ قبول روان کردن و نجات طلب نمودن و برگزشتنِ عمر در سودائے این بحور بادبان ندامت از دمِ حسرت برکشیدن وقدرے از کرانه گرفتنِ حوالی و خله کردن حواری و درماندن از آب و کنار برآشنا چون خاشاکِ بحر از آب در کنار ریختن و الواحِ شکسته و حرفِ نادرستِ این سفینه بر امیدِ مرحمت درچشمهائے انصاف مستتر گردانیدن

مرا خضرِ ہمت خبر داد دوش
ز رازے کش از دولت آمد بگوش

که ای گوهر آمای گنجِ سخن — نوآیین کن کیمیای کهن
از انجا که اقبال یارِ تو بود — فلک رونق انگیز کارِ تو بود
سخن را بجای زدی بارگاه — که از فرقِ انجم فگندی کلاه
خضر وار زان موجِ آبِ حیات — بعمرِ تو آمد نوشته برات
۵ سپاسِ خدای کن اندر ضمیر — که بر بهترین پایه دادت سریر
زبان خیر مردم که رمزیست پاک — رقم کردهٔ غیب بر لوح خاک
ز جائی که زینسان بکاری رسید — به پیغمبران نامه داری رسید
ازان نامه حرفی بصحرا فتاد — که غلغل بنادان و دانا فتاد
ازان نیمه تنها بهر خاص و عام — دگر نیمه تنها تو بردی تمام
۱۰ زهی عرصهٔ گنجدانِ چنین — که در وی نگنجد جهانِ چنین
تعالی الله آن کردگارِ جهان — که در قطره کرد دریا نهان
دلت این جهان چون بشاهی گرفت — بر آن زن که آن نیز خواهی گرفت
چو دنیا گرفتی سوی دین گرای — که دولت بدین هر دو ماند بجای
دری زن که راهِ رهائی درست — چراغِ ترا روشنائی ازوست
۱۵ مرا کامد این رازِ دولت بگوش — خجالت ز مغزم برآورد جوش
بحیرت فرو رفتم اندیشه ناک — سر از خاکساری فرو شد بخاک

---

۴ - م۲: بعمر ابد تو نبشتی برات - ۱۶ - م و س۱: فگندم بخاک

دلم هرچه کرد از تقاضائے تن | پشیماں شد از کردۂ خویشتن
دمے چوں گزشت آرزو بیش بود | هوس هم برآں رغبتِ خویش بود
بسے خواستم کیں تنِ ارجمند | بزندانِ عصمت کنم شهر بند
نشینم بجائے کہ مردم کم ست | کشم دامن از هرکہ در عالم ست
۵ همہ هستیِ خود بیک سو کنم | بہ بیغولۂ نیستی خو کنم
بدارم ز دریوزۂ خلق دست | کنم بر سریرِ قناعت نشست
بدوشِ کسے نفگنم بارِ خویش | نہ لیسم مگر خاکِ دیوارِ خویش
نہ بینم بآسایش و رنجِ کس | نهم دل بدرویشیِ خویش و بس
بجز سندے از جو برآرم خمیر | گلیمینہ را نام سازم حریر
۱۰ نیاز ارم ار نطع از خس بود | مرا قالیں از قولِ من بس بود
من و ملکِ تجرید و گنجِ هنر | فلک زیرِ پا - بوریا زیرِ سر
رحیق آب از اشکِ گلگوں کنم | سفالینۂ خاک پر خوں کنم
چو نوشم ز خونابہ دل شراب | هم از پهلوے خود تراشم کباب
چو افتد دل از بختگی در گداز | صدا در دهم قدسیاں را بہ راز
۱۵ سپهر ار بطفلی در آید ز پس | بہ کهتر نوازی بیارم نفس
ز پرهیزگاری علم بر زنم | دماغِ هوس پیشہ را سر زنم

۱۲ - س ۲ : سفالینہ را دل پر از خوں کنم - ۱۴ - م ۲ : صلا

درم نفس گردن بتابد ز راه | بسیلی کنم گردنش را سیاه

درق شکنم عقل پر رام را | دباغت دهم قالب خام را

باندیشهٔ دل را نیازی کنم | تن از آب دیده نمازی کنم

بحوض صفا ریزم این مشت خاک | ز حیض جنابت کنم غسل پاک

۵ نه بینم چو طاوس در رنگ خویش | نشینم چو سیمرغ با ننگ خویش

به بیداری معنی را بسپرم | مبادا که آید ببالین سرم

درم حاجت افتد پی تکیه گاه | نهم سر برانوی خورشید و ماه

قدم بر سر چرخ نیلی زنم | دم از دولت جبرئیلی زنم

خورم چون خضر شربت زندگی | چو عیسی کنم عمر بخشندگی

۱۰ کنم سرمه در چشم عین الیقین | زنم شانه در زلف حبل المتین

ولی چون ندارم ز توفیق نور | زمن کی شود ظلمت نفس دور

عنانم خیال در گرفت ست دیو | که نگذارد از خود برآرم غریو

ضمیرم به تشویش دیوان اسیر | فرشته ز دیوان من در نفیر

تن من که زندان جان کرده اند | شیاطین درو خانمان کرده اند

۱۵ بسا فتنه کز بهر جان در تن ست | ملک عاجز و قلعه پر دشمن ست

زباد هوس خرمنم جو بجو | متاعم ببازار غفلت گرو

---

۶ - م دو سرا : نه به بیدار مغزی فلک بسترم

دریغا که وقت از میان میرود — خیالِ چنین رایگان میرود

نه کشتی کز و خوشهٔ برکشم — جوی در ترازوی محشر کشم

نه نقدی که بازارگانی کنم — بسودای ابد کامرانی کنم

زمن صحبتِ چون منی دور باد — به نفرینِ من خلق معذور باد

۵ مرا بار بر دوش و سیلاب سخت — چگونه بمنزل توان برد رخت

درین ره عنان درکشیدن خوش است — که پل رخنه و بارگی سرکش است

چه فرخ شد آن رهروِ تندرست — که پیش از شدن پا بره راکرد چست

سبک چون شوم من که پا در گل است — خر اندر وحل تاختن مشکل است

ازین خاک آلوده چون برشوم — که هر چند جستم فروتر شوم

۱۰ درون نفسِ دشمن سرافراخته — برون سوی شیطان کمین ساخته

چو خواجه به یغما دهد خانه را — چه چاره ز تاراج بیگانه را

عسس را چو با دزد یاری بود — به گنجینه چون استواری بود

سگی کز رمه شد هم آهنگِ گرگ — گزندش دهد گوسپندِ بزرگ

درون سوی شهوت گرائی کنم — برون دعوی پارسائی کنم

۱۵ لبم شسته ز آلایشِ می دهن — دلم همبرِ هستیِ خویشتن

تن از شاهدان گشته کوتاه دست — نشاطِ نظر همچنان بت پرست

۱۵- م۲: دلم همبر از هستیِ خویشتن

درین ره قدم پاک چون خیزدم | که دامانِ تر قطره می ریزدم

مبین کامشب از جیبِ من قطره زاد | که این قطره طوفان شود بامداد

چرا من بران قطره بازی کنم | که تن از سبوی نمازی کنم

تنِ من نه با شستن آسوده تر | که هر چند شویندش آلوده تر

۵ جنابت مرا گز درون رخ نمود | برون گر بدریا بشویم چه سود

مگر چون برون آیم از آب و خاک | بطوفانِ آتش کنم غسلِ پاک

چنین گز مےِ فتنه گشتم خراب | مگر سر بمحشر برآرم ز خواب

هوا گرم و من تشنه و ناصبور | بیابان درشت و مانده و راه دور

مسافر که دور افتد از جای آب | شود تشنه تر در تمنای آب

۱۰ نبودی گرم زد دربازوی پیر | جوانی برآوردی از من نفیر

ولی دولتِ من که هست از نخست | مرا کرد پیوندِ پاکان درست

که هر بار کالوده شد دامنم | رسید ابرِ رحمت به پیرامنم

زهی تربیِ من زغایت برون | که آلوده ماندم بدریا درون

اگر سنگ گوهر نگردد ز تاب | توقف ز سنگ ست نه از آفتاب

۱۵ اگر لاله را نیست رنگ و نگار | خیانت برونه نه بر نوبهار

هوا گر بطوفان رساند نوید | نه بیند کسے میوه بر شاخِ بید

۲- پشت سه - م وس۲ : که هر چند تر گردد آلوده، تر ۱۵ - م۱ : بوی نگار - م۲ : جنابت

بصحرا نه هر خوشهٔ پر شود   بدریا نه هر قطره در شود

چراغ هدایت بدلهای کور   بود کشتن دانه در خاک شور

بسرچشمهٔ زندگی تاختم   رسیدم بدو لیک نشناختم

به تزویر نقشی برآراستم   میسّر نشد آنچه می خواستم

۵ بجائی که زر ناید اندر شمار   زر اندوده را چه باشد عیار

ملمّع گریهای نظم دروغ   چنین کرد کام مرا بی فروغ

زبانم که جایش بکام من است   قفای مرا تیغ گردن زن است

مرا بین که هردم ز سودای خام   چنین دشمنی را رسانم بکام

به پنجاه نزدیکم آمد حیات   هنوزم نشد توبه زین ترّهات

۱۰ سخن گرچه هر لحظه دلکش تر است   چو بینی خموشی از آن خوشتر است

همه وقت کم گفتن از روی کار   گزیده است خاطر درین روزگار

در فتنه بستن دهن بستن است   که گیتی به نیک و بد آبستن است

بلب دوختن غنچه را زندگی است   چو بشگفت از آن پس پراگندگی است

پشیمان ز گفتار دیدم بسی   نگشت از خموشی پشیمان کسی

۱۵ رهائی همه جا بکم گفتن است   دُر از رشته ایمن ز نا سفتن است

شنیدن ز گفتن به ار دل نهی   که تن پر شود هر دم از وی تهی

---

۱۴ - س ۲ : به پشیمان   ۱۶ - م ۲ : گزین پُر شود مردم از وی تهی

صدف زاں سبب گشت گوہر فروش | کہ از پاے تا سر ہمہ گشت گوش

ہمہ تن زباں گشت شمشیر تیز | بخوں ریختن زاں کند رستخیز

گر از رشتہ دوزند راہِ سخن | بہ از دُر فشاندن بگاہِ سخن

مرا خود ضروری فتاد ایں شمار | کہ بازوے عیشم تہی شد ز کار

۵ جوانیم تا رغبت انگیز بود | بوصفِ بتاں خاطرم تیز بود

غزل را چناں جلوہ دادم بکام | کہ بستم غزالانِ صحرا تمام

کنوں مشکم آغازِ کافور کرد | ز مشکیں خطاں طبع کافور خورد

درستم شد از کشتِ ایں بوستاں | کہ کافور خیزد ز ہندوستاں

دریغا کہ دورِ جوانی گزشت | زمانِ مے و کامرانی گزشت

۱۰ چراغِ طرب را فرو برد نور | نشاطِ حریفاں ز دل گشتہ دور

دل از رغبتِ عیش سیراب شد | مزاج از رعونت عناں تاب شد

فرو ماند آواز ساقی ز نوش | سلامِ صراحی بروں شد ز گوش

خرد پختہ شد ز آتشِ طبعِ پیر | ہوس پختنِ خام رفت از ضمیر

بہ پژمردن آمد گلِ تازہ روے | دماغِ شگوفہ تہی شد ز بوے

۱۵ بخیری بدل گشت گلنارِ من | سپیدہ دمید از شبِ تارِ من

تہی گشت گنج و خزینہ خراب | کلیدِ خزینہ فرو شد بخواب

۶- م۱: بدام۔ ۱۰- م۱: فرو مرد

گرفته شد از من تباں رنفس   ستم چون توان برد معشوقِ کس

نگاری که بی من دلش تو بود تنگ   کنون بر دلِ او گرانم چو سنگ

همه زیبِ مرد از جوانی بود   جوان نیست کے زندگانی بود

چو آسیبِ پیری دهد گوشمال   بگردد همه حالِ مردم ز حال

۵ شود تیره در چشمِ مردم ضیا   گهے سرمه خواهد گهے توتیا

تن از گردشِ دهر مسکین شود   شکم پر چو خم روی پر چین شود

جوانان ز صحبت گرانی کنند   کهن گشتگاں همعنانی کنند

جوانے که در سلکِ پیران بود   گلِ تازه در باغِ ویران بود

دگر کهنه با نو براں دم زند   سر و سلبت از خنده درهم زند

۱۰ مباش از سفالِ کهن آب کش   که از کوزهٔ نو خورند آب خوش

مخوان سهل بر گل خطِ دل نواز   که منشورِ عمرست عنوانِ راز

چو پیری غرورِ جوانی شکست   ز اُمید داری فروشوی دست

چو گلبن ز سبزی ببرّد اُمید   به هیزم فروشاں رساند نوید

چو در شاخِ بستاں نماند تری   تبر زن درآید بجولاں گری

۱۵ همه سبزه بود و گل و یاسمیں   که خاشاک و خس بینی اندر زمیں

فریبِ جوانی مخور زینهار   که ده روز باشد نشاطِ بهار

---

۶ - م ا: کوشش - س ل ا: کوشتش

مبین غنچهٔ باغ را خنده ناک   که افتد به آسیبِ بادے بخاک

به پیری نکو ناید الّا دو چیز   یکے گوشه گیری دگر توبه نیز

ندانی چو تو اے جواں حال پیر   نظر کن به پیرانِ عبرت پذیر

پس از توبهٔ من که در هیچ ساز   روا نیست با لعبتان انباز

دگر گوشهٔ خالی کنم بهرِ بود   چو بازارِ دل نیست خالی چه سود

به پیغوله بودن کسے را رواست   کش از گلشنِ قدس برگ و نواست

مرا سینهٔ پُر ز غولانِ مست   بفارغ دلی چوں توانم نشست

بگردم گہے جاے عزلت پسند   مگر بهرِ سودا نے ناسودمند

متاعے که بربستم از کنج و کاخ   دلم تنگ بود و دریغ فراخ

کلوخے و سنگے که بینی بخاک   دمے نیست خالی ز تسبیحِ پاک

تبرزاں کلوخم من اندر نهفت   کز آلودگی ترکِ تسبیح گفت

چو اوّل زبانم به بدخو گرفت   کنوں کے تواں خوے نیکو گرفت

دلِ من که هستی به تزویر ساخت   کجا ذوقِ تسبیح داند شناخت

کسے کو بدکّانِ انگوزه زیست   چه داند که در رخت عطّار چیست

هر آں مرغ کز خار خورد آیدش   چو خرمانهی دل بدرد آیدش

کلاغے که در گردِ گلخن بود   ز ریحانِ باغش چه روشن بود

دلِ خاصگاں اند و چندیں خاص   که من زیں ضلالت ندارم خلاص

من اینجا کنم نقدِ خود را عیار
خود آں جا بیامرزد آمرزگار

چو رحمت شود نامه شوے گناه
چه باشد بدریا دو حرف سیاه

جوانی شد و پیری آغاز گشت
دریغا که ایں نیز خواهد گزشت

کشیدم زلالِ خضر زیں سواد
که تا چوں بمیرم رسم بر مراد

خوشا آں کس که چوں برگ ره کرد ساز
به میراث بگزاشت عمرِ دراز

برد مرگ را نام جوہر کسے
و لے نامِ ہر کس نماند بسے

نماند بسے نامِ بے مائگاں
که نتواں زدن سکه رایگاں

درم نه که در نام دارد درم
درم ریز چوں گل شده ست از کرم

ہمه کس پئے خفتن افسانه خواست
شنیدند و چوں خفت افسانه خاست

چه ہشیار و بیدار و فرزانهٔ
که او خفت و ماند از وے افسانهٔ

بر آں کس بود زندگانی حرام
که او را نماند پس از مرگ نام

نمرد آں کسے کز جہاں نام برد
که مردِ نکو نام ہرگز نمرد

ربودن بنام از جہاں گوئے را
میسر نشد جز سخن گوئے را

ق
چو دیدم که ترکِ جہاں گفتنی ست
مرا نیز چوں دیگراں خفتنی ست

خیالے دریں نامه کردم نگار
که ماند ز من در جہاں یادگار

مگر از تماشاے ایں بوستاں
درودے رسد بر من از دوستاں

مر ایں نامه را از اتفاقِ صواب
شد آئینه ہائے سکندر خطاب

دریں دم که پایانِ ایں پیکر ست
ز تاریخ ہفصد یکے کمتر ست

۶۹۹ ھ

گر آری همه ملتبش اندر عدد | چهار الف و پنجه شد و چار صد
قیامت اگر چند که پس بود | قیامت جهان را همین بس بود
سزد گر بزرگانِ گوهر شناس | سخن را بانصاف دارند پاس
چو زین ملبله صاف نوشی کنند | فرو مانده را عیب پوشی کنند
زر از دهشتِ بارنتوان گذشت | گل از زحمتِ خار نتوان گذشت
خریدارِ دُر گر چه باشد بسے | سفالینه را هم ستاند کسے
بصیر آن بود دیدهٔ بیش را | که سرمه کند چشمِ درویش را
متاعے که گرم ست بازارِ او | همه جا بیابی خریدارِ او
بجز رختِ کاسد ز بے مایگاں | که کالا بدست آوری رایگاں
چو حلوا و پالوده برخواں بود | همه خلق ناخوانده مهماں بود
چو در سفره لوزینه باشد بسے | مگس را بخواندن نیاید کسے
بجز تحفهٔ طبع زلّے مرا | نگر بهرِ خود دید رائے مرا
وگر بازگیری تو پیوندِ خویش | مرا خود عزیز ست فرزندِ خویش
پسر گر چه کور ست ازیں خانه دور | بچشمِ پدر شب چراغ ست و نور
سزد گر چه آوازِ خر خنده را | بود ارغنوں گوشِ خربنده را
بر و بادِ بخشایش داد گر | که بر من به بخشش گمارد نظر
چو آید به نظّارهٔ ایں عروس | بکابینِ احساں کند فرق بوس
جهان است نورِ نظر زیں سواد | در و هر که احول بود کور باد

رُخے را کہ چوں ماہتاباں نہاد | بخالِ سیہ عیب نتواں نہاد
بچیں میوہ بہ زشاخِ بہی | کہ نبود رطب زِ استخواں تہی
بریختہ چوں بر درختاں بجاست | تو گر خام جوئی خیانت کراست
چو پستہ یکے دل کن و باش نغز | نہ بادام ساں چشم سخت و دو مغز
۵ ہنر جوے و در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش
بغیبت چناں باش از فتنہ دور | کہ شرمندگی نارت در حضور
ہزار آفریں بر وفا پرورے | کہ نکشاید از بے وفائی درے
بدم گوئی آں گاہ عذر آوری | پسندیدہ کے باشد این داوری
نہ بس مہربانی بود بر اسیر | کہ خونش بریزی و شوئی بشیر
۱۰ دریں پُر صدا گنبدِ مینوی | سخن ہر چہ گوئی ہماں بشنوی
چو بد گفتی آزاد منشیں بسے | کہ روزے ترا نیز گوید کسے
چو خواہند گفتن جوابت برے | بحل کردمت ہر چہ خواہی بگوے
مرا تا سرِ سیر بر جاے ہست | بسر کوبیِ دشمنم پاے ہست
اگر با کسے تلخ گویم زبے | شکر نیز دانم فشاندن زنے
۱۵ مبیں زہرِ زنبور در نوکِ نیش | کہ ہست انگبیں نیز زاندازہ بیش
کسے کو مقابل برآرد غبار | بہ تسنیمِ خلقش کنم شرمسار
در از پس زند سکۂ ناصواب | ہم از خوے بد باز یابد جواب

۱۲۔ سں: تحمل کن د ۱۴۔ م۱: چو مے۔ م۲: شکر نیز افشانم از چوب نے

ولے بیش ازیں در دلم نیست باک ق که فردا چو من رفته باشم بخاک

خیالِ مرا پیش بینی کنند بسلکِ گہر مہرہ چینی کنند

مروت نہ باشد ز آزادگاں لگدکوب کردن بر افتادگاں

کسانیکہ از گفتگوئے جہاں ق نہادند مہرِ ابد بر دہاں

زباں نیک نبود برایشاں کشید که بر مرده شمشیر نتواں کشید

نہ جاں ایں مثل بلکہ جاں پرورست که یک زنده صد مرده را لشکرست

کسے کز دعائے تواں شاد کرد بدشنام چوں بایدش یاد کرد

ورا ز خواندنِ نظمِ غرائے من درودے رساند بما وائے من

تو زینجا رسانی دراں دخمہ نور من آنجا دعائے تو گویم ز دو

تو از شربتِ من شوی زنده نام من از ذوقِ آں زنده گردم تما

بیا ساقی آں ساغرِ گرم خیز یکے جرعہ بر خاکِ خسرو بر

بیا ساقی آں مے کہ کامِ من ست بمن ده کہ در خوردِ جامِ من ست

مرا با حریفانِ من نوش باد حریفانِ مرا فراموش

بیا مطربا ساز کن پرده را بسوز ایں دلِ عشق پرو

رسید از زباں جانِ خسرو بکام بیک زخمہ کن کار را اودرا

تمت